پنچھی نامہ

مترجمہ حقیقت آگاہ معرفت شناس محب اللہ والدین حضرت شیخ وجیہ الدین

رحمۃ اللہ بزبان دکھنی

حسب خواہش

منظہر فیض عمیم میاں قاضی نور محمد ابن قاضی عبدالکریم صاحب تاجر کتب

مطبع ہاشمی کریمی میں چھپکر شائع ہوا

بار دوم

۱۳۰۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

...کھی پیارے سخن آغاز کر / حضرت حق کی ہان آواز کر
شوق سے دل کے اٹھا اک چہچہا / جو رہے نزدیک عالم کا بہا

...حدت ہے تیرا آشیان / احدیت کا راز سب تجھ پر عیان
وحدیت کا ہے تجھے اسرار یار / تو ہے وحدت کا سن اور راز دار

...جام عشق کا ہی مے پرست / تو لیا ہے لذت جام الست
کیا کہون اے صاحب سیر سلوک / جائے تیری بات سنتے پیاس بھوک

...اب تک زبان توحید سے / دور رہیو شرک اور تقلید سے
پاک ویسے یاد کر اس پاک کو / جن دیا جیو اس مٹھی بھر خاک کو

...ہے سبت کہتا ہو یہان / سات لیتے جو زمین وہ آسمان
خالق جان صانع ہر جزو کل / جسکی پیدایش سی ہے یہ خار و گل

...یںگے تو بے علت نہین / گل کو دیکھینگے نئی حکمت نہین
دوزخ و جنت نہین بے مصلحت / خوب ہے معلوم اسکو اسکی گت

...انکھیان دیکھ...یہ کائنات / کیا یہ حیوان کیا جمادی کیا جنات
کیا زمین کیا آسمان کیا چاند و سور / کیا رین کیا روز کیا ظلمات و نور

...ر دیکھیو تو کچھ بیکار نین / نین ہر وہ بسی شے جو کچھ درکار نین
نا ہلے کوئی بات اسکے حکم باج / کچھ نہین لیکن کسی سے احتیاج

...و فرزند نا اسکو مثال / ملک اسکا بیشریک بیزوال
ہے منزہ سب سے وہ پروردگار / نا دیے قدرت کو اسکے انت و پار

...ہو دن کا کبھی کرتا ہے سیں / روز کو شب کا کبھی کرتا ہی بیس
گرچہ ضد ہین اگ و آب و خاک و باو / اسکی قدرت سے ہی چارو نہین بناو

...با مٹی سے آدم کا وجود / پس کرایا وہ فرشتون کو سجود
جو ہوا نمرود مغروری مے ست / نیجان مچھر نے کیتا اسکو پست

...عجب تیری سکت سے اے دھنی / جو جنی سنگ سیہ سے اونٹنی
تو دیا ڈوبا تک کر دریائے نیل / موسیٰ و موسیٰ کے لشکر کو سبیل

...ابابیلو نکو تو فرمان دیا / فوج ابرہ کے تئین غارت کیا
تو کیا جب لطف اپنے پر نظر / ہوئی اگن گلشن خلیل اللہ پر

...ت اپنی جب تو دکھلاوے پر آئے / گل گئے جو ہاڑ بھر کر جیو پائے
امی مطلق کو تو گویا کیا / در حسب سب فصیحا نے لیا

...نکھی کا لگ لب ٹھار کوٹ / جیو یا چار و نکو تو نین بات جھوٹ
اے خدا تجھکو خدائی سازوار / جو ہین تیری قدر زبان یون ہشیار

گلزار فردوس برین
طوطیِ شیرین زبان طوبیٰ نشین

ب معراج تاجِ اصفیا
رہنمائے انبیا اور اولیا

عالم بادشاہِ دوجہان
پیشوائے آشکار او نہان

پڑا اس نور کا روشن جھلک
صورتِ ہستی لیا ملک و فلک

اسکے ہین یہ دونون جہان
اِک ذرہ ہے یہ جہان اور وہ جہان

ہوا جب ہمیشہ حشر لگ
امتی کہلاوین انکے یہ دو جگ

ہر ٹھار پر گئے تھے وے
کوئی ہوا نہ ایسا دو جگ کو جو فرمانبر لیے

ختم حق انپر کیا
کئی ہزاران معجزے انکو دیا

دونون کاندھونکے درمیان
نقش تھا مہر نبوت کا نشان

بھی کیا نین حق عتاب
نین ٹھہرایا عہد مین انکے عذاب

کے امتی بعضے فقیر
قم باذنی کر اٹھائے مُردہ بیر

انکے ہے اَو اَدنیٰ مقام
کیا اچھے گا اس سی زیادہ والسلام

عاصیونکے عذر خواہ
مانگ لے حق سی ہماری بھی پناہ

وہ رسولِ ہاشمی محبوبِ رب
سرورِ ملکِ عجم فخرِ عرب

آفتابِ شرع و شمع بزمِ دین
نورِ عالم رحمۃ للعالمین

مہترین بہترین کائنات
سایۂ حق ماہتابِ نورِ ذات

اصل موجودات اسکا نور ہے
جس سے مخلوقات یہ معمور ہے

تو نبوت دو جہان کی اُن پہ ہوئی
آگہی سرِ نہان کی اُن پہ ہوئی

آج لگ ایسا نبی کوئی نین ہوا
گرچہ ہر جا پر نبی ہر کین ہوا

حشر تک ہوتا نہین پھر کوئی نبی
جسکی امت جزو و کل ہووین سبھی

جسکی اُنگلی کے اشارے سے چندر
ہو گیا دو پھانک نیلے چرخ پر

دیکھ حرمت اُنکی جو امت منے
غول ملعون نین ہوا ملت منے

گرچہ عیسیٰ قم باذن اللہ کر
گور سے مُردے اُٹھائے ہین مگر

حشر کے دن سب انا نان یفلان
کوئی رہیگی نین سوا اسکے زبان

جہان نہوگا کسکو کسکا آسرا
آسرا وہان خواجۂ ہر دو سرا

ہو خلاصی ہمکو بھی روزِ جزا
آسرا نین ہمکو ہے تیرے سوا

در مدح اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ بدین صفت موصوف بودند

کے خاص چار اصحاب ہین
دین کی نسخے کے چارون باب ہین

ان تیسرے صاحب حیا
شیر حق چوتھے علی مرتضیٰ

و بیش و کم انکے جناب
فضل مین چارون برابر ہین صحاب

ہتے ہین بوبکر و عمر
حیدر کرار سے تھے کینہ ور

ن ہوئیگا کہو کس سبب
جو نہ تھی کچھ کسکو دنیا کی طلب

باری نتھا کچھ کام وان
ایک دم کسکو نتھا آرام وان

ت ہاتھہ لگتی تھی جہان
بانٹ دیتے تھے برابر سبکو وہان

اولاً صدیق اکبر یارِ غار
دوسرے عادل عمر صاحب وقار

دین احمد کے ہین یہ چارون ستون
صدق دلسے لی ثمر چارونسے تون

ایک سی چارون ہین او چارونسے ایک
اعتقاد اپنا رکھون چارونسے نیک

جھوٹ ہے یہ بات کہتے ہین جو وو
کوئی نہ تھا آپس مین ہرگز کینہ جو

یہ خلافت دین کی ہے اے عزیز
جس منے حاصل نہ تھا کچھ اک پشیز

کافرونکے ساتھ انکو جنگ تھا
کیا کہون تجکو وہان کیا رنگ تھا

فقر و فاقہ سے تھا ہر اک کو کام
نا خلافت مین کسے اُمید دام

وے خلیفہ کچھ نہ تھے انکی مثال ۔ جو ہوا انکو نہ کر تو ملک و مال
وے تو لگتے مال سے بیزار تھے ۔ خالص خدا کے دوست اور دیندار تھے
وے تو دائم تھے طلب میں دین کے ۔ نا تھے دنیا کی رسم اور کین کے

در صفت اصحاب کبار افضل اصحابان رضوان اللہ عنہم ابا بکر متفق بودند

کیا اٹھا صدیق کا ان نے علم ۔ جو پیمبر تخم میں بکڑتے تھے بہم
تب نبی ہونے بات کچھ بے احتیاج ۔ نہیں زبانپر لائے حق کو ماسواج
جو تھا سینے میں نبی کے فیض رب ۔ فیض تھا صدیق کے سینے میں سب
جسکے سینے میں ہوے فیض نبی ۔ کیوں ابھی رکھتے دلمیں تو نے کینہ بے
جسکو منبر پر نبی کے تھا ادب ۔ بیٹھتے وہ بھی نبی کے تھا کہ جب
حب جو رکھتے تھے خلافت کا اگر ۔ تو خلیفہ کرکے بٹھلاتے پسر
کب عمر نے تھے خلافت کیے دعوی ۔ کانسے ہوتی دین کی بہر روشنی
اس خلافت کا کہوں تجھسے بیان ۔ جو کہوں تا بات تیرا ہوں بیان
یہ خلافت وہ ہے جو عادل عمر ۔ مارڈالے تھے دروں سے اک پسر
پس کہو ہیں جانتے رجال و اہل جہل ۔ کستوں میں کیتے کہ آگے تھے نکل
ہاتھ سے اینٹاں بناتے تھے کبھی ۔ سر پہ لکڑیاں لاتے جنگل سے کبھی
بیٹھتے منبر سے جب کھاتے طعام ۔ نان لقمہ کھا کے بس کرتے تمام
سالنے کا کچھ نہ تھا انکو نمک ۔ سر تلے بس تھا انکو بالش یک
جب آنکھوں میں نیند کا آتا خمار ۔ خواب کرتے خشت رکھ سر زیر بار
رات کو کاندھے پہ لیکر مشک آب ۔ پیر پیاسوں کو پلاتے وقت خواب
رات کو گشتا کیے چوکیدار ہوں ۔ نیند بھر کر کب اپنے گھر سوں میں
چھانٹ جھانا جو کبھی جانا نکل ۔ وہاں لگاتے زرت پیمر کیا ٹھگل
یہ خصائل سن ابھی عثمان میں تھے ۔ متقی اور جامع القرآن بہر تھے
گر نہ کرتے جمع عثمان یہ قرآن ۔ دین کی دولت کہو رہتی کہاں
کیوں تو کرتا بغض انسے بدنہاد ۔ پس نہیں قرآن سے تجکو اجتہاد
ہو دیگی تنگی خلافت اس وضع ۔ ظلم وے کیسے کرینگے کس طرح
مرتضی کو تو نہیں مظلوم بول ۔ حق تو اب انکو مت محروم بول
مرتضی تو تھے خدا کے شیر نر ۔ ظلم کر سکتا ہے کیوں کوئی شیر پر
تو نہیں اپنے ذہن اسکو سمجھ ۔ جو پڑا ہے تو عبث یاروں سے الجھ
جائے جب تجھسے نکل کر صاف جی ۔ دکھ پڑیگا دل منے تیرے سبھی
ہے تو دیکھ سکھ میں انھوں باتفاق ۔ دل منے کینے کے تھا کس کا نفاق
تو جو اپنے دلمیں کچھ کرتا ہے جوش ۔ مرتضی تو یوں نہ تھے ہرگز خموش
مرتضی ہوتے اگر تیرے مثال ۔ کون کہتا انکو شیر ذوالجلال
خوب تھے تیرے سے وہ مردانہ تر ۔ کیوں لئے ہیں کسلئے تم شور و شر
وے سبھی تھے ایک سب غمخوار ہیں ۔ ان خیالوں سے تیرے بیزار ہیں
کیا تو سمجھا ہے عمل کو اے عزیز ۔ ہے نہیں کس بات کی تجکو تمیز
کچھ غلو دلمیں اپنے تو نہیں ۔ کیونکہ کسکا اپنے دلمیں حصر نہیں
بت پرستاں کچھ زبانسے ہیں خلاص ۔ نہیں مگر تجھسے نبی کے یار خاص

در صفت ہدہد کہ خبر بلقیس از شہر سبا آوردہ سلیمان علیہ السلام را رسانیدہ و معتمد شد و مرتبہ یافت

متفق پر عزم کہینے راہ کا | شوق نہلے شاہ کی درگاہ کا | لیکن آیا دیکھکر رستا کٹھن | نین سمجھا جا سکے کچھ عذر بن

ہر خبا ور عذر یہ اک بات کا | درمیان لانے لگا ہر ذات کا

حکایت عذر آوردن بلبل پیش ہدہد

سب نکہ جیو سے پہلے بلبل ز نکل | ہے مجھے مین پھول ہر دی ہے بوئے گل | نغمہ میرے مین بھری ہے برگ گل | بلبلا یا یون الپ دست تن مین گل

عشق گل سے بند ہے جیو میرا | نین کسیکے سات پھر گرتیت میرا | جگ مین ہوتا ہوے اس شوق کا | کچھ عجب سودا ہے میرے شوق کا

عشق نے مشہور کر دی ملک مین | ہو دی ہے ہوا ہے سب تلاتین | کسکو ہے میرے رمز سودائے شن | کر ہے مجھ سا رکا شیدا عاشق

دوہرا کر گل سیر سی سے پرچر وتن | عاشق کے دل نشے پر ہے پیش | بسکہ عشق دلین میرے لاہو دور | جیو دلدار یا من کرتا ہے شور

کان ہے کوئی راز و حید سا منتہائے | ہا سنا نہین جیسے ایسا کلا | نغمہ اور ہے بانچر ان زبور | کستون دل عاشقو کا چرچر

سینہ ہے بیگا چنین نازہ راز | ہو رہی ہے ... گان ... رسا | جسے کوئی راز کا واقف ہمین | ساز اور آواز کا واقف ہمین

کان ہو ہمراز میرا جو سنے | مست ... ہوا ہمہ کا سر رفت | کھونا ہے جب میرا عشق لب | جیو میرا سنے منہ کھلتا ہے تب

پاس معشوق کی جاون جہان | شوق سے پرواز کر جاون وہان | جس گھڑی گلشن میں کھلتا ہے پھول | جیو مرا سنی منے جاتا ہے پھول

جب نکلکر جاؤ نین گلشن سے بھا | سو میرا سب ہوئے غم سے خار خار | خوش نہیں آتا مجھے تب بولنا | زہر دستا ہے مجھے لب کھولنا

بولنا لب کھولکر مجھکو نہ بھائے | راز بلبل کا بتاون کیونکہ پائے | چھوڑ کر مین پھول کو جاون کہان | ڈھونڈھنے سیمرغ کو پاون کہان

مین کہان سیمرغ کی درگہ کہان | مجکو اسکی بارگاہ لگ رہ کہان | عشق گل مجھ ناتوان بلبل کو بس | کیا مجھے سیمرغ کے لائق ہوس

طے کرون مین کس طرح راہ دراز | کانسے لاون راہ کا مین گو ساز | برگ نہ میری بات کا ہمدرگ بس | دیکھنے جسکو ہے جیو کا اس

بس ہے مجکو عاشقی ز روئے گل | نغمہ کو کافی مرے ہے بوئے گل

حکایت جواب دادن ہدہد

بعد ہدہد کا سنی نظم یہ جواب | عشق نے گل کے کیا تجکو خراب | جانتا ہے تو کہ گل ہے بے وفا | سب ہوتا ہے دل لگانا کیا نفا

خوب ہر چند ہے گل کا جمال | لیک اسکو آئے ہفتے مین زوال | حسن مین آوے خلل جسکے شتاب | کاملوں کو عشق اسکا نہین صواب

چھوڑ دے اب نام گل تو سحر | تجھ یہ خوش ہنستا ہے مورکھ جانور | تو نہین گل رکھ دکھاویگا تجھے | یہ ہنسا گل کا رلاویگا تجھے

حکایت دختر بادشاہ

ہری بھوک سوا کہ دو بہتر
بس ہے میری پیاس کو آبِ گہر
جب سے گوہر کا پڑا ہے دلمین تاب
رات کو دکھتا مجھے ہے آفتاب

گوہر ڈھونڈھتا ہون ابتک
کرنا لگتا ہے صبر مجکو کٹھن
اس دنیا مین جسکو ایسا قوت ہو
کیون نہ موج خون رنگ یاقوت ہو

ہی بھوک اور اڑ گئی ہی خواب
دل پڑا ہے کشمکش مین جون طناب
عشق گوہر کا نہین ہی جس کسے
وہ مجھے تو چشم ہے جوہر وسے

ہے جوہر کہو کیا آئے کام
زندگی ناچیز ہے اسکی تمام
مین تو ہون عاشق گہر کا مست
جلتے ہین مجکو سب گوہر پرست

کے بعد مجکو جستجو
جیب پر میری ہے نت یہ گفتگو
غم سے گوہر کے مزاجی مبتلا
جب سے دلکو روز و شب ہی تلملا

ہے مجکو لعل و گوہر کا بیان
ہر گدا کو بادشاہ لگے وہ کہان
مین کہان کیا شاہ کا پاؤن وصال
کان ملے مجھ سمرغ صاحب جمال

جواب دادن ہدہد کبک را

ن ہدہد نے بولا اے زرنگ
کس سبب کرتا ہو اتنا عذر ننگ
کس سبب کھاتا ہے تو خون جگر
زنگ جوہر دیکھکر اسے بدگہر

ہر اصل مین نگین کہان
رنگ پر بھولو نہ اسکے ای شجان
گر کبھی جاوے نکلکر اس سی رنگ
سنگ سا آخر دسیگا تجکو سنگ

طالبونکو رنگ پر نہین ہے نظر
جوہری نہین سنگ کو ڈھونڈھی مگر

حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام

ہ نگین ایک یہ جوہر تھا
جو سلیمانؑ کی انگوٹھی پر اتھا
جو طرف جسکا پڑا تھا جگمین بانگ
سو نگینہ اصل مین تھا پاؤ ٹانک

مان پائے وہ انگشتری
آئے سب فرمان مین جن و پری
تخت کئی فرسنگ آ حاضر ہوا
حکم سے انکے چلے نت بر ہوا

ن وہ بادشاہ نامدار
دیکھ اس عظمت کو یون کرتے بچار
سب کرامت اس کنکر سو ہے مجھے
جو کہ مانگون ہو حاضر شے مجھے

ا پاس میرے یہ کنکر
کانسے ہوتا مجکو اتنا کروفر
کیا کرون مین اس کنکر کا اعتبار
نا دیے مجکو سو ہرگز پائدار

ٹکو تو ہے سیوٹ نہ جائے
نہین جسے سیوٹ سو وہ کیا کام آئے
جس کنکر سے اک گھڑی آرام نین
ملک و لشکر مین بھی اسکے کام نین

بن آوے کسے یہ ملک و مال
دے مجھے یارب تو ملکِ لایزال
پس دنیا کا مال اور نعمت لٹائین
آپ اک زنبیل بنکر بیچ کھائین

ہ اس خوف کی اس شاہ کو
دولتِ دنیا نے ماری راہ کو
سب نبیون سے بہشت مین داؤدؑ کی
بعد پانصد سال کے جاوینگے وے

ن شاہ کو ایسا کرے
پس کہو تجکو کبک کیسا کرے
یہ گہر جو ہے سنگ ہے یون سنگ ہو
جانِ جانان یاج کچھ بھی سنگ نہ تو

کیا کریگا تو گہر کو ہے عجب
جوہری کی دلمین وہ ہر دائم طلب

عذر آوردن ہما پیش ہدہد

جواب دادن ہدہد باز را

پس کہا ہدہد نے کہ اے دیوانہ باز
ایسی نہ ہوا ہے تو گویا مجاز

بادشہ رہتا نہیں کہ کیا اور کوئی
اس خرابہ آباد میں دنیا کو ہوئے

بلکہ شہ وہ ہے جو ہو بے مثال
بادشاہی کو نہ اسکی ہو زوال

بادشاہ وہ نہیں جو کوئی گنتے ہیں
کیوں نہ کہنا شاہ حسد جیسے ہیں

بادشاہ تو ہے بجا ہیچ آرتاج
اور کوئی نہ بادشاہ تو سکے باج

نہیں ہے اس دنیا کے شاہوں کو وفا
کام انکا ہے سدا جور و جفا

ہے جو کوئی انکے بیٹھے نزدیک تر
ہر دم اسکے جی پہ ہے خوف و خطر

صحبت ان شاہوں کی ہے آتش مثال
الحذر آتش سے اے صاحب کمال

جب لگے اکثر وہ ناگہ جیت کر
جل بھسم ہو جاوے پل میں اور گھر

تو کہیں ہو بیٹھ نہ بیہوش چوبدار
بیٹھے آگے سے نکل اے ہوشیار

حکایت عاشق شدن بادشاہ بر غلام

ایک تھا کوئی بادشاہ والا گہر
اور ہوا عاشق غلام اپنے اوپر

سب غلاموں سے اسے کرتا پیار
جو نہ دیکھے اسکو تو ہووے بیقرار

لیکن اپنے جی کے ڈر سے وہ غلام
ہو رہا تھا زار رو رنگ اور بدن تمام

ایکدن پوچھا اسے کوئی نیک مرد
کس سبب سے تو ہوا ہے ایسا زرد

بادشاہ کا تجھپہ آتا ہے پیار
اس وضع تو کیوں ہوا ہے زار زار

پس کہا افسوس کھا کر وہ غلام
سب مجھے یک بات کی دہشت تمام

شاہ ہر اک تیر سے حویلی پر کہیں
دور سے مجکو کھڑا اکر کر کہیں

سر پہ میرے سیب رکھکر تیر سے
پس اڑا دیتا ہے اسکو تیر سے

ہے تھے اس تیر کا سو ہو میں ڈر
جو مبادا جائے سینہ سے گذر

سیب کو اڑا گئے نستی شہ کو ہوئے
اور مجھے لگ جائے تو ہو دیوانہ کوئے

جیو میرا اس غم سے بچا پیچ ہے
شاہ کے نزدیک سب تو ہیچ ہے

حکایت عذر آوردن بگلہ پیش ہدہد

بعد ازاں مسکین بگلا آئیا
عذر مسکینی اپس دکھلایا

اے عزیزاں ہے مجھے یوں نیر نب
نبہ میں ہے دریا کا جان تن

تھا رہے خوشتر مجھے دریا کنار
نا سکا لوں منہ سے کچھ آواز زار

بیٹھکر دریا کنارے درد مند
جھانکتا رہتا ہوں جو نگین مستمند

آرزو ہے نیر کی گھٹتا ہے دل
اے دریغا کیا کروں پھٹتا ہی دل

میں جو دریائی نہیں ہوں جانور
خشک رہتا ہوں لب دریا اپر

گرچہ ہے دریا کو سو بہانت جوش
میں نکر سکتا ہوں اس سے قطرہ نوش

عشق اک دریا کا ہی مجکو بس
اور کسیکے عشق کا نہیں مجکو ہوس

ہے یہی غم دل میں میرے نہاں
تاب اس سیمرغ کا مجکو کہاں

جواب دادن ہدہد بگلہ را

پس کہا ہدہد نے سن اے بیخبر
ہے تو دریا پر ہمیشہ اک جانور

آب اسکا کب ہے شیریں کب ہے شور
جوش اسکا ٹھہرے اور کب ہو زور

پھر کہا یہ کیسکی صورت ہے تو کہہ رنگ — اُس کہا جس رنگ کی لعنت ہے حیران
صورت اسکی گر تو مد نظر بھی قیاس — ہیں دُرس رانے اپنے مجھے بابیہ پاس

عذر آوردن کھجن پیش ہدہد

بعد ازاں آیا کھجن زار و نزار — سرت ہے بالگ مثل نقش بہزار
راز دل کہنے لگا ہدہد سے یوں — میں چلوں ہمراہ تک تجھ ساتھ کیوں

جس نے نہ اپنے عمار کا ہوں جانور — نا پڑت بازو کو ہلسا زور پر
بسکہ ہوں نو چی شکستہ و ناتواں — کس طرح سے چل کے میں جاؤں وہاں

مجھ سے عالم اک جہاں نا ہوں بتوے — وصل اُسکا اب مجھے لائق ہووے
بس جو چاہا ہدتی طرح جاوں مگر — موت آوے رہ میں یا چلجاؤں پر

بس یہی بائیں کر کے میں مجکو بھاؤں — رہا میں اپنے یوسف سے کو یادوں
میں کو نہیں ہے گم کیا ہوں ای عزیز — یوسفا پیا صاحب عالی تمیز

گر پڑا ہے مرا یوسف تجھے — دل جو تی کی بات کیا کہوں میں تجھے
آسمانسے جا لگے سیرا دماغ — آرزو کا دل سے دھویا جاسے داغ

جواب دادن ہدہد کھجن را بدین طور

پس کہا ہدہد کہ یہ ہیری خوشی — پھر دکھائی ہے تجھے صد سرکشی
گر یہ فن سے چھپ نہ کر تو یہ سخن — میں سمجھتا ہوں تو ہے سب مکر و فن

چونچ اپنی مونڈھ ڈال اور اُٹھکے چل — گر چلینگے جانور تو تو بھی چل
گر یہ دیگا فی المثل یعقوب نوں — تا ملیگا تجکو یوسف اے زبون

آگ غیرت کی ہے جلتی یاں مدام — عشق یوسف کا ہے عالم کو حرام

حکایت یعقوب علیہ السلام کہ از جدائی یوسف کور گشتہ بود

جب پڑی یعقوب سے یوسف سے دوری — سب گنوائے چشم کار و دیکھے نور
مار رہا تھا موج جگ سے بحر خون — ہور رہا تھا دور یوسف سے زبون

بعد ازاں جبریل آکر یوں سنا — گر زبان پر نام یوسف پھر کے لائے
نام تیرا انبیا سے جائیگا — ہر سلو میں تو مکان نیں پائیگا

جبکہ آیا امر حق کا اس وضا — پھر کر آگے چلا رہ رضا
نام یوسف جو زبان پر تھا مقیم — سو محبت سے ہوا دل کا ندیم

ایک شب یوسف کو سپنے میں دیکھا — جو مانگے اپنے آگے لینے بلا
یاد آیا یونہی پھر اہرا آہ — بعد ازاں چپ رہ کے باری ایک آہ

جب اُٹھے وے خواب سے ہوکر جدا — آئے پھر جبریل کہتا ہے خدا
نام یوسف نیں لئے تو کیا ہوا — آہ کا تو یک الم پیدا ہوا

جانتا ہوں میں تمھاری آہ کو — آہ سے تو ڑے ہے اشتباہ کو

عذر آوردن ہمہ جانوران پیش ہدہد

بعد ازاں سب جانور آنے چلے — عذر کئی کئی بھانت کی لانے چلے
ہر کسیکو عذر ہر اک دھات کا — سر نہ سیوٹ پائے کوئی جس بات کا

گر کہوں میں تجکو ہر اک بات باز — داستان معنی کے ہوتے ہیں دراز
ہر کسی کو جب ہوا یہ عذر لنگ — مل سکے کیونکر کہ وہ عنقا کی سنگ

جب نکلتا تھا کہیں وہ کرکے سوار
منہ پر اپنے ڈالتا برقع سنوار

پس وہ برقع پر جو کوئی کرتا نگاہ
سر کو اپنے کاٹتا دیتے گناہ

نام اسکا گر زباں سے کوئی لے
کاٹ دے وہ جیب اپنی پھیلا سے

کوئی رکھتا گر خیال وصل یار
پھاڑ دیتا گریباں تار تار

ناگہاں جو اسکو دیکھے کوئی اگر
کاٹ ڈالے اسکی گھڑی وہ اپنا سر

ہے عجب جو دیکھکر مرتا اسے
زندگی سے ہے وہ خوشتر اسے

کوئی دن خالی نہ جاتا تھا کہ یہ
جی سے مرتے تھے ہزاروں پاکدین

ناصبوری سکو اسکے باج آئے
تا اسکو دیکھنے کا تاب لائے

یونہی مرتے تھے طلب اسکی جب
در تعجب رہے سب حضوری عجب

دیکھنے کا تاب اگر ہوتا کسے
منہ اپنا آرکھتا تا نہ اسے

لیکن اسکے دیکھنے کا کسکو تاب
شکل اسکی خلق ہوتا بہرہ یاب

جب نہ تھا کوئی مرا سن بدار کا
تب کہا یوں تکر شہ نے یار کا

رو برو اپنی حویلی کے سنوار
بیٹھ کے آئینہ لگایا استوار

جب کسے دکھلاوے اپنا تمثال
عکس اپنا آئینہ میں باکمال

خلق و عالم آئینہ وہ دیکھکر
شاہ کی صورت سے ہو دے بہرہ ور

کیا ہے وہ آئینہ فکرت شعار
دل ہے تیرا دیکھ دل میں روئے یار

دلکو کر روشن تا اس یار دیکھ
جو جلا دلکو جلا دے یار دیکھ

بادشاہ میرا ہے عماری پر بلند
جس سے روشن ہے حویلی سر بلند

بادشاہ اپنے کو دل میں دیکھ تو
سورج کو ذرہ میں پنہاں دیکھ تو

ہے جیسے اس جگ میں ہی کا لباس
سایہ یہ کہ شمع ہے اے حق شناس

سایہ میں شمع سے ہرگز جدا
گر کہیگا تو جدا تو نہیں روا

ایک ہیں دونوں وہ تو ایکبار
چھوڑ دے سایہ کو ڈھونڈ لے اصل یار

گم ہو تو سایہ میں ہو اے بو العجب
گر تجھے شمع کی کچھ ہے طلب

ہو دیگا جب دلکو تیرے فتح باب
پائیگا سایہ میں کی آفتاب

سایہ جب خورشید میں گم پائیگا
تو آپ ہی خورشید ہوکر آئیگا

جیونکہ او تھا سکندر شہ قبول
بھیجے چاہے اگر وہ کہیں رسول

تو سنو نکتہ مثل شاہ جہاں
گر لباس آپ ہی اسکا جا اور ہاں

بعد ازاں کرنا پس طلب کو پیش
سن کہا ہے شہ سکندر اس روش

کوئی نہ سمجھے اسکو ہرگز ہے کہو
ہے سکندر بادشاہ راز جو

آشنا بھی نہیں اسے تھا جانتا
بے پہچانتا سکو کیوں پہچانتا

اس طرح ہر دل میں وہ اس شاہ کو
لیک نہیں ہے راہ دل گمراہ کو

حکایت بیمار شدن ایاز و بیقرار شدن سلطان محمود

ناگہانی جب ہوا رنجور ایاز
پس پڑا خدمت وہ شہ کی دور ایاز

یہ خبر سنکر وہیں محمود شاہ
ایک خادم کی طرف کر کر نگاہ

جانو کہ نزدیک تر حال ایاز
بول اسکو یوں کہ اے شاہ نواز

بسکہ میں تجھ قرب سے گر دور ہوں
غم سے تیرے رنج کے رنجور ہوں

جب سے تو رنجور ہے اور میں بھی ہیں
جانتا میں تو کہ میں تن پاک ہیں

گرچہ تن میرا ہے دور اے ہمنفس
جیو مرا مشتاق تیرے پاس بس

کان لگی کس بد نظر کی تجھ نظر
جو کئی ہے تجھکو بیماری اثر

بولا یوں کرپس کہا خادم کو جا
جلد جا جیوں برق در باران ہوا

رو منور تھا مثل خورشید و ماہ ۔ تس پہ برقع سایۂ زلف سیاہ
جب اٹھا لے اکھوا برقع منہ سے ۔ باندھتا ڈالے شیخ کو زنّار سے
گر صبا کو اسکی لٹ مسکین کرے ۔ رد علم کو ایکبارگی بے جبین کرے
جبکہ وہ برقع اٹھا لیتا نگار ۔ شیخ کے دل کو کیا اپنا شکار
گرچہ شیخ اپنی نظر کر دستے ٹالا ۔ دل ہوا سینے مین لیکن خار خار
عشق کی آتش اٹھی دل سے بھڑک ۔ عقل کا مایہ کیا بل مین ترک
بود تھا وہ ہو گیا نابود سب ۔ خانۂ دل ہو رہا بربود سب
خود سے بیخود ہو گیا تھا خود نکل ۔ ہاتھ سے جا کر پڑا پاؤں سے نکل
عشق نے دین سو لیا جان لوٹکر ۔ زہد سے کافر کے ایمان لوٹکر
عشق آکر جائے دل پر گیا بات سو ۔ جان اور دل سے رہے بے آس مو
پس کہے ہو دین گیا تو دل بھی جاؤ ۔ جان پر آفت جو کچھ آوے سو آؤ
جب مریدان انکو دیکھے اس قضا ۔ کوئی نہ سمجھے کیا ہے یہ سر قضا
سر بسر اس کام مین حیران ہوئے ۔ فکر و غم سے جو سر گردان ہوئے
پند کرنے سو نہ تھا کچھ سود مند ۔ عشق کو کب سود مند آتا ہے پند
پند کوئی دیتا تو کر جاتے گلا ۔ جانتے اس پند کو جی کی بلا
پند کو دیوانہ کب خاطر مین لائے ۔ درد زبان سوز زبان کیونکہ پائے
یون رہے تھے درد و غم سے بیقرار ۔ جب تلک جیتے رہے اور تھے سپار
جس بیابان دین از پردہ سیاہ ۔ ہار آئی جیونکہ ظلم درد و آہ
گھر پہ بار نکلے لگی روشن چراغ ۔ شیخ کے دلکو ہوا ہے نار و داغ
عشق اسکا ایک جا کر سو ہوا ۔ شوق سینے مین گرہ جو جو ہوا
دلکو اپنا اور عالم سے اٹھائے ۔ غم سے اور ماتم سے سر پر خاک جائے
ایکدم مین نہ نیند تھی نہ تھا قرار ۔ دل تڑپتا چشم روتی زار زار
بس کہے آ سد کہ گویا روز نہین ۔ یا مگر شمع فلک کو سوز نہین
دین کی شب تھا ریاضت مین مین ۔ رنج دیکھا تھا ولیکن یہ نہین
شمع کی سوزش ہی مجکو خوب آج ۔ تن کلیجے مین رہا ہے خون آج
روز و شب یہ دن آگ کی سیخون مین ۔ پاؤں سے سر لگ ڈوبا ہوں خون مین
تن جلن مین مجکو ڈالی جیون شمع ۔ دن کو مارے شب کو جلائے جیون شمع
شب کو ہر دم جھپے یہ شبخون ہے ۔ جانتا نہین روز دین کس گون ہے
جنکو ایسی راتدن روزی رہے ۔ کام انکو یا جگر سوزی رہے
روز و شب دیکھا نہین کیسی کٹھین ۔ لیک دیکھا غم کو نہین اس شب مین
تن ہے یہ شب آج کہ صد آہ آہ ۔ بلکہ روز غم سے ہے ہر دل سیاہ
کیا مجھے اول سے در روز ازل ۔ لائے ہین دنیا مین اس شب کے بدل
تن سمجھ پڑتے مجھے اس شب کی راز ۔ زلف سے ہر سا کے جو ہوئی ہے دراز
کیا کہوں یہ کس علامت کی ہے رات ۔ یا مگر روز قیامت کی ہے رات
اسو صبح کب آگے ہوئی نہین بیچ و تاب ۔ صبر کہاں ہے کیا کروں نہین پیش آب
عقل کہاں ہے تا رکھوں اپنی سنبھال ۔ علم کہاں تو عقل کا پکڑے دنبال
بخت کہاں ہے تا مددگاری کرے ۔ مجکو میرے کام مین یاری کرے
ہاتھ کہاں تا سر پہ اپنے خاک چھاؤں ۔ پاؤں کہاں تا پار لگ مین چلے جاؤں
چشم کہاں ہے تا کہ دیکھوں روئے یار ۔ یار کہاں ہے تا کہ ہووے سازدار
زر کہاں ہے تا کہ دزاری کروں ۔ ہوش کہاں ہے تا خبرداری کروں
عقل گئی اور علم بھی اور صبر بھی ۔ ایک ایک یار سے نکلکر گئے سبھی
ناصبوری ہے مجھے نا وصل یار ۔ کچھ عجب ہے عشق کا یہ کاروبار

کیا کرون کان جاؤن بولون کس کنے
بہت کر سرفراز اس خاک کو
سر ہوا ہے اب ترا کافور سا
تو تو اپنی قوت کا محتاج ہے
شیخ بولے تو نہ ایسی بات کر
عشق کا جب دل منے ہوئی گذر
جو نہین ہمرنگ اپنے یار کا
مین تو ہون تیری کہے مین ای نگار
سجدہ کر بت کو جلا قرآن کو
پس کہا اُس حور نے مولال ہو
اُٹھ چلے پس شیخ اُسکے سنگ ہو
شیخ گئے سب مغان شادان ہوئے
جبکہ دلبر لائی مے کا جام بھر
جب ہوا ایک جا شرابِ عشق یار
بار دیگر بھی طلب کر جام نوش
حفظ قرآن جو کئے تھے سربسر
ہاتھ ڈالا شیخ جب اُسکے اوپر
عاشقی کا چپ تکو تو لاف مار
شیخ تو اُسکے پھنسے تھی دام مین
اب تو مے پیکر ہوئے سرشار مست
پیرِ کہنہ مین تانے لگن

نامراد لبر ہے نادل مجھ منے
خاک سے پہونچا تجھے افلاک کو
فکر کر جا تو کفن اور گور کا
گر تجھے روٹی ملے تو راج ہے
ہو رہا ہون مین تو تجھ گل کا بھنور
گر دکھاتا ہے لبس کا وہان اثر
راز دان نہین عشق کے اسرار کا
خواہ مہر اجبو بچا سے خواہ مار
پی شراب اور چھوڑ دے ایمان کو
ہوویگا آپس سے تیرا سب پہ جو
تا مغان کے دیر تک چل آئے وو
یہان مریدان زار اور افغان ہوئے
شیخ خوشوقتی سے ہوگئے بے خبر
شوق یک جا آ ہوا چندین ہزار
نوشجان کرنے سو آیا دل پہ جوش
سب گیا یکبارگی دل سے بسر
بولی تب یون ناز سے وہ سیمبر
عاشقی بن کفر کے کب سازوار
ہو رہے حیران اپس کے کام مین
عشق زور آور پڑا یہ زیر دست
یار خاطر پس سے ہے کسطور سن

بسکہ تیرے غم سے اے دلبر نگار
بعد ازان ہنسکر کہی وہ سنت نار
گر ترا دم سرد جون کافور ہے
کان تو میری وصل کی شاہی کو پائے
عاشقی کو کیا بوڑھا اور کیا جوان
پس کہی وہ گر تجھے میری ہے چاہ
شیخ بولے جو کہے سو مین کرون
بعد ازان بولی کہ اے مرد تمام
شیخ نے بولا کہ پیتا ہون شراب
پس کہی آ چل شرابِ لعل پی
دیکھتے کیا ہین تو مجلس ہی عجب
عشق کی آتش نے لے گئی آب شیخ
سربسر اپنا گنوائے عقل و ہوش
دیکھ اُسکے نوش لب کا نوش خند
جو کتابین آپکی تصنیف کین
کچھ رہا نہین یاد غیر از عشقِ یار
کاے فلانے عشق کا دعوی نکر
کفر مجھ زلفون بدل اختیار کر
جب نہ تھا کچھ انگوشتی کا اثر
پیر آکر عشق سے رسوا ہوئے
عاقبت وہ شیخ مے سے مست ہو

دل گنوا کر ہو رہا ہون خاکسار
اے بوڑھے بیہوش اے پیر گنوار
عشق کی گرمی سے تو معذور ہے
مین کہان اور تو کہان اے ای دوائے
کیا گدا کیا بادشاہ کیا کامران
تو مسلمانی سے اپنے ہاتھ جھاڑ
مر کہے تو ترت اس ساعت کرون
مرد گر ہے تو تو کر یہ چار کام
جو یہ باتین تین ہین سو جیاب
ہوویگا آپس سے تیرا سب پہ جی
دل لے اُسکے مجلسی سرخوش ہین سب
زلف ترسانے کئے بیتاب شیخ
بیخود و بیہوش کر دیا جام نوش
ہو گیا دل زلف کے پیچون مین بند
قابلِ توصیف اور تعریف کین
باد تو سرتاب عاشق بیقرار
جھوٹھ ہے دعوی یہ تیرا سربسر
نین تو اپنی راہ لے جا ہر کدھر
گم گئی تھی اپنی ہستی کی خبر
ترس حق کا چھوڑ کر ترسا ہوئے
سنگدل سے بات بولے سن کہ تو

مین تو تجکو دل دیا اور دین بھی ‎ کیبار ہا باقی ہے اب کچھ بولتی
ہوش مین گر مین ہوا ہون بت پرست ‎ بت کو پوجون جالون آن ہو کے مست

بس کہی نے ترس او ترسا بچی ‎ دیکھتی ہون تیری محبت مین سچی
ہے اگر تو عشق مین ثابت قدم ‎ مذہب ترسائی کا تو مار دم

اور مجھے تو عاشق صادق بنا ‎ بے تفاوت وصل کے لائق بنا
جب سُنے یہ بات ترسایان تمام ‎ سب ہوئے لمبین اسکے شاد کام

یونہین لیجا شیخ کو دیوں منے ‎ جانو ڈالا گلے مین بت کنے
یونہین گل مین شیخ کے زنار پائے ‎ خرقۂ شیخی کو اپنے آگ لگائے

دین و ایمان سب گنوایا ایک بار ‎ یار سے بولے کہ ترسائی نگار
تو جو کچھ مجھ سے کہی سو مین کیا ‎ چھوڑ دے شیخی کو رسوائی لیا

وصل تیرا مجکو کب دینا سو بول ‎ راستی سے اپنے دل کی گانٹھ کھول
پس کہی وہ نازنین کا ی شیخ پیر ‎ مہر میرا بہت ہے اور تو فقیر

جا کے اتنے مہر کی اب فکر کر ‎ لا بہت سا مال و دھن و ریسم و زر
بس کہے یون شیخ اُسکو واہ وا ‎ خوب اپنا عہد تو لائی بجا

مین تو تیری بات سب سر پر لیا ‎ جو نہ کرنا کام تھا سو مین کیا
یار میرے مجھسے روگردان ہوئے ‎ دشمن دنیا و دین و جان ہوئے

تو سوا ایسا سبب کوئی لائیو ‎ جو کہ سینہ پھٹ پڑون اور رو دئیو
مین تجھے اب چھوڑ کر جاؤن کہان ‎ جو مجھے جا گہہ نہین در دو جہان

مجکو تیرے غیر سے کیو سرشت ‎ خوب تر دوزخ ہے نا ستون بہشت
بعد ازان اُسنے سُنی جب یہ سخن ‎ لطف سے بولی کہ اے پیر کہن

گرچہ اتنی مہر کی نین تجھ مجال ‎ پس مرے خوکان چرا جا ایکسال
شیخ نے لاچار ہو کر اختیار ‎ خوک بانی کا کیا دل سے قرار

عاشقی کا کچھ عجب ہے رسم و راہ ‎ نا سمجھ مین آئے اُجلا نا سیاہ
یہان تو ہین اس شیخ کی کچھ خوک ہے ‎ ذات مین ہر اک کے سو سو خوک ہے

نفس کو خطرے مین کیا خوکو نسیکم ‎ پرورش مین اُنکے تو ہے دمبدم
جب تو حق کی راہ مین جانی منگے ‎ کئی ہزارون خوک و بت آوین آگے

دے جلا یہ خوک و بت اے دیندار ‎ یا کہ رسوا کر اپس کو شیخ سار
الغرض جب شیخ وہ ترسائی ہو ‎ روم کے توکون منے رسوائی ہو

یار انکے اس گرفتاری کو دیکھ ‎ خاک ڈالے سر مین اس خواری کو دیکھ
بعد ازان سب مل کئے عزم سفر ‎ تا چھپا وین روم سے رو ہر کدھر

پس مرید اک شیخ کے نزدیک جا ‎ یون عرض کی کا ی ہمارے پیشوا
ہے ہمارا قصد گر فرمان پائین ‎ جو نکل اس ٹھار سے کعبے کو جائین

یا ہمین بھی ہوئین ترسا کہ جونکہ آپ ‎ سربسر یکدم ہوتی رسوا جیونکہ آپ
یا کہ ہمکو یہان اکیلا چھوڑ کر ‎ جانو ڈالین گلے مین سربسر

شیخ بولے تم نہین اب دیر لاؤ ‎ جان تمہین جانا ہی ان جلدی سے جاؤ
مین تو یہان آکر پڑا ہون بند مین ‎ ہون دیوانہ عاشقی کے پھند مین

ہے یہ جب لگ جیو تو دیوا مین ٹھار ‎ بس ہے مجکو اور یہ ترسا نگار
کیا کہون مین تجکو کچھ معلوم نین ‎ تم پڑے نین عشق کی پھندے مین کہین

گرچہ تمکو بھی کہین ہوتی لگن ‎ ہو کے رہتے بیدل و دین مجھ منن
ای رفیقان جاؤ تم یہان سے فی الحال ‎ نین سمجھا مین آ گئے کیا ہووی حال

گر مرا احوال پوچھے کوئی تو ‎ یہ حقیقت سربسر اُسکو کہو
جو بچا پس شیخ پر تو قہر ہے ‎ چشم پرخون اور منہ پہ زہر ہے

کوئی کافر بھی کرنے نین اس وضا
زلف ترسا دیکھکر ہو پُر بلا
بعد ازان رو رو کے یاران مار آہ
از قضا تھا شیخ کا کوئی اک مرید
جب سو آیا پھر کے اپنے گھر کو وو
یونہی وہ دلمین اپسکے حیف کھا
دوستان تو دُکھ منے ہونے شریک
جب لیا اُس شیخ نے زنار ہاتھ
او تو عاشق ہو کے بدنامی لئے
بعد ازان یاران کہے اے نیکخواہ
چھوڑ کر اسلام کافر ہو رہین
ایک باری سب کو فرمائے رضا
شیخ سے جسوقت پائے تھے رضا
کوئی اس درگاہ مین آیا نہین
پس کہاان یون خجل ہو رہے تو کیا
ہو وین شاغل ہم سبھی با ذکر حق
ہر کسی نے یک طرف لیکر مقام
جو فرشتو نکے گیا دل سے قرار
پس شب پایا بام پر ر و کلید
آئے ہین حضرت محمد مصطفیٰؐ
یونہین وہ اُٹھکر مرید پاکباز

جیونکہ او پیر طریقت از قضا
مذہب ترسائی مین جا کر ملا
شیخ کو وہان چھوڑ لی کعبہ کی راہ
سب سے صادق تھا ارادت مین مرید
اُنسے ملنے کو گیا مشتاق ہو
بولا یارو نسے تمھین لازم نہ تھا
سُکھ منے تو ہوئے بیگانہ نزدیک
تم گلے مین ڈال لینا تھا سنگات
تم جدا ہو اُنسے کیون خامی کئے
یہان تو ہرگز نہین ہمارا کچھ گناہ
روم مین تو ہم بھی رسوا ہو رہین
تب ہمین لاچار ہو کر لی رضا
وہین لیجانا تھا خدا سے التجا
جو اپس کا مدّعا پایا نہین
کیا ہوا آؤ بھی اب کچھ نہین گیا
تا کہ اپنا مدّعا بر لائے حق
کر لئے اپنے پہ آن پانی حرام
قدسیان رونے لگے بے زار زار
رگ دگر زور نر سے پایا کلید
جلوہ گر گھڑے پہ نور با صفا
جا قدمبوسی کیا با صد نیاز

دیکھہ یک رہزن کے جادو گر نین
جب کہین پیری کرے بدگوئی کوئی
جبکہ یاران آئے ہر اک پٹ ٹھار
جب مکہ سے شیخ گئے تھے روم کون
پس اپس کے شیخ کی پوچھا خبر
جو تمھین وہان شیخ کو یون چھوڑ آئے
کہو تمھاری کس وضع یاری اتھی
او گئے تھے جبکہ ترسائی قبول
عاشقان تو سر بسر بدنام ہین
بارہا ہم شیخ سے مانگے رضا
شیخ سوا سبات کو نین مانکر
بعد بولا او مرید معتقد
کاست خدایا بخشدے اس پیر کو
جب سُنے اُس مرد سے یہ بات یار
کیا عجب جو لطف سے وے بے نیاز
بعد ازان یہ بات سن سب بلکے یار
رنج وغم سے ایک کم چالیس روز
عالم بالا فغان سن کھلبلا
دیکھنا کیا ہے کہ تا انکھیان سیاہ
عنبرین گیسو سٹے ہین کھول کر
کاٹے گنہگارا نتو نکے عذر خواہ

عقل و دین و دل گنوایا یے سخن
پس کہو تم عاشقو نپر یو نہین ہوئی
شرم سے چھپ چھپ ہے گوشہ کنار
تب سی وہ حاضر نہ تھا کئی روز سون
سب کہے یاران حقیقت کھولکر
کیا کئے ہو تم بُرائی ہائی ہائے
کس روش کی یہ وفاداری اتھی
پس تمھین بھی او ہی کرنا تھا حصول
جو ڈرین اس راہ مین سو خام ہین
جو ہمین بھی ہو مین کافر اس رضا
کسکو اپنے کام کا نین جانکر
گر تمھین اس کام مین ہوتے بجد
در گذر کر پیر کی تقصیر کو
ہو رہے آپس منے سب شرمسار
ہوئے ہم بیچارگان کا چارہ ساز
روم کو پھر آئے ہو امیدوار
عجز وزاری سے کئے یا صدق و سوز
عرش والا حیف کھا کر تلملا
صبح کا باور اچلا ہے مشکبار
رخ مبارک شادمان ہنستے ادھر
ہین ہمین تو غرق دریائے گناہ

دستگیری کرکے ہمکو بھار لاؤ — شیخ گمرہ کو ہمارے سے رہ دکھاؤ
جب کیا تو اس وضع ہمت بلند — پیر اپنے کا چھوڑایا قید و بند
عجز سے تیرے کیا مین اُسکو دور — کر دکھایا ہون شفاعت کا ظہور
جانتا تو نہین کہ لاکھون سو گناہ — سب نکل جاتے ہین اک آنے مین آہ
یہ بشارت جبکہ پایا وہ مرید — اُٹھکے یاران پاس آیا وہ مرید
بعدازان سب ملکے آئے پیر پاس — دیکھتے کیا ہین تو پیر حق شناس
جانو اُڑا لے گلے سے شیخ توڑ — سٹ دئے ہین چور کر ناقوس پھوڑ
دیکھکر یارون کو اپنے دور سے — آشنائی تازہ پائی پور سے
کب رگت رو رو کے لیوین چشم بھر — کب سو بیٹھا جیو سمجھین تلخ کر
حکمت و توحید و قرآن و خبر — جو گیا تھا سر بسر دل سے بسر
جب اِبس کے حال پر کینا نظر — بیچ سجدہ جاکے روئے نین بھر
جبکہ دیکھے شیخ کو یون بیقرار — یار بھی رونے لگے سب زار زار
دے مٹا دل سے ابھی افسوس و غم — جوش مین آیا ہے اب بحر کرم
یہ خبر خوش سنکے وہ شیخ جہان — صد ہزاران شکر سے کھولے زبان
از قضا وہ نار زر سا ایک بیک — خواب مین دیکھی کہ خورشید فلک
فکر مین تعبیر کے تھی جب تلک — شیخ گئے تک لوگ بولے تب تلک
چاک کر ڈالا گریبان گل نمن — غم سے نالان ہو رہی بلبل نمن
سنبلستان کر ٹی بالونکو نو پیچ — کر دکھائی گلستان گالونکو کھو پیچ
جون پپیہا پیو پیو کرنے لگی — یاد مین اُس پیو کے مرنے لگی
عجز سے کہنے لگی اے بے نیاز — نین ہے میرا تجھسے کچھ پوشیدہ راز
مرد کو تجھ راہ کے گمرہ کیا — کی خطا مین ہائے کیا آگہ کیا

بعدازان فرمائے حضرت مصطفیٰ — آفرین ہے اے مرید با وفا
شیخ کے اور حق کے درمیانی غبار — آپڑا تھا کفر کے ڈونگر کے سار
شیخ کا گرچہ گنہ تھا بیقیاس — مین اُسے بخشا لیا ہون حق کی پاس
بحر کو احسان کے جب آتا ہے پور — سب گنہ جاتے ہین بہکر بالضرور
کشف کا احوال وہ سب کیا بیان — پس ہوئے سارے عزیزان شادمان
ہے نپٹ سوز جگر سے بیقرار — سینہ بریان چشم گریان زار زار
بھوئین پر ٹپکے ہین ترسائی کلاہ — پھاڑکر ڈالے وہین کُرتا سیاہ
شرم سے تن پر کے کپڑونکو چاک — عجز و زاری سے لئے سر پر و خاک
کب لگن سے آہ کے جالین دلق — کب اِبس مین ہو رہین حیران و دق
یاد آیا پھر کے سب اکبارگی — الٹی نکلکر جہل اور بیچارگی
جب انجوان لاتے اُسکے سوس سون — تر لہو سے کر زمین خشک کون
پس کہے اے شیخ اب مت ہو ملول — جو تجھے بخشائے ہین حضرت رسول
شکر کر اے جام درد و غم کے مست — بت پرستی روم ہے سب حق پرست
پہن خرقہ غسل کر باندھے کمر — پس گئے کعبہ طرف سب مل سفر
ہاتھ مین آکر گیا ہے گل نکل — کھل پڑے ایسے مین انکھیاں کنول
یو نہین تلملنے لگی یا سوز و تاب — ہاتھ سے میرے گیا وہ آفتاب
لوٹنے لاگی اگن پر جیون کباب — مست غمگین ہو آنسو کا پی شراب
بسکہ کھینچی نرگس اپنے سے گلاب — کر رہی اکبار نرگس دان خراب
غم سے رونیکو لگی طاؤس جیون — سوز دلمین لے رہی ققنوس جیون
راہزن ہونے مین اس پندار کے — کون ہے پاپن کوئی تجھ سار کے
اس گنہ کا کس وضع مین دون جواب — تو ابھی مجکو دکھا راہِ صواب

بسکہ کرتی اس وضع جوش و خروش — تا دیا اُسکو ندا ہاتف یہ خوش

اے بلا ماری دُکھیاری پاپ کی — کھول انکھیان دیکھ تقصیر آپکی

جس وضع تو شیخ کو رسوا کئی — دین چھوڑا اُسکو تو ترسا کئی

اس وضع اب کفر سے تو توڑ دل — دوڑ جلدی شیخ سے تو جا کے مل

پاک دل سے توبہ کر او زن خراب — ڈھونڈھ جا کر شیخ ہو مومن شتاب

کیا بیدین تھا اُسکو تو نے اول — دین مین اُس مرد کے اب باندھ دل

گرچہ تھا اُس شیخ کا عشق مجاز — تو حقیقی عشق سے ہو سرفراز

سُن ندا وہ زن اُٹھی ہشیار ہو — کفر سے یک بارگی بیزار ہو

سر ننگے اور پاؤن سر نکلی بہار — جستجو مین شیخ کے بے اختیار

نا سمجھتی ٹھوکران نا رہ کے خار — سینہ بھاری نین جاری خونبار

تا ملک وہان شیخ کو ہوئی آگہی — راہ سے جاتے ہین اُٹھے سبھی

بعد ازان سب کو وہین سمجھائی ہین — سنگ لیکر شیخ سب کو آئے ہین

دیکھتے کیا ہین کہ زن ہے زار و زرد — سینہ بریان چشم گریان آہ سرد

سر ننگی اور چاک تن کا پیرہن — لوٹتی ہے خاک مین مُردہ بدن

جبکہ دیکھی شیخ کو بھر اک نظر — ہوگئی بیہوش تن کی سدھ بسر

شیخ اُسکو دیکھکر بیہوش و تاب — اشک کے افسوس سے چھڑکے گلاب

جب وہ انکھیان کھولکر دیکھی نگار — چشم سے آنسو چلے بے اختیار

اشک کی از بسکہ تھی اُس ٹھلکی — اُٹھکے جلدی شیخ کے جا پاؤن لگی

بس کہی اے شیخ مجھ مین تاب نین — زندگانی سے مجھے کچھ لاب نین

کر مجھے تلقین اپنا دین سب — دین کا سب رسم اور آئین سب

بعد ازان کلمہ پڑھائی اُسکو شیخ — دین کا رستہ بتائے اُسکو شیخ

چونکہ لذت دین کی وہ ناری پائی — شوق کی گرمی سے تا عرش آئی

شیخ سے درحال بولی بہ نزاع — الوداع اے شیخ عالم الوداع

بخش مجکو جو کوئی ہون مین گناہ — لطف سے ہو دین کا میرے گواہ

وہ تو اتنی بات کر خاموش ہوئی — اس جہان فانی سے پردہ پوش ہوئی

ایک قطرہ تھا مجازی عشق وہ — گئی حقیقت کے دریا سے ایک ہو

جو گئی وہ تو ہمین بھی جائینگے — پھر نہ اس دنیا کے اندر آئینگے

عشق کا تو اس وضع ہیگا دھندا — شیر مردو کا سچی ہیگا پھندا

اس پھندے مین آ پڑے وہ شیر مرد — جسکو ہووے عشق کا کچھ رنج و درد

جانتا ہے کیا بیچارا بے سمجھ — جو پڑا نہین کبھی پھندے مین وہ اُلجھ

حکایت یک دل شدن مرغان و رفتن بدرگاہ سیمرغ

جب سنے ہدہد سے یہ قصہ پنچھی — شوق دل سے سب وے تڑپے جیون مچھی

عشق سے سیمرغ کے سب یکبار — ہوے ہے سب دلمین اپنے بیقرار

متفق ہو عزم کیتے راہ کا — شوق پکڑے شاہ کی درگاہ کا

بعد ازان کیتے اپس مین فکر سب — راہ کا سردار کرنا اسکو اب

کام بے سردار تو بنتا نہین — یہان تو کسکو کوئی بھی گنتا نہین

مصلحت یہ ہے کہ سبکے نام سے — قرعہ ڈالکر پھر دیکھنا اس کام سے

نام سے جس جانور کے قرعہ آئے — سرور و سردار وہ سبکا کہلائے

ہے سزاوار اُسکو تاج سروری — اُسکی سب ملکر کرین فرمانبری

تا مگر سیمرغ کو پاوین ہمین — ذرہ ہو خورشید تک جاوین ہمین

جب بچارے بات کو سب اس وضع — قرعہ سبکے نام ڈالے اُس وضع

حکایت خونی کہ صوفی او را در خواب دیدہ بود

ایک خونی کو سٹا شہ مار کین
تو تو خونی تھا بڑا بدکار زشت
سرسبز تجھے فعل میرے دوزخی
پس کئے رحمت سے وے مجھ پر نگاہ
جسپہ صاحب کی پڑتی ہے نظر
تو سوا اندھا اور کوان ہے راہ مین
جا ابھی تو پیر کا سایہ پکڑ

خواب مین دیکھا اسے کوئی دینا
کس سبب تجکو ملا ہیگا بہشت
لیک گذرا تھا مری پر یک سنخی
تا ہوئی فردوس میری جائگاہ
اسکو ملتی ہے یہ دولت سر بسر
بے عصا تو جائیگا کیونکر راہ مین
تا ترے ہاتھ آوے یہ دولت مگر

جو ہے وہ فردوس مین خندان و شاد
بعد ازان خونی دیا اسکو جواب
ست دیا تھا مار مجکو خاک پر
مجھکو ہے تشریف یہ اُنسے زیاد
پیر کی جب لگ نہین پڑتی نگاہ
پیر ہونا پیر اے مرد خدا
جب کرے تجھ صاحب دولت قبول

پس کہا وہ مرد اُسے اے بدنہاد
تو جو کچھ کہتا ہے وہ ہے باصواب
اور حبیب حق کا تھا وہانسو گذر
حق دیا اُس پا اُونسے مجکو مراد
عاقبت کی نین پکڑتی اُسکو راہ
تا دکھاوے تجکو وہ راہ ہدی
خار تیرے ہاتھ مین ہو جاوے پھول

حکایت باری داذن سلطان محمود غزنوی باخارکش

ناگہان محمود نکلا تھا شکار
گر پڑی تھی لاد اور خر تھا کھڑا
پس کہا بوجھا اُٹھا دو مین تجھے
ہے ترے مکھڑے پہ خوبی کا جمال
لاد وے بوجھا گدھے پر بعد ازان
ہے پیچھے آتا گدھے کو ہانکتا
گھیر کر تم لاؤ میرے تک اُسے
او بیچارہ تو نپٹ حیران رہا
پس کہا او مین اپسکے اے آلہ
عرض کیتا وہ کہ آتا ہے عجب
تب کہا اُسنے کہ یہ سنتا ہے مول
تو عجب کوئی پیر لے ازان فروش

سو پڑا کین بھولکر لشکر سے بھاگ
پھر وحشی بن مین بکدر ہوا اُڑا
وہ کہا اب کیا نوازیگا مجھے
کیا عجب ہے گر کرے مجکو نہال
آملا لشکر سے اپنے شادمان
وہ جو رستے کو شہر کے جھانکتا
پھر کدہر چھوڑ ونکو مارگئے اسے
کیا یہ ظالم فوج ہے لمین کہا
مین کہا حال اپنا بادشاہ
جا نکر شہ پوچھتا ہے کیا سبب
دس ہیالی بھرکے زر دیکھو کول
نین سمجھ پڑتا کہ تیرا کاہ ہے ہوش

وہان لکڑہارا جو دیکھا اُسنے کین
شاہ جب چلکر گیا اُسکے نزدیک
گرد کرنا ہے مجکو اے جوان
پس اُتر گھوڑے سے شاہ کامگار
تب کہا اک فوج کو وہ شہریار
جاؤ اسکو یہان تلک تم بیدرنگ
بعد ازان وہ فوج جا کر بند صفت
جب وہ آیا چلکے سلطان کے حضور
بعد پوچھا شاہ کا ہے پیر کہین
بعد ازان سچ بولکر شہ نے کہا
پس کہے لوگان کہ اے بیعقل ورائے
تب کہا وہ پیر سب پر کر نگاہ

خار لکڑی لادتے تھے خر پہ وہین
فکر مین حیران اُسے دیکھا او یک
ہے مجھے یہ فائدہ نین تجھ زبان
لگ سے ہاتھونسے اٹھا کر سخت خار
اک لکڑہارا گدھے پر لاد خار
ہر طرح سے راہ اُسپر کرکے تنگ
لیچلے اُسکو وہین شہ کی طرف
دیکھکر شہ کو لجایا بالضرور
کون ہے تو کیا ترا کچھ کسب و فن
مول کیا ہے اس گدھے کی لاد کا
یہ تو دو دو جو زر سے اگلا نا لگائے
ہاتھ لایا ہے اسے تو بادشاہ

جو کچھو نین موا وہ کم ہے ہنوز | خوب سمجھو بات میری دلفروز | شاہ یہ سنکر سخن ہو شاد شاد | جو منگا سوا سکو بخشا با مراد
خار اسکے یک بیک سب گل ہوے | آفرین خوان لوگ اسکے گل ہوے | اب کہان وہ لوگ کان وہ شہر یا | بات اونکی اب تلک ہے یادگار

حکایت سوال سایل مرغ دویم با ہدہد

دوسرا آیا پنچھی شیرین مقال | اس کہا میرا تو چلنا ہے محال | نا رہی بازو مین طاقت زور پر | راہ کو ہے اس وضع کے پرخطر
کوئی اگن کو درمیان لگتی ہے گھات | کوئی چل سکتا ہے ایسی سخت بات | سرگنوائے ہین کئی اس راہ مین | جل گئے ہین کئی اگن کی باہ مین
کام اس مارگ مین ہر کس کا نہین | مر پڑونگا ناگہانین جب کہین

جواب دادن ہدہد

بس کہا ہدہد کہ اے نامرد تو | کس سبب ہے اس وضع دل سرد تو | جب تجھے کچھ قدر دنیا کی نہین | تو موا تو کیا جیا تو کیا نہین
یہ تو دنیا ہے نجاست سر بسر | خلق مرتی ہے آ ہے بن دربدر | جیو نکہ کیڑا کیا سٹے گا بند مین | خوار ہو دنیا ہے جی سرگند مین
گر ہمین مرجائین اس مارگ مین زار | خوب تر ہے نا کہ اس دنیا مین خوار | کئی وضع کے ہین جہانین بیشوا | عشق کے پیشہ سے ہے کوئی پیشوا
عشق تجکو گرچہ بدنامی مین پائے | خوب ہے اس سے کہ جگ کی مین لائے | رہزنی کوئی کرکے سولی پر چڑھے | کوئی چوری کرکے جابندمین پڑے
کوئی دھوبی ہو چھپرا اور کوئی چمار | کوئی گھر گھر بھیک مانگتے ہوکے خوار | تو اپس کے ٹھار کچھ انصاف کر | عشق بہتر ہے کہ یا کسب دگر
گر کہین گمراہ لوگان تجکو سب | کون سہان ہے پنچا جو تو ہوپنچیگا اب | بولتے ہین بات یہ لوگان کنے | بات کھوٹی ہو ولیکن اس منے
مین بھی کئی باتان سنا ہون اس وضع | بات کو کسکی سنا مین کس وضع | جب تلک یہ جیو گیا نین جلو سے | نین چھٹا ہی ہر وضع اس خلق سے
جس رکھا جیو خلق کی باتان منے | کام اسکا تو کبھی کچھ نا بنے | جو کوئی جیتے خلق مین نین موا | راز کا محرم کہین وہ نا ہوا
راز کا محرم سو جان پاک ہے | رزق کا محرم سو جسم خاک ہے | رزق کا دھندا ہے جی او پر ستم | جسم مین جان جب تلک نا ہووے گم
گرچہ ہے رزاق مطلق حق ولے | رزق دنیا مین جلگ لہونا چلے

حکایت شیخ نوخانی رحمۃ اللہ علیہ گوید

شیخ نوخانی اپس کے شہر سون | گئے پیادے چلکے نیشاپور کون | راہ کی سختی سے ناگہ چڑ کہ لنج | ہو رہے بیمار دیکھے درد و رنج
پڑ رہے گوشہ منے کہین اوڑھ دلق | پیٹ خالی انسے او ر پانی حلق | ایک ہفتہ کو جو ہوئی فرصت ذرا | بھوک سے ٹک ساہو دل گھبرا
بس کہے دلمین مناجات ای الٰہ | ایک روٹی دے کرم کی کر نگاہ | تب ندا آیا فلک سے دور کا | جھاڑ جا میدان نیشاپور کا

نیم زر پائیگا یہان تجھکو سو دو
لیکے روٹی پیٹ بھر کہا اُسکے سُو

پھر جواب آیا وہین بارِ دگر
مانگ لے ہر کس سے اپنا کام کر

شاد ہوکر جو گیا لے روٹی خرید
سخت بار غیب سے آیا پدید

گھبرا کے ہوکر چلے بارے سنگات
جیف کھا ملنے لگے آپس کے ہات

وہ جو تھے پیچھے دوڑتے جاتے ہین لگ
پائے جھاڑو ٹوکرا تن مین اٹک

زہر ہو کنا جان تب پھر نان بھی
لے پس کا نان اور جان بھی

مین دیا یہ دکھ تجھے سالن کا گر
یہ عطا منت سمجھ اور شکر کر

پس کہے یارب تجھے سب ہے عیان
جھاڑنے کو ٹوکرا جھاڑو کہان

بعد ازان ناچار گی ہو شیخ وہین
نیم جو زر جھاڑنے مین پائے کہین

شیخ نے وہان دم لئی مین کچھ ندا
اُڑ چلا بارے سے جھاڑو ٹوکرا

یا الٰہی کیون کرون کیا کرکے اون
مول جھاڑو ٹوکر یکا کانسے دون

پس کہے خوش ہو کے دل مین یا الٰہ
یہ جہان مجھپر کیا تو کیون سیاہ

پس دیا ہاتف ندا اے نامراد
سالنے بن ہوئی روٹی بے سواد

حکایت یک دیوانہ خلعت خواستن از درگاہ باری تعالیٰ

ایک دیوانہ تھا ننگا آزاد دل
خلق کو کپڑون سے دیکھا شاد دل

تب دیا ہاتف نے اُسکو یون ندا
دھوپ مین جا بیٹھ اے مردِ خدا

بھی ندا آیا کہ دس دن صبر کر
جو مقرر ہے صبوری کو ظفر

تا کہ دس دن بعد بخشا یک خدا
گودڑی جو نی نوی جھبگل لگا

یا خزانہ مین نو سے کپڑے نہ تھے
یا گنوائے تھے سو کہین سڑی نہ تھے

جو جو نے جھبگل دیا ہے اس وضع
کچھ عجب تیرا قدر ہے اس وضع

کئی عزیزان آکے اس درگاہ مین
سوختہ ہو کر گئے ہین راہ مین

کوئی تو مقصد کی منزل پر رہا
کوئی حیرت مین ہو مقصد کھو گیا

پس کہا یارب مجھے بھی کچھ اڑا
کا پہنتا ہون ٹھنڈ سے مین ٹھٹھرا

ہنسکے دیوانہ دیا تب یون جواب
کیا نہین کچھ تجھ کنے بن آفتاب

یہ ندا سنکر دیوانہ چپ رہا
آس کر کے ٹھنڈ بارا سب سہا

پس کہا دیوانہ یارب آج لگ
خرقہ پوشی مین رہا تھا کیا ملگ

یون جو ہے تیری عنایت پروری
کانسے سیکھا ہے تو یہ زری گری

کام حق کے دیکھ اے درویش یہان
ایکدم یہان مارنیکی جا کہان

کوئی تو مقصود کی منزل اُپر
کوئی حیرت کی یہ بارہ کو کتر

حکایت بی بی رابعہ بصری علیہا الرحمہ

رابعہ بی بی مکہ کا کر خیال
گوشہ کر گئی تھی زمین پر سات سال

از قضا آیا مگر وہ روز حج
عذر دائم کا ہوا پیدا سمجھ

یہان تلک مین آن پہونچی خوار ہو
لاٹھے میرے اگے یہ خوار تو

کان سمجھتا ہے کسے یہ واقعہ
جب تلک عاشق نہین جیون رابعہ

راہ طے کر جب حرم کے پاس آئی
حج ہوا روزی کی کر جب دل مین لائی

جیف کھا کر دل مین کہی ذو الجلال
لوٹتے آئے زمین پر سات سال

یا مجھے دے تو اپس کے گھر مین بھار
یا مرے گھر مین مجھے دے تو قرار

اس دیا مین کئی وضع سی ہوا فضول
آئے نسندن ہو حج دو ہو حج قبول

کر دکھاتے ہین کبھی کعبہ سے یار ۔۔۔ کب کرین دیول مین خوف کارزار
جب تو اس گرد سے باہر آئیگا ۔۔۔ ہر نفس مین جمعیتِ دل پائیگا
کٹ رہا ہی جب تلک اس گرداب مین ۔۔۔ خوار سرگردان رہیگا آپ مین
کس و غم نا ہو سکیگا تو سکی ۔۔۔ جب پریشان تجکو کرتی ہے لکھی

حکایت یک دیوانہ گوشہ نشین گوید

ایک دیوانہ تھا گوشہ مین کہین ۔۔۔ دیکھ اُس بولا عزیز مصر وہین
کچھ عجب دستی ہے تیری اہلیت ۔۔۔ خوش ہے اس گوشے مین تجکو جمعیت
پس کہا دیوانہ جمعیت کہان ۔۔۔ تو دکھاتے ہین مجھے مچھر لکھیان
دن کو لکھیان ڈنبیان ہین مجھ عذاب ۔۔۔ رات کو مچھر و نسے نین آتا ہے خواب
کیا سو وہ نمرود کا آدھا مچھر ۔۔۔ جو گیا یک پل مین سارا مغز چیر
مین تو نین نمرود لیکن ای حبیب ۔۔۔ یہ مچھر لکھیان ہوئے میرے نصیب

حکایت سوال کردن مرغ سویم

تیسرا پنکھی کیا آ کر سوال ۔۔۔ مین گناہون سے بھرا ہون بال بال
ناامیدی کی نہین درگاہ او ۔۔۔ عاجزی سے ہو گنہگار عذر جو
پاک جا کہ کیا گنہ آلودہ جاون ۔۔۔ حضرت سیمرغ کو کیا منہ دکھاون
ہے لکھی آلودہ تب اسکو ضرور ۔۔۔ پاک لوگون نے کیا ہے اسکو دور
مین بندہ شرمندہ ہون اور پُر گناہ ۔۔۔ کان ملیگا مجھکو قرب بادشاہ

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد اُسے ای ناسپاس ۔۔۔ ہو رہا ہے سو ضع تو کیون نراس
تو اگر ہے پُر گنہ اے نامراد ۔۔۔ کیا نہین دروازہ توبہ کا کُشاد
یہان اگر تو اسو ضع کرتا ہے ڈر ۔۔۔ کیا کریگا حشر مین اے بیخبر
آشنا ہی توبہ کر اے پُر گناہ ۔۔۔ جب خدا ہے عاصیون کا عذر خواہ
گر نہ ہوتا کسکے ہاتھون سے قبول ۔۔۔ حکم توبہ کا نہ کرتا بھی نزول

حکایت یکی گنہگار سہ بار توبہ کرد و سہ بار گنہ کرد

تھا گنہگار اک بہت سا نابکار ۔۔۔ توبہ کرتا دلسے ہو کر شرمسار
پھر کے اسپر نفس زور آور پڑا ۔۔۔ ہے گناہون مین وہین جا کر اڑا
بعد ازان بارِ دگر توبہ کیا ۔۔۔ پھر گناہون کا وہین شیوہ لیا
بار سویم بھی وہین شرمندہ ہو ۔۔۔ فکر اور افسوس و حسرت سے وہ رو
غم کو بس رنگا کہا نین ہی مجال ۔۔۔ توبہ کرتا ہون تو دشنا ہے محال
ہر وضع سے فکر بیجا صل دسا ۔۔۔ دل بدرد و غم سے لا العقل دسا
سوز سے جلنے لگا دن رات زار ۔۔۔ جیون بھُنے ٹھکری پہ دانہ بیقرار
ناگہان ہاتف دیا آواز اُس ۔۔۔ لطف سی رب نے کیا ہمراز اُس
جب تجھے کہتا ہے معبودِ جہان ۔۔۔ تو کیا توبہ اول جب ابلہان
پھر کے توبہ کر کیا جب تو گناہ ۔۔۔ نین کیا تیرے گنہ پر مین نگاہ
مہر سے اپنے کیا توبہ قبول ۔۔۔ رکھلیا تجکو غضب سے ای بو الفضول
ہے ابتا تو غم سے پھر جیون نے ارزار ۔۔۔ بار آ پھر لے پریشان روزگار

باز آجب ہے یہ دروازہ کھلا — تو گناہ کرتا بخشتا میں بھلا

حکایت شنیدن آواز لبیک حضرت جبرئیل ؑ از درگاہ کبریا عز شانہ

بیٹھے تھے جبریل سدرہ پر ایک شب — غیب کی پردے سنیں لبیک رب
پس لگے کہنے کو دلسے کر خطاب — کس ولی کو حق یہ دیتا ہے جواب

ظاہر اکرتا ہے بندہ کوئی یاد — میں سمجھتا کون ہے وہ نیکذات
جھوٹھ ہیں جو خاص بندہ ہے سچا — نفس مُردہ دلسے زندہ ہے سچا

یونہیں جب بڑا ہیں اُسکا نشان — ڈھونڈھ دیکھے جاکے ساتوں آسمان
اور بھی طبقان زمین کی ڈھونڈھکر — سات دریا کی لئے جاکے خبر

ڈھونڈھتے سارے یکیہ ہر ایک سے پوچھ — کہین نہ پایا کس مکان اُسکا اثر
بھی پس کی ٹھار آئے جب شتاب — وہ کہا لبیک کا پھر بھی جواب

دوسری بار پھر گئے ڈھونڈھکر — ایکدم میں سب جہان کا سیر کر
پس اُسنے نا دیکھنہ بولے اے خدا — مجکو اپنا وہ بندہ خاصا دکھا

حق تعالیٰ نے کہا جا روم کو — دیکھلے دیول میں نا معلوم کو
وہ جو گئے جبریل جب اُسکے کنے — تب اگے رو تا دسا دیول منے

بعد ازان جبریل اُسکا دیکھ حال — عرض کی تب و خدائی ذوالجلال
یہان تو حیرت کا مجھے نسا ہی تھا — راز اپنا کر تو مجہبر آشکار

وہ سو گو نگے بت کو کرتا ہے خطاب — تو عنایت سے اسے دیتا جواب
پس ندا آیا کہ سُن اے جبرئیل ؑ — مین دکھاتا ہوں تجھے اُسکی دلیل

وہ سمجھ ہرگز جانتا نہیں دل سیاہ — جو غلط اپنی کیا ہے شاہ راہ
گر گیا ہے راہ وہ نادان غلط — جانکر مین کیون کرون سجان غلط

اب اُسے سنگتا ہوں دکھلا تیکو راہ — لطف میرا بس ہے اُسکا عذر خواہ
بس کشادہ اُسکے دل پر دہ کیا — تاکہ اُسنے نام اللہ کا لیا

کام یہان تو مذہب و ملت نہین — فضل کچھ اسباب اور علت نہین
حق تعالیٰ جسکو سمجھے وہ صحی — جسکو وہ سمجھے نہ کچھ کچھ ہو وہی

حکایت شہد فروش و صوفی گوید

کوئی شخص بغداد مین دوکان کھول — بیچتا تھا شہد کو یہ بات بول
راہ سے جاتا تھا اک صوفی مگر — اُسکو بولا ہے مفت سودا کیے کر

مفت دیتا ہون وہ سے مفت سودا مجھے — شہد کھاکر خوش دعا دوگا تجھے
پس اُسے بولا دکاندار ای عزیز — کوئی دیتا ہے مفت مفتی کو چیز

پس دیا یا تف نے صوفی کو ندا — آ ادھر مجھ پاس اے مفتی گدا
مین مفت دیتا ہون تجھ مفتی کو بند — شہد تو کیا جسپہ تیرا ہوئے جد

رحمتِ حق تو سمجھ جیون آفتاب — جسکی پڑتی ہے ہر اک ذرے پہ تاب
رحمت اسکی دیکھ جی کافر بدل — اُس پیمبر کو کہا کیا عز و جل

حکایت عتاب کردن حق تعالیٰ بر موسیٰ ؑ

حق تعالیٰ نے کہا موسیٰ سنگات — بولتا ہو نہیں تجھے سُن ایک بات
تجکو تنتر بار دیتا رون بار بار — عجز و زاری سے پکارا ہانک مار

کیون ہوا نہیں اُسکو تو فریاد رس — رحم اُسپر تو کیا نہیں کیون سو پس
گر مجھے یکبار کرتا وہ خطاب — مین بچا لیتا نہ کرتا کچھ عذاب

کاڑ دنیا اسکے دلسے شرک سب — دین کا دنیا اُسے ذوق و طرب
تو کیا اُسکو عذابون سے ہلاک — خاکساری مین کیا اُس [illegible]
گر کیا ہوتا تو بندا اُسکے نہین — دکھ نہ تھا تجکو عذاب اُسکے وین
دیکھ انکھیان کھولکر تو اے عزیز — لطف کا حق کی کچھ [illegible]
اسو شمع کی جسکو بخشایش رہے — کیا اُسے کس شے سے آلایش رہے

حکایت فوت شدن مفلس و نماز نگذاردن زاہد بری رحمت حقتعالے

کوئی موا تھا مرد مفلس پرگناہ — لیچلے تھے اُسکو گورستان کی راہ
ایک زاہد اُس سے کرکے احتراز — یہ نہین بولا سپہ کرنا ہین نماز
رات کو وہ خواب مین زاہد مگر — شادمان دیکھا اُسے جنت بخیر
بعد ازان پوچھا کہ تجکو افلان — کیا سبب جنت مین پایا تو وہ کان
تو تو دنیا مین بہت تھا زشت کار — مہربان کیونکر ہوا پروردگار
پس کہا زاہد کو وہ لے نیک پے — رحمت حق تیری بیرحمی سے ہے
جب کہا تو اُسپہ کرنا ہین نماز — تب ہوا حق مہربان و کارساز
جانتا ہے کون کیا حکمت ہے یہ — کیا ہے وہ انکار کیا رحمت ہے یہ
بولتا ہے طفل کو دیوا لیجا — باد کو کہتا ہے جا دیوا بجھا
بعد ازان آپہی ڈٹاتا ہے پیچھے — کیون بجھایا تو دیو بولے پیچھے
تو بچے کی مان بچے کو بے حساب — مہر دلمین ہوکے کرتی ہے عتاب
کام حکمت کے سمجھتے ہین کسے — جو چھپا ہے غیب مین سو کیون دے
کئی ہزاران پل مین حکمت کر دکھائے — بوند کو دریائے رحمت کر دکھائے
رات و دن گردشت ساتون آسمان — یہ ہیچھے تیرے ہی خاطر اے فلان
وہ نار بھی جنت ہی کچھ کرے تمیز — جان قہر و لطف اُسکا اے عزیز
جز و کل کیا ہے سو تیرا یہ وجود — قدسیون نے کر لیا جسکا سجود
تم نہین دیکھو حقارت سے اپس — کون ہے تیرے سے دنیا مین برس
جسم تیرا کل ہے اور جز ہے سو جان — جز سے کل ہے کل سے جز ہے ای سجان
کل اٹھا جو جز ترا پیدا ہوا — جز اٹھا تو کل پہ تو شیدا ہوا
نہین ہی جو تن سے جدا اور تن سے جد — دیکھ خوبی یو سو ہی جیو سو بیو
جب احد کو نہین ابس مین عدد — جز و کل کہتا نہین ہے تا ابد
ابر رحمت نہین برستا جب تلک — شوق دلکا نہین اُبلتا تب تلک
باغ مین ہوتا ہی جب گل کا بہار — سو ترے ہی واسطے اید و سندار
وہ فرشتون کی عبادت سربسر — ہے سبھی تجھ واسطے روشن گہر

حکایت حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ

نقل ہی عباس سی جب حشر کون — ہوئینگے کالے گنہگارون کے من
ہو رہیگی سب خلق حیران و دنگ — دل پریشان اور زیادہ حال تنگ
حق تعالی تب طلب کر کر ملک — جو ہوئینگے اس زمین سے تا فلک
کئی ہزاران سال طاعت انکی سب — لیکے بخشیگا گنہگارون کو تب
پس کہینگے وے فرشتے یا الہ — مارتی ہے کیون ہماری خلق راہ
حق تعالی اُنسے بولیگا ازان — کیا نفع طاعت سے تمکو کیا زیان
خاکیونکا اس منے ہوتا ہی کام — ہے بجا بھوکونکو دینا یہ طعام

حکایت در سوال طیر چہارم گوید

پس پنکھی نے جو تھے اگر بول بات / جو ہے میری اصل مین نامرد ذات
کچھ عجب دکھتا ہے میرا مجکو حال / ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم ہے خیال
کیا سو عابد کیا سو زاہد کیا سو ست / کیا سو عاقل کیا سو نادان خودپرست
کیا سو یارون سے خراباتی ہو نمین / کیا ہو گوشہ مین مناجاتی ہو مین
کیا سو شیطان مجکو ہوے راہبر / کیا فرشتہ مجکو لاوے راہ پر
مین تو دونون راہ مین حیران ہون / فکر مین آپسکے سرگردان ہون

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ سچ یہ بات ہے / ہین طبع کسکی جنم اک دھات ہے
یک طرف سے پاک ہو نفسِ یہ سبھی / انبیا آتے نہ بندون پر کبھی
پس تجھے طاعت کی رغبت آئی جب / سیر کر تب دلکو اس رغبت مین تب
جب جنم کرتا ہے ڈھونگر سرکشی / لیکن آخر پائے آرام و خوشی
گر خیال آتے ہین تجکو رنگ رنگ / ایک رنگ مین بھرکے جانا کر درنگ
کیا ترا ہے پیٹ غفلت کا تنور / آرزو جسکو ہے روٹی کی ضرور
کیا ہے روٹی پیٹ بھر زنگار دل / کیا ہے رونا نین بھر اسرار دل
پرورش اس نفس کی ناچیز ہے / جن کیا یہ پرورش سو چیز ہے

حکایت گم شدن شیخ شبلیؒ و یافتن بخانۂ مخنث

گم ہوئے بغداد مین شبلیؒ مگر / ڈھونڈھنے لوگان لگے تب گھر بگھر
یک طرف سے دیکھتے سب ٹھار آئے / ہیجڑون کے گھر مین جا کر شیخ پائے
دیکھتے کیا ہین کہ بیسیرِ وزگار / خشک لب ور نین تر ہین زار زار
بعد ازان لوگون نے بولا ہے عجب / شیخ کا اس جائے آنا کیا سبب
شیخ یون بولا کہ یہ تردامنان / ہے عجب فرقہ نہ مرد ہین نا زنان
مین بھی رہ مین دین کی انکی نمن / نا مثالِ مرد نا مانند زن
جب جوانمردی سی بیزار دل ہے مرد / لاج آتی ہے کہلانا مجکو مرد
جسکو یون ہے راہ مین مولا کی غم / جانتے ہین وے اپس کو کم سے کم
گر تجھے بھی کچھ ہے اس غم کا اثر / خودنمائی اور خودی سے در گذر
بال بھر مین ہون جو گر سمجھیگا یون / خودنمائی گی نہین تیری ہیچون
خودنمائی کیا یہ تیری دل خوشی / خواری و غربت سی دلگیری خوشی
اس خودی کو تو اپس کا بت نہ کر / ہو نہ تو بت گر اگر ہے کچھ خبر
بندۂ حق ہے تو مت کر بتگری / مردِ دین ہو ہو نہ مردِ آذری
جانتے ہین بات یہ سب خاص و عام / بندگی سے کوئی نہین برتر مقام
بندگی کر بندگی مین رہ سدا / غیر سے عزت نہ تو مانگ اے گدا
ہین ہزاران بت جو تیری دل مین / مت کہلا صوفی اپس کو خلق مین
اے مخنث ہین ہی تو مرد و نہین جب / جامۂ مردانہ تجکو کیا سبب

حکایت خصومت نمودن دو کس و آمدن پیش قاضی

دو جھگڑتے آئے قاضی کن فقیر / قاضی انکو لیکے جا گوشہ کے دھیر
پند سے کہتے لگا آہستہ یون / ہین تمھین درویش لڑنا ہو سو کیون

مردہ ہوکر ہین بیٹھے ہو کفن / کیون جھگڑتے ہو عبث نادان من
ہے اگر کرنے پہ دل جنگ و جدل / یہ کفن پہنے ہو تب کس کے بدل
مین تو قاضی ہو نہین مرد فقیر / اس کفن کو دیکھ شرماتا ہون ھبیر
جو ہی تم مین اس وضع کبر و منی / اوڑھ بیٹھو سر پہ اپنے [illegible]
جب تلک نہین فقر کا کچھ عشق و درد / وہ نہین عارف نہ عورت ہے نہ مرد
گر ہے تجکو کچھ بھی دعوی عشق سے / تا گذر جا [illegible]
جھوٹ کی دعوی نہ کر سرمت اٹھا / جگ مین رسوائی سی ایس کو تو بچا

حکایت عاشق شدن گدا بر بادشاه

مصر مین تھا بادشاہ کوئی نامدار / پس ہوا کوئی اُسپہ عاشق بیقرار
جب خبر عاشق کی پہونچی شاہ کو / شاہ بولا عاشقِ گمراہ کو
کان مین آہستہ بولا بات یون / اے اگر عاشق ہوا ہے مجھپہ تون
دو سخن کہتا ہون کر اک اختیار / یا کرون سر کو جدا یا پاؤن بار
نہین زیادہ بات ہے یہ مختصر / سر کٹا یا چھوڑ دے میرا نگر
جو نہ تھا وہ عشق پر ثابت قدم / شہر سے جانا قبولا ایک دم
جب کہا وہ شہر سے جاؤن مگر / شاہ نے بولا کہ ڈالو کاٹ سر
تب کہا لوگون نے اے عالم پناہ / کس سبب سر کاٹتے ہین بیگناہ
پس کہا شہ نے کہ یہ عاشق نتھا / عاشقی کی راہ مین صادق نتھا
گر اسے کچھ عشق کا ہوتا اثر / وہین کھڑا رہتا کہ ڈالیے کاٹ سر
جسکو سر معشوق سے پیارا ہوا / عاشقی کی پیت سے نیارا ہوا
سر کٹانا گر وہ کرتا اختیار / مین بھی کرتا اُسپہ اپنی جان نثار
جب نہین عاشق وہ دعوی دار تھا / سر کٹانا اُسکا بہتر کار تھا
یہ کیا مین کام یون ای نیک خوئی / تا جھوٹا دعوی کرنے پر اور کوئے

حکایت سوال کردن مرغ پنجم

پانچوان پنچھی ہوا یون عذر خواه / یہ مرا ہے نفس دشمن آہ آہ
کس طرح سے مین چلون تیرے سنگات / راہ کے رہزن کو لیکر اپنے سات
نہین کرے یہ نفس کب فرمانبری / اس کو نہین سیری ہے مجھکو جابری
لانڈگا ہوگا جنگل کا آشنا / یہ کونا گھر کا ہے نت نا آشنا
مجکو تو ایسا عجب آتا ہے یو / آشنا کو کاٹ کیون کھانا ہے یو

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ یہ نفس لعین / ہے کتا بدخوے و نجس یقین
گر کھانے تجکو کوئی با ہی / تب کتا پاتا ہے تیرا فربہی
دیکھ تیری عمر کا سارا حساب / تین پن تینون سو تیرے ہین خراب
چھوٹ پن مین ہی تجھے نادانگی / اور جوانی مین تجھے دیوانگی
بوڑھے پن مین ناتوانی کاہلی / ہے تجھے مدرسہ منے بیجا اصلی
عمر تو ناچیز ہو گئی اس وضع / یہ کتا آراستہ کو کس وضع
اس کتے کی ہے جہان مین کوئی بدی / حیف اپنے دل مین نہین کہا یکدھی
مر گئے ہین کئی ہزار عالم وہین / یہ کتا کافر نہین مرتا کہین

حکایت سوال کردن از گورکن

کوئی مردِ گورکن تھا کہنہ سال / پس کیا کس شخص نے اُس سی سوال
گئی ہے قبران کھودتے تیری عمر / کچھ عجائب تجکو آیا ہے نظر
گورکن بولا کہ دیکھا اک عجب / یہ نچھر سا نفس ہیگا بے ادب
کھودتے قبرون پچھا کرین موا / ایک دم طاعت مین رب کی نہین ہوا

حکایت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک دن عباسؓ مجلس مین کہے / یہ جہان گر کافرون سے بھر رہے
اور دنیا کے جہاں تک ہوا فضول / صدق اپنے سے کرین ایمان قبول
ہوسکے یہ بات اما نفس یو / پاوے ناہرگز مسلمانی کی بو
کئی ہزارون آئے ہین پیغمبران / معجزے دکھلائے ہین کئی کئی بران
سخت کافر ہے یہ نفسِ پُرغرور / مارنے سے نین مرے ناہووے دور
بسکہ کافر پروری ہین ہین ہین / نفس کی فرمانبری ہین ہین ہین
دل تو اک رہوار کا اسوار ہے / ساتھ اسکے یہ کُتا مردار ہے
دوڑتا میدان مین وہ ہے جتا / لگ کے اُسکے ساتھ رہتا ہے کُتا
سوار کو ملتا ہے جتنا کچھ شکار / یہ بھی ہوجاتا ہے اسمین حصہ دار
اس کُتّے کو جو کیا میر سے بند / جگ کے شیرونپر سے ڈالا وہ کمند
اس کُتّے کو جسنے عاجز کر رکھا / نعمتِ حق کا اونے لذت چکھا
اس کُتّے کو باندھ لایا جو کوئی / قہر کو پھاند سبسے بے پرواہ ہوئی

حکایت یکے بادشاہ کہ نزدیک درویش رفتہ بود و درویش برو خیال نہ کرد

کس گدا پر بادشاہ کیتا گذر / اُس گدا نے نین کیا شہ پر نظر
پس کہا شہ اُسکو ای مفلس گدا / دیکھ آخر تو بڑا یا مین بڑا
یون کہا پھر بعد ازان مردِ فقیر / بات تو مت پوچھ مجھ سے ای امیر
گرچہ اپنے کو سرانا خوب نین / یہ تو تیری بات پر کہنا ہو نہین
جب نہین تو راہِ دین کا رازدار / خوبتر تیرے سے مین ہون لاکھ بار
حکم مین جس نفس کے تو ہے جنم / سو وہ خر میری سواری کا جنم
سو وہ چڑھکر تیری کاندھے پر مدام / نت پھراتا ہے تجھے دیکر لگام
جب گدھا میرا ہے تیرے پر سوار / مین بڑا یا تو مجھے کہہ ایک بار
ہے کُتّے سے نفس کے تو آشنا / نین تو راہِ دین سی ابتک آشنا
نفس کی من کی منگی ہے تو خوشی / طبع خاکی کو کیا ہے آتشی
نین رہا اس آتشِ شہوت سے آب / اُڑگیا ہے نور دل اور تن ستی تاب
ہوگئے ہین کان بہرے نین بند / گنگ زیادہ ہوش کمتر عقل کند
گئی جوانی آئی پیری اے فلان / تو سو جب بیٹھا ہے غفلت مین نہان
نین سمجھ تجکو جو یہ کیا ہے نشان / لشکرِ شاہِ اجل کے ہین نشان
دل بدن اک ایک آتے ہین گے چل / تاک ناگہ آئے وہ شاہِ اجل
جا پڑیگا جیو ترا روندل منے / تو کدھر کتا کدھر اُس دن منے
بھی تمہین اک جائے ہونگے نہین / جا پڑینگے پھر کی دوزخ مین کہین

حکایت روباہ نر و مادہ گوید

لوٹ لو ٹکا بن مین جوڑا تھا کدھر　عیش سے رہتے تھے ملکر نارونر　ناگہان کوئی شاہ نکلا تھا شکار　باز چیتے اور کتے بے شمار
ان لئے جنگل مینے دونونکو گھیر　نر سے مادہ یون کہی جیو سے ہو سیر　جو ملین گے پھر کہان ہم نارونر　نر نے بولا پوتین دوزانکے گھر

سوال کردن مرغ ششم

بعد ازان چھٹا پنکھی یون لگا کہا　منھ کو رنے سیمرغ سے کر گھٹا　یون نکالا بات وہ شیطان ہے　نہین خلاصی ہے مجھے بیدین سے
راتدن اسکا لگا ہے مجکو گھور　نہین ہے چلتا اسپہ میرا کوئی زور

جواب دادن ہد ہد اورا

پس کہا ہدہد کہ تیرا نفس سگ　ہے جہان ابلیس کا وہان نہین سلگ　تا تو یہان ابلیس تا تلبیس ہے　آرزو ہر اک ترا ابلیس ہے
ہوئے اک اک آرزو تیری تمام　تجکو ہین سو ابلیس مجھ والسلام　ان دنون کی کچھ عجب تاثیر ہے　سر بسر ابلیس کی جاگیر ہے
تو ہوا جاگیر مین سٹ اسکے ہات　ناکریگا وہ کبھی کچھ تجھ سے بات

شکوہ کردن ابلیس یکے مرید پیش پیر خود

کوئی کیا ابلیس کا جا کر گلہ　پیر سے اپنے جو تھے صاحب جلہ　جو پڑا ہے وہ لعین میرے دنبال　چھوڑتا نہین کس طرح میرا خیال
رات دن کرتا ہے مجھسے مکروفن　دین کا میرے ہوا ہے راہزن　پیر نے اسکو کہا ابلیس بھی　دکھہ ترے رو رو گیا ہو یہان ابھی
جو مری جاگیر ہے دنیا تمام　سو وہان کرتا ہے آکر دھوم دھام　تم کہو اسکو کہ اے مرد خدا　چھوڑ دے جاگیر میری ہو جدا
مین بھی تیرا چھوڑ کر دونگا خیال　بے فکر تو ہو و یگا رستہ سنبھال　نہین مجھے کچھ دین کی لوگو نسے کام　اصل مطلب یہ مرا ہے والسلام

حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کہین کبھی تھے خواب عیسیٰ نے مگر　سو رہے تھے سر کے نیچے اینٹ کر　کھل گئی جب آنکھ اسکی نیند سون　سامنے دیکھا کھڑا ابلیس کو ان
پس کہے اے لعنتی تو یہان کہان　تب کہا وہ اینٹ میری ہی جہان　ہے دنیا اور سب دنیا کا متاع　کل مری جاگیر ہینگے بے نزاع
پاس جسکے یہ دنیا اور زر ہوا　وہ تو میرے کام مین جا کر رہا　جب سنی عیسیٰ نے اس سے بات یو　اینٹ سٹ دی اور ہے پھر سو یہ سو
پس کہا ابلیس نے عیسیٰ سے پھر　تم بختا اب سو رہو جاتا ہون گھر

حکایت دعا خواستن باد شاہ بوقت نماز و جواب دادن درویش

کوئی مانگا تھا دعا وقت نماز　کر خدایا مجھپہ رحمت اور نواز　یون کہا اسکو دیوانہ سن نوا ایک　کیون نہ رحمت پائیگا جب تو ہی نیک

ہے تری دنیا و دولت کر و فر
ہے ترا اسباب ہے جا کر نظر
ہے ترا ناز و تکبر اور غرور
ہے تری باندی غلامان اور مزدور

ہے ترا ایوان صافی زرنگار
ہے ترا دنیا منے عزت و وقار
دیکھ اے مگرور طرف لیجا کے لے
مستحق دوزخ کے یا رحمت کے ہے

جب تلک دنیا سے دل توڑا نہیں
نقد دولت دین کی جوڑا نہیں
آ ادھر میری مثل ہو جا نہنگ
بعد ازاں رحمت خدا کے پاس ننگ

گر تجھے ہمت ہے کچھ مردوں کے سار
منہہ پھرا تو سب سے اپنا ایکبار

حکایت نقطہ دانی گوید

کیا کہا ہے خوب کوئی مرد یقین
یہ خلایق ہوش جسکو کچھ نہیں
قبر میں مردے کو سکتے منہہ پھرائیں
مغز معنی کو نہ ہرگز پھیر کیا ہیں

کیا ہوا جی تکھ پھرایا اب کنے
منہہ پھرایا نہیں جو جینے جی لنے
خشک ڈالی کو جو کوئی پھیرا تو کیا
مرگئے پر کوئی منہہ پھیرا تو کیا

زندگی میں جسکو ہے دنیا کہ جب
عارفان کن وہ ہے ناپاک خب

درسوال پنچھی ہفتم گویان

ساتوان آیا پنچھی کوئی بعد ازان
معذرت سے اسطرح کھولی زبان
جیو مرا ہے یا ہے زر دوست ہے
عشق زر سو مغز باقی پوست ہے

جب تلک جون گل نہیں مجھ کنے
کاہ ہون گل کو شگفتا ہیں منے
عشق از دوشق گنج و عشق زر
مجکو معنی سے کیا ہے بیخبر

جواب دادن ہدہد آن پنچھی را

پس کہا ہدہد کہ اے دنیا پرست
کیوں ہوا ہے اسطرح غفلت سے مست
زر سو کیا ہے ایک نگی زرد رنگ
تو سو خوش ہو بچون میں دیکھ رنگ

دیکھ زر کو تو بسرتا ہے خدا
وہ سو میری راہ تب سے ہے جدا
تا زمین زر سے کسے ہے کچھ بقا
تا تجھے اس زر سے کچھ ہیگا وفا

جب تو کچھ درویش کو دینے منگے
آزمایش اسکی یوں لینے لگے
زر کی ہستی سے ہوا تجکو فراغ
اور تو تیری پشت کو دیتا ہے داغ

زر کے لالچ میں گنوائی عمر سب
رات دن جی کو ترے زر کی طلب
فکر ہے زر کی تجھے ہے مشغلہ
زر نہیں تو جی کو تیرے ولولہ

اس سب سے کیوں خدا کو پائیگا
دین و دولت تلک کیوں ہاتھ آئیگا
ہے اگر کچھ دل منے حق کی طلب
خرچ کر اس کو اسکی راہ میں سب

دیکھ جا قرآن میں اے نیک خو
لن تنالوا البر حتی تنفقوا
تجکو پیارا ہے جو کچھ سو نذر کر
بلکہ سارے جیو سے اپنے در گذر

جیو سو آخر جائیگا اک روز میں
کان ہے تیرا مال جب جیو نہیں
گودڑی کہنی اگر ہے تجھ کنے
وہ بھی آڑے آئے تیری راہ منے

دے جلا تو گودڑی کو بھی اتال
چھوڑ اپنے جیو سے اسکا خیال
میں جلا تا گر اسے جلدی سے تو
کب خلاصی پائیگا جہنم سے تو

حکایت مریدے کہ از پیر زر پنہان داشتہ بود

نو مرید ایک تھا مگر وہ پیر سے / کچھ رکھا تھا زر چھپا کر دھیر سے ‖ پیر کو بھی گرچہ ظاہر تھا وے / نین کیا کب منہ سے وہ باہر ویلے

ناگہاں آیا سفر درپیش کین / پس چلے ملکر مرید او پیر ہین ‖ آپڑے کین بن بہات مین مگر / آئی اک مارگ مین وان ڈالی نظر

بعدازان پوچھا مرید یادر / پیر سے اپنے کہ جانا اب کدھر ‖ شیخ بولے چھوڑ اپنے زر کی چیز / پس چلا جا ہر کدھر بھی اے عزیز

زر سو کیا جیو کا خطرا اے مرد راہ / کیا یہ دنیا دین مین اے آہ آہ ‖ تو سو زر کی فکر مین سب دن مدام / کئی ہنر کئی فکر مین کرتا ہے کام

دین کے مارگ منے تو پڑ رہے / جون گدھا دلدل منے پھنس کر رہے ‖ زر سو کیا ہے باٹ مین تیرے گوا / تو سو پابند اس منے پڑ کر موا

اس کنو دیسے کر خدا اے پیر کہن / اس سی منگ حفظ حق سو یوسف کے تئین

حکایت حسن بصریؒ از حضرت بی بی رابعہؒ سوال کردہ بود

شیخ بصری رابعہ کے آئے پاس / جا کے پوچھے بات یہ وہ حق شناس ‖ وے سخن جو ہوئینگے کہیں تم سُنے / تا تمھین بولو نہ بولا اور کسنے

خود بخود جیو دلسے وہ بجا ہوویگا / سو مجھے بولو جو بے جا ہوویگا ‖ پس کہی بی بی کہ اے شیخ کبار / سوت مین کاتی اتھی کئی ایکبار

آئے دو دینار اُسکے مجکو وہین / نین لئی دونو کتئین مین ہاتھ مین ‖ خوف سے آفت کی ڈر کر دلمین لیک / ہاتھ مین ہر ایک لئے دینار نیک

تا مبادا ملکے دونون ایکبار / راہزن ہو جائین میرے ایکبار ‖ تو سو جو جوڑتا ہے زر مدام / تا حلال آتا ہے دلمین نا حرام

مر گئے پروانان لکھائین مال / ساتھ تیرے آئے نا غیر از وبال ‖ اے خوشی دل ہے تو زر کے عشق سون / زر بدل تو بیچتا سیمرغ کیون

راہ مین تجکو وہان اک بال بھر / ساتھ کیون لیجائیگا یہ گنج و زر ‖ چال چیونٹی کی پکڑیان اے عزیز / تا شکر کا گنج ہو تجکو تمیز

حکایت عابد کہ باری تعالیٰ بروے عتاب کردہ بود

ایک عابد تھا جنے سب زندگی / چار سو برسان کیا تھا بندگی ‖ خلق سے دنیا کے جم ناساز تھا / حق سے پر دیکھے اندر ہمراز تھا

ہمدم اُسکا کوئی نہ تھا جز یاد حق / ہر نفس للہ اللہ تھا سبق ‖ چار دیواری مین اُگی اک درخت / خوشنما تھا سبز تر جون سبز بخت

اُسپہ گھر کر ایک پنکھی دلنواز / شوق کے دیسے ہوا لحان ساز ‖ عابد اُس آواز سے دلمین لُبھا / لا رہا تھا کان اک دم جیو لگا

حق نبی پر اُس زمانیکے خطاب / یون کیا عزت سے سُن عابد کے باب ‖ جو کہو یون جاکے اُسکو یہ عجب / اے جو تو طاعت کیا تھا روز و شب

اس مدت کا شوق اور سوز جگر / کیون دیا تو راگ پنکھی کو بے خبر ‖ گرچہ تھا تو کی سیانا اے پنچھی / کیون ہوا آواز پنکھی کے پیچھی

مین خریدا تجکو تو بیچا مجھے / کیا وفاداری ایسی لائق تجھے ‖ اس وضع از زان فروشی بھی نہ کر / مین ترا ہمدم ہون مجکو مت بسر

سوال پنچھی ہشتم

بعدازان آیا پنچھی وان آٹھوان / غمزدہ خاطر پریشان دل گران
پس کہا انجکو کہ یاد آتا ہے گھر / بے خبر جاتا ہون ہے بہا مال و زر

خاص جہاری اوپر چھجے مین زرنگار / دلکشا و جان فزا چون شہ بہار
ہوت ہے جسکو دیکھتے دل کو فرح / سو قطع اس گھر کو دون مین کسطرح

بیٹھتا ہون بادشاہ مین ہو کے ہان / بادشاہی چھوڑ کر جاؤن کہان
کان پھرون گھر چھوڑ کر مین دردار / راہ کا دکھ سو نسا کان جاؤن بار

باندھتا ہی گھر مرا جنت سے ہوڑ / کوئی عاقل جائیگا کیون جنت کو چھوڑ

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد اسے اے کم ہمت / کیون رکھا ہے یاسے جی کو گھٹ
کیا ہے جنت ہماری تمنے خراب / تو اسمین جلکے ہوتا ہے کباب

گھر ترا جنت ہو یا گر خلد ہو / ہے اجل کا ہاتھ بندی خانہ سینو
موت سے تجکو اگر ہوتا امان / خوب تھا یہ گھر تجھے اور یہ ٹھکان

حکایت تعمیر نمودن بادشاہ ایوان بلند و جواب دادن یک زاہد اورا

گھر بنایا بادشاہ کوئی زرنگار / مال و زر کر خرچ بہیسا بیشمار
جب ہوا حاصل عمارت سے فراغ / گرد کھایا فرش ایسی رشک باغ

لوگ ملک و ملک کے آنے لگے / دیکھ اسکو راحتان پانے لگے
بعدازان اک روز شاہ کامگار / جشن فرمایا مجالس کو سنوار

سب مشیران اور وزیرا انکو بلا / پس حکیمان اور وزیرا انکو بلا
نرمی سے لگے کہتا ہون سوال / یہ محل کیسا ہے تم بولو انیال

جشن و خوبی دیکھکر جیب نا رہو / کچھ ابھی باقی رہا ہے سو کہو
بعدازان سب ملکے بولے یکزبان / اس جہا مین ہی نہین ایسا مکان

اس لطافت کا محل کہین بر زمین / کوئی نہ دیکھا ہی نہ دیکھیگا کہین
ایک زاہد نے دیا پھر یون جواب / مین کہون گر شہ نہ فرماوے عتاب

اس محل کو گر نہ ہوتا ایک کھوٹ / بیچ انتہا فردوس و زینت کی جوٹ
شاہ نے بولا کہ وہ کیا ہے سو بول / چپ نہ کر مت بھیو وہ کیا ہی سو بول

پس دیا شہ کو یون زاہد نے جواب / اسکو عزرائیل کر دیگا خراب
ہو سکے تو دور کر یہ کھوٹ سخت / نہین تو کیا ہے یہ محل یہ تاج و تخت

گرچہ خرم ہے مکان یہ جون بہشت / موت آخر کو کریگی اسکو زشت
یہ خلل ہوتا نہ گر تو یہ محل / کیا کریگا تو جو باقی ہے خلل

اس محل کو دیکھکر تو خوش نہ ہو / سرکشی کا تاج سر پر رکھ نہ تو
دیکھکر شاہی تری اور تخت کو / کہہ سکے نا عیب کوئی پیش ہو

دیکھکر شاہی تری اور یہ مسند / نا کہے کوئی عیب کو افسوس کر

حکایت روستائی و تعمیر نمودن خانہ زرنگار

کوئی بازاری کیا گھر زرنگار / جب ہوا گھر حسن و خوبی سے تیار
قصد دل پر میزبانی کا کیا / شہر کے لوگونکو دعوت جا دیا

دوڑتا پھرنے لگا تب گھر بگھر / خلق عالم کو بلانے سر بسر
کوئی دیوانہ دیکھکر بولا اسے / بات کہتا ہون تجھے اگر نا ہو غصے

دل منے میرے بھی تو انجام کچھ
جو تیرے گھر جاکے اکدم آون لیک
نئیں ہے مجکو فرصت اس شغل سے
مین نج آتا ہون تو اُس عذر سے

حکایت عنکبوت یعنی مکڑی

دیکھ لے مکڑی کو اے صاحب جمال
کس طرح کرتی ہے دلمین کئی خیال
سانڈ ہو مین لوگونکے جالا باندھکر
دام کرتی ہے مکھیون کا سر بسر

کوئی مکھی سڑی تو اُسکا پیکے لہو
کرکے رکھتی ہے ذخیرہ ہو بہو
وہ مکھی جالے منے جب سوکھ جائے
بعد ازان آہستگی سے اُسکو کھائے

ناگہان گھر کا دھنی اُس ٹھار آ
توڑ کر سٹتا ہے سب یکبار کا
ہے یہ دنیا جن تری سن ہو بہو
یہ ترا گھر اور ذخیرہ مو بمو

ایک دم مین ہوکے جاوے سب فنا
کان رہیگا جان و دل اور یہ بنا
جائیگا حسن و زر مالک آئے گا
ایک پل مین سب فنا ہو جائیگا

یہ تری دنیا و دولت اور شے
تو نہو تو بول مجکو کان رہے
قبلہ ابلیس کا جان یہ گھر اور سرا
قید مین پڑکر ابلیس کو مت ٹرا

کیا یہ دنیا ہے جہانِ پُرغرور
چھوڑ جاویگا اسے اکدن ضرور
کھول انکھیان دیکھ کچھ اس راہ کو
چل شتابی ڈھونڈھنے درگاہ کو

جبکہ اُس درگاہ تک چل جائیگا
جگ مین عزت سو کہین نا پائیگا

حکایت شخصے کہ پسر او وفات یافتہ بود

مر گیا ننھا طفل کسکا از قضا
باپ سُدھ بُدھ کھو دیوانیکی ضیا
پشت سے تابوت کے ہو بیقرار
بولتا جاتا تھا یون وہ زار زار

اے بچے میرے جہان نا دیکھکر
کیون گیا تھوڑی مین تو آخر عمر
ایک بیدل نے کہا سُن اے فلان
تو سمجھ سنو بار اُن دیکھا جہان

عاقبت مرنا اُسے نبھایا نہین
جان تو اسبات کو دلمین وہین
سو برس تک گر یہان تو ہوئیگا
یون کہیگا مین نہ دیکھا ہوئیگا

عمر تو اک پل منے جاتی ہے آج
کب کریگا درد کا اپنے علاج
جب تلک چھوڑا نہین نفسِ خبیث
گند مین ڈوبا ہے یہ جانِ نفیس

سوال پنچھی نہم گوید

پس کہا آکر پنچھی نو وان سخن
جو مجھے ہے ایک دلبر سو لگن
عشق مین اُسکے ہے یہ دل بیقرار
ہاتھ سے جاتا رہا ہے اختیار

مجھ خیال اُسکا ہوا ہے راہزن
آگ مین جلتا ہے سارا تن بدن
ایکدم بن اُسکے مجھ آرام نین
صبر سے اک ذرہ مجکو کام نین

دل نہین مجھ ہاتھ مین اب کیا کرون
کس طرح سے پاؤن ستے مین دھرون
کس طرح اُس ماہ رخ کے رخ بغیر
رخ کرون کس رخ کدھر کو جاؤن سیر

درد کو میرے تو درمان ہی نہین
عشق مین ہے کفر اور ایمان نہین
کفر اور ایمان میرا عشق ہے
درد کا درمان میرا عشق ہے

عشق کی غم بن نہین کوئی ہمنفس
ہمنفس میرا تو مجکو عشق بس
عشق نے اُسکے جلایا ہے مجھے
خاک و خون مین وہ نہلایا ہے مجھے

ہو رہا ہون صبر اور طاقت سے طاق
سُدھ نکلجا دلمین بیٹھا ہے فراق
چک ہے زار و زار سینہ آہ آہ
دل ہوا ہے غرقِ خون تن خاکِ راہ

جواب دادن ہدہد آن مرغ را

پس کہا ہدہد کہ ای صورت پرست / منزل معنی سے مطلق دور ہست
عشق صورت مین ہی عشق معرفت / عشق شہوت بازی ہی حیوان صفت
جسکے تین حسن روپ سے نقصان ہے / جیو لگانا اسپہ اسکا زیان ہے
جب تلک نہین اصل حسن بےزوال / کفر ہے اس حسن پر رکھنا خیال
بھول مت اسقدر خوبی حسن پر / جانتا ہے جسکو تو مثل چندر
وہ تو ہے سب خلط اور خون کا بناؤ / دمبدم ہے آرزو اور جسکی چاؤ
جسگھڑی وہ خلط خون کم اس میں ہوئے / زشت اسکے سار کا پاوے نہ کوئے
پس نہین کر حسن صنعت کا خیال / اصل معنی ڈھونڈھ ای صاحب کمال
حسن معنی جب ترے ہاتھ آئیگا / خالق و رازق کو اپنے پائیگا
صورتان یہ ہین سو فانی ہوینگی سب / کسکی عزت نا رہیگی غیر رب
دوستی صورت کی ہیگی ہر کہو خیال / جیو کی اکیس کیے سن تو ایک کال
دوستی ہر چیز کی رب کے سوائے / سب عمر تجکو پشیمانی مین پائے

حکایت گریستن دردمند و پند دادن شبلیؒ اورا

کوئی شبلیؒ پاس آیا دردمند / شیخ پوچھے کیون ہے اسکو مستمند
پس کہا اوے بزرگ نامدار / تھا مرا محبوب اک پیارا نگار
مرگیا ہی او سو اسکے غم منے / ہو رہا ہون اسطرح ماتم منے
شیخ بولے گر تو ہے یون غمزدہ / کیا ہے یہ غم اس سی اگلا تجھ سزہ
جا ابھی ڈھونڈھ اسو صنع کا کارزون / جیو میرا نا ہوے وہ بیزار یون
یار ایسا جسکے مرنے سے ہے ڈر / دوستی مین اسکی جیو پر ہے خطر
حسن و صورت کا ہوا جو مبتلا / نین عجب جو آئے اسپر کوئی بلا
او سو اکدن اس جہانسے جائیگا / حیرت و حسرت کو تجھپر لائیگا
یا تو جائیگا اُسے یہان چھوڑکر / حیرت و حسرت سے دلکو توڑکر

حکایت عاشق شدن شاگردی بر کنیزک اُستاد خود

ایک جوان نوخیز تھا چالاک و تیز / صاحب ہوش و فراست باتمیز
رات دن تھا علم کی تحصیل مین / کوئی گھڑی جاتی نتھی تعطیل مین
سب دنیا کا چھوڑ دیکر کاروبار / بحث او تکرار مین تھا استوار
باحیا تھا نیک بخت و باشرم / پاک صورت متقی تھا دل نرم
مہربان اُسپر انتہا اُستاد بھی / نین کیا اکدن غصہ اسپر کبھی
جہان تلک شاگرد تھے اُسکے تمام / سب سے زیادہ پیار تھا اُسپر مدام
از قضا استاد کے گھر مین مگر / خوبصورت تھی کنیزک جون چندر
دلربا دلدار دلبر جون کہ حور / جسکو پاکان دیکھکر ہون ناصبور
نازنین نازک بدن تھی سرسری / رشک کھاوے دیکھ اُسے حور و پری
فتنہ غمزہ نازنین ناز و ادا / عاشقونکا جان و دل جسپر فدا
حسن مین یا مکھ کنول تل جون بھنور / زلف اس دریا سے نکلا سو عنبر
شکرین لب شہد سو امرت بچن / نین جون بادام منہ پستے دہن
دیکھ اُسکو نین بھر شاگرد وو / مبتلا ہو گیا اک پل مین ہو
دل اپس کا مدرسہ سے توڑکر / علم و دانش کو دیا سب چھوڑکر

عشق کا ابجد لگا کرنے کو یاد
حسن کے دلبر کو سمجھا اوستاد

درس علم و فضل کا دلسے بسار
دل لیا لینے کو درس رٹے یار

ہو گیا اکبارگی جون لالہ زار
زعفرانی چہرہ اُسکا گلعذار

سا قبت ہو کر پڑا بیمار عشق
غم غصہ کرنے لگا تیمار عشق

ناگہان واقف ہوا استاد کین
پس بلا کر باندی کو اپنی وہین

فصد چھوڑا اُسکے دونون ہاتھ سون
کاٹ ڈالا وان بندی کر دلسے خون

تا کہ ہووے زار زار رونا نوان
رنگ گلناری ہوا جون زعفران

یک طرف سے گئی نکل خوبی سگل
سوک گئی جل بن شکل کنولی کنول

مُنہہ نکل آیا گئی کالان جھٹک
جا لگیان دو کان کو انکھیان جھنک

حسن مین اُسکے نہ کچھ باقی رہا
تا شرابِ شوق نا ساقی رہا

وہ جو تھا اخلاط اور خون گند سو
سب رکھا تھا جمع کر تا دو دو

بعد ازان شاگرد کو بھیجا بلا
پس دکھایا اُسکو باندی کا ہلا

ہو رہا وہ دیکھہ اسکو دلمین ننگ
پھر نظر کر نیکو لایا دلمین ننگ

پس کیا شرمندگی سے تلملار
ہو گیا بیزار اُس سے ایک بار

جھوتنی سا اُس پر یکا دیکھہ حال
دل منے اپنے پیٹ پکڑا اکتال

عشق کی جنباب دلسے گئی نکل
ہو شفا از رنج بیماری بدل

بعد ازان استاد نے اس طشت کو ن
لا رکھے آگے جو تھا پر خلط خون

پھر کیا شاگرد سے اپنے سوال
اے جوان اب راستی سے بول حال

کان گئی وہ رنج بیماری تری
کان گئی وہ خواری و زاری تری

عشق کے شعلے و گرمی ہے کہان
شوخی و رندی و بیشرمی کہان

راتدن باندی کی تھی تجھہ آرزو
دیکھتا کہ نین کھڑی ہے روبرو

عشق سے جسکے کیا تھا رنگ زرد
کیون ہوا کیا ہو گیا وہ عشق سرد

آرزو جسکی تو کرتا تھا مدام
وہ سو ہے اس طشت مین بھر کر تمام

یہ نجاست اُس سی جب باہر پڑی
خجل ہو کر سامنے تیرے کھڑی

تو نہ تھا عاشق مگر اس یار کا
بلکہ عاشق تھا اسی مردار کا

بات یہ سنکر جوان توبہ کیا
بار دیگر مدرسے کی رہ لیا

جسکو ہے صورت پرستی کا خیال
کب صفت سے ہوئیگا اسکی وصال

اصل صورت نفس شیطانی سمجھ
اصل معنی وصف روحانی سمجھ

ترک صورت کر پکڑ عشقی صفت
دیکھہ زان پس آفتابِ معرفت

نقش صورت خلط خونسی بیش نہین
مرد صورت مرد دور اندیش نہین

خلط اور خون سی ہوا صورت کو زیب
تو نہ کہا اس خلط اور خون پر فریب

حکایت سوداگر کہ کنیزک خود را فروختہ بود

ایک تھا تجار کہین با ملک و مال
ایک لونڈی تھی اُسے صاحب جمال

ناگہان بیچا اُسی وہ کسکے ہاتھ
پھر کے پچتانے لگا وہ نیکذات

پاس جاکر اس شخص کی یون کہا
پھر کنیزک مجکو دے لے تو نفا

نین دیا پھر وہ کنیزک اُسکو جب
ہو رہا ایسا پریشان حال تب

ہر گھڑی رستے پہ جا کر غمزدا
خاک سر پر ڈالتا تھا وہ سدا

یون وہ کہتا تھا اپس کو زار زار
یہ سزا تیری ہے اے جیو نابکار

جب حماقت سے اپس دلدار کو
بیچ ڈالا جیب کی دینار کو

اس بھرے بازار مین اے نا سمجھ
کر نہین اپنا زیان آہین سمجھ

عمر تیری ہے تو اک دم گھڑی
زر نہ لے تو اس گھڑی کو بیچکر

اے صباح محشر منے پچتائیگا
ایک ذرہ زر نہ کچھ کام آئیگا

سر سے پا لگ حق دیا ہی نعمتان
شکر کران نعمتو نپر اے فلان

پالتا ہے حق تجھے با عجز و ناز
تو سو چپ رکھتا ہی جھی کس سی نیاز

حکایت برائے شکار رفتن بادشاہ

ایک تھا بادشاہ تھا کین شکار
تھا کتا اسکا کوئی اسکو سنوار

اس کتے پر بادشاہ کا پیار تھا
تھا مگر محبوب خوبان سار تھا

تن پہ جسکے زیب و زینت تھا گھٹا
جھول زردوزی مرصع کا پٹا

مرد سگبان جبکہ فرمان پائیا
زر کی ڈوری سے کتا بندہ لائیا

پس کتے کو جلدی کرکے وہ نیار
ڈور سے زر کی اگمے لایا سنوار

شاہ نے وہ ڈور لیکر اپنے ہات
اس کتے کو لیچلا اپنے سنگات

ناگہان ستہ مین کین ہڈ دیکھکر
یک نفس ٹک وہ کتا اٹکا مگر

شاہ پیچھے پھر کے دیکھا اسکو جب
طیش کھا دلمین لگا کہنے کو تب

مجھ سری کے بادشاہ کو چھوڑکر
اس کتے نے ہاڑ کپیتی نظر

کاٹ کر ڈوری دیا اسکو نکال
پس کتا ہو کر چلا دلمین خوشحال

جب ٹوٹی ڈوری گلے کی آپسے
مفت چھوٹا اس بلا کی پاپ سے

پس کہا وہ ڈور یا اے نامدار
اس کتے پر ساز ہے جو پر نگار

گرچہ جنگل ہے بہتر اسکی سزا
بہ زر و گوہر رہے مجکو روا

شاہ بولا یونہی جانے دے اسے
تا عزت کی قدر خواری بیدسے

زیب و زینت جب ابس کی پائیگا
یاد کر مجکو بہت پچتائیگا

وہ کتا کیا ہے سمجھ اپنا نفس
کر رہا ہے ہڈ پہ دنیا کی ہوس

فضل و رحمت حق تعالی کا لباس
ہے پریشان من جنگل مین خوار زار

ہے تجھے اول سی حق کی آشنائی
کیون لیا ہی یون سو غفلت سی جدائی

رکھ قدم عشق حقیقی مین مدام
نوش کر مردون مثل سختی کی جام

دم پکڑ رہ گرچہ سولی پر چڑھائین
ڈر نہ تو گر جیو کا ایک ہو کے جائین

جان اس سولی کو یک خس کی مثال
اژدہا کو ایک چیونٹی کر خیال

عاشقان تورہ مین آپن سیج جن کے
نت رہین پیاسے ابس کی خون کے

حکایت بر دار کشیدن منصور حلاج را

جب چڑھائے دار پر منصور کون
جز انا الحق نین کہے کچھ جیب سون

عالمان یہ سنکے انکی سخت بات
کاٹ ڈالے دھڑ سیر انکے پاؤن ہات

لہو نکل جاکر پڑا جب زرد مون
ہاتھ ٹھونٹھو نسے لگانے منہ پہ خون

تا کہے نا کوئی مرد عیب جو ہے
خوف سے پیلا ہوا ہے ناگ روئے

کیا مجھے ڈر ہے کہو کس بات کا
جو مر اسو دا ہے سر کے سات کا

یہ جہان تو سوئی کے ناکے سی تنگ
جیو چھپانا شیر مردونکو ہے ننگ

راہ مین حق کی ہزاران گھات ہے
دار پر چڑھنا سوا دنی بات ہے

حکایت کشتہ شدن پسر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

پیشوائے دین جنید نامور
بولتے تھے وعظ بار و نہین مگر

گر دکھائے تھے سخن بہا تنک بلند
جی ہوا ہیں چرخ گردونکا کمند

ناگہاں اس حال میں کوئی بڑکٹر / شیخ کے فرزند کا سر کاٹکر

ست دیا مجلس میں لا کر خوار و زار / وہ پسر سو شیخ کے جیو کا ادھار

لکھ پونم کا چاند اور ابرو ہلال / پاک ظاہر پاک باطن خوشخصال

شیخ وہ سر دیکھکر کچھ نا کہے / وعظ کرتے تھے سو یوں کرتے رہے

بعد ازاں آخر کو بولے یہ سخن / اے عزیزاں دیکھ اسرار کہن

مین کھلا یا تھا خوشی کی آج رین / سو ہوا درکار مجھکو آب نین

مین خوشی سے وعظ بولا یا جزا / تب انتھا درکار مجھکو یہ سزا

سوال کردن طیور دہم

پھر لگا کہنے کو دسواں جانور / موت کا آنا ہے مجھکو ایسا ڈر

مین تو بے توشہ ہوں اور رستہ ہے دور / مر رہونگا راہ میں کہیں بالضرور

موت سر پے لے کھڑی ہے تیغ وہین / کاٹ ڈالے گی کبھی معلوم نہین

لے کھڑا جسپر ہووے جلاد تیغ / کیا ہووے رچہ زندگی کی خر دریغ

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ اے زار و نحیف / چھوڑ دیویگا تجھے کب وہ حریف

کیا یہ تن ہار و نکا ہے اے بیخبر / مغز جھڑ جھڑ جائیگا اکدن جنجیر

یہان جو کوئی آیا سو آخر جائیگا / ہے جو کوئی زندہ سو وہ مر جائیگا

نین تجھے یاں بھی بچا ئینگے بدل / لائے ہیں آخر لیجائینگے بدل

یہ فلک تو طشت ہے اوندھا مگر / پس رکھے ہیں تس شفق لوہو سی بھر

آفتاب تیغ زن سر کاٹ کاٹ / طشت تت بھرتا ہے لوہو چاٹ چاٹ

تو اگر آلودہ ہے یا پاک ہے / ایک قطرہ آب سے وہ خاک ہے

اصل میں ایک بوند ہی ہے ہر کی ذات / کیا چلیگا بوند کا ذرہ سنگات

سب عمر میں عیش کرتا آئے گا / سوز اور زاری سے اکدن جائیگا

حکایت ققنوس نامی مرغ است

سہ یعنے موسیقار ۱۲

طرفہ تر ققنوس کوئی ہے جانور / ہند کے کہیں ملک میں وہ ہے مگر

چونچ اسکی ہے بنی وہ سب سے نیک / ہے مگر اس چونچ میں سو چھید لیک

پس ہے ہر اک چھید میں آواز اور / ہے ہر اک آواز میں کچھ راز اور

جب کرے چھیدوں سے وہ آوازہا / مرغ و ماہی ہو رہے سن بیقرار

ہو رہے ہیں سب پرندے چپ وہیں / سر بسر جا کر پڑیں خاموش ہیں

سب حکیمان علم موسیقی بسر / اس سے پیدا کر دکھائے ہیں اثر

ایک ہزار سال وہ جیوتا پنکھی / نا اسے جوڑا نہ بیٹے سن سچی

بعد ہزار سال کہ جب موت آئے / دلمین اپنے وہ سمجھ در حال جائے

بعد ازاں چن چن کے لکڑیاں بسر / بیٹھتا ہے جا کے وہ لکڑیوں اوپر

پس اپس کی چونچ کے ہر چھید سے / نالہ کو دلسوز کرتا نونگ سے

کیا پرندہ کیا چرندہ سر بسر / ہو رہیں سدھ چھوڑ کلی بے خبر

اس طرح کرتا ہے فریاد آشکار / جو جناور ہوئیں سنکر بیقرار

سوز اسکے درد و غم کا سو نسنگ / ہو جائین کتنے مرگ مارے لگ پلک

ہو رہیں کئی جانور حیران و دنگ / کوئی اپس کی زندگی سے ہو دین تنگ

کچھ عجب آواز اُس سے باہر آئے | نالۂ خونریز کے نالے بہائے
عمر مین باقی رہے جب یک نفس | جھاڑتا ہے بال و پر اپنے وہ بس

آگ پڑتی ہے پرونسے تب نکل | کو لسے ہوتے ہین لکڑیان بعد جل
جلکے وہ ققنوس جب ہوتا ہو خاک | خاک سے پھر اک بچا ہوتا ہے پاک

کیا ہو قدرت حق کی اے دیکھیو تون | جو بچا پیدا ہوتا اُس خاک سون
حال سے ققنوس کے تو کر بچار | بعد ازان کر عمر اپنی کا شمار

ایکلا وہ زندگانی کیون کیا | کس طرح بے جفت وہ بچہ دیا
اس دنیا مین زندگی پایا جالگ | نین کہا کس حال مین کس سی لگ

عاقبت کو آئی جب اسکی اجل | مرگیا اکبارگی آتش مین جل
تو بھی کئی دن لگ جیا تو کیا ہوا | زندگی کے تین کیا تو کیا ہوا

ایک دن مرنا ہوا تجکو ضرور | نا سمجھنا موت کو آپس سے دور
موت گرچہ سخت نا محبوب ہے | سرکشونکو نرم کرنی خوب ہے

حکایت گریستن پسر بر جنازۂ پدر

کوئی چلا تھا باپ کے تابوت سے | بات کہتا راہ مین تھا باپ سے
جو اپس کی عمر مین بہانت ونز | مین نظر آیا مجھے پُر درد و سوز

پس کہا کوئی مرد صوفی رہگذر | کیا ہے یہ غم جو تو دیکھا اے پسر
گر مُردہ جی کے اُٹھتا تو تجھے | اُسپہ جو گذرا سو وہ کہتا بچے

ہے یہ دنیا جائے غم رنج و ہلاک | یونہی ہوگا دل ترا غم سے ہلاک
اس جہانمین گر تجھے ہے تخت و تاج | جائیگا سب چھوڑ اکدن لا علاج

کیا ہے تیرا حال کہہ اسوقت سو | جواب بولا وہ کہ اب پوچھو نکو

حکایت یکے بادشاہ درحالت نزع

پس خلیفہ کی ہوئی جب چل بچل | پس کنے پوچھا کہ اے شاہ اجل
کیا ہے تیرا حال کہہ اسوقت سو | شاہ بولا مجکو تم پوچھو نکو

عمر گئی بیفائدہ میری تمام | اب ملونگا خاک مین جا والسلام
ٹل گیا سب بادشاہی کا بہار | بہت جھگڑی سے آلگا ہے کاروبار

جنکے سب عالم اتھا فرمان مین | ہو گئے ہین وے فنا اک آن مین
وے زمین کی پیٹ مین جاکر سوئے | مستی و ہستی اپسکی کھوئے کے

یونہی مرنکو ہمین سب آئے ہین | اُس سری جینے کی چپ جو لائے ہین
کیا بلا کی راہ یہ مشکل ہوا | گور اول جسکا سن منزل ہوا

موت کی تلخی کی گر ہووے خبر | جان شیرین ہو لہے زیر و زبر

حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ آب نوشیدہ بود از چشمہ

اگین پیا عیسیٰ نے کس چشمی سے نیر | سرد شیرین صاف تھا وہ بی نظیر
پھر کئی خم بھرکے پانی وہ لیا | ایکدن اُسکو مسیحا نے پیا

دیکھتے کیا ہین کہ وہ ہے تلخ تر | حضرت عیسیٰ پہ ہوئی حیرت اثر
پس کہے یارب کہ آتا ہے عجب | یہ ہے تلخ اور وہان تھا شیرین عجب

راز اسکا کر تو میرے پر عیان | تین تجھے پوشیدہ اسرار نہان
تب خدا کے حکم سے خم یون کہی | مین ہون ماٹی ایک سُن انسان کی

مجکو اس چرخ فلک گردون تلے ہار
کئی وضع گردش دی ہین لاکھ بار

کب کئے کوزہ کبھی خم کب سو ماٹ
کئی جنس کرتے ہین مجکو بھانت سات

موت کی تلخی کبھو جاتی نہین
بھی کرینگے لاکھ باری جو کہین

وہ مری تلخی سے بھی ناچار کب
نبز میرا اس سبب سے تلخ لب

یاد رکھ اے ہوش ور تو بات یہ
بھول مت جا بات تو غفلت سے یہ

گم ایس کو کر نہ تو خوبی پہچان
راز اپنا ڈھونڈھ لی جانتک ہے جان

گر چھپا نا تو نہ جیو ہے جب تلک
کیا چھپا یگا ہوا جب جیو الگ

نا تجھے کچھ ہوشیاری مین خبر
نا موئے پس کچھ رہے جیو کا اثر

کئی ہزاران سو ہین پردے درمیان
کیون چھپا ئیگا آپ سکو ای فلان

حکایت حکیم بقراط چون اورا مرگ پیش آمد و پرسید شاگرد اورا

جان جب بقراط کا جانے لگا
وقت آخر کا نزدیک آنے لگا

تب کیا شاگرد نے اُس سے سوال
کان تجھے رکھنا سو مجھ سے بول حال

کیا کفن دیوین تجھے اور کیون نہلائین
کان رکھین کس خاک بیچ اور کیون بنائین

پس کہا بقراط نے اُسکو وہین
جب ہوا تو پایگا رکھ ہر کہین

مین تو جیوتے جیو نہ پایا آپ کو
مر گئے پر پاویگا کیا مجکو تو

اب جو آیا ہے مجھے وقت گذر
جاؤنگا مین کان سو مجکو نہین خبر

حکایت سوال کردن پنچھی یازدہم

گیارھوان آیا پنکھی رو نامراد
پس کہا مین نین ہو کب بامراد

غم رہا ہون دیکھنا سارا جنم
دل خوشی پایا نہین کیا ایکدم

بولنے آتا نہین غم کا بیان
خون دل ہوتا ہے انکھیون سے روان

کیا کرون جو دل ہی پُرخون اسو ضع
کیون نکھون چلنے یہ دل مین کسو ضع

حکایت جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد نے ای غمگین دُکھی
کون ہے سب عمر دنیا مین سُکھی

اس جہا نمین نامرادی ور مراد
جائے اک پل مین گذر کر جونکہ باد

نا اُسے ٹھارا ہے نا اُسکو قرار
عارفو نکو نہین ہے اسپر اعتبار

پس گذر جاتی خوشی اک پل منے
تو نہ رکھ وسواس اُسکا دل منے

جون گذرتا ہے جہان تو بھی گذر
دل نہ بند اُس سے نہ تو ارمان کر

نا رہے جو چیز دنیا مین مدام
آرزو اُس چیز کا ہیگا حرام

حکایت مرد عارف کہ در تمام عمر شربت نخوردہ بود

ایک عابد تھا بڑا کوئی نیک خو
نین کیا کب آرزو شربت کی او

اُسکو پوچھا کوئی اے مقبول رب
نین تجھے شربت کی رغبت کیا سبب

پس کہا کیا ہیون شربت کی گھڑی
موت سر پر جیو لینے کو کھڑی

جب ہوا ایسا توکل سر او پر
نین وہ شربت زہر سے ہے تلخ تر

کیا ہے شربت جیب کا یک تل سو آ
اُسکو کھا کر جانتا جیو کی مراد

نامرادی سے بھی اک وسواس ہے
جب عبث وسواس کی کیا آس ہے

رنج و راحت نا ہے کسپر مدام
جائین دونون بھی گذر کر والسلام

گر تجھے کچھ رنج یا زاری رہے
وہ تجھے عزت ہے ناخواری رہے

انبیا پر آئی ہے جو کچھ بلا ۔ کیا ہے اُس آگے بلائے کربلا
وہ بلا مین انبیو نپر بے خطا ۔ حق تعالی سے ہو یہان خفی عطا

کُل بلا مین راہ مین مع لائی سب ۔ جو سینہ مین آنچ ہے اے بوالعجب
یہان جو کچھ کرتا ہے تجھپر درد و رنج ۔ وہ سمجھکر دیکھہ تو ہے عین گنج

خواب مین دیکھے جو کوئی رنج اسپ ۔ اُسکو ہے تعبیر خوشحالی سے بس
دیکھتا جو تو رہا ہے سب جنم ۔ دمبدم حق کی عنایت اور کرم

سو تجھے کسوقت یاد آتا نہین ۔ ایک دُکھہ تجھسے سہا جاتا نہین
پس یہ تیری کسو ضع کی دوستی ۔ دلمین اپنے کچھ سمجھ لے پوستی

حکایت یکے بادشاہ کہ نوکر خود را بار دادہ بود

ایک نوکر کو دیا کوئی بادشاہ ۔ لطف سے کچھ پھل کرم کی کر نگاہ
وہ سو اُسنے لذت سے پھل کھانے لگا ۔ جب شہنشاہ دیکھ پچھتانے لگا

پس کہا شہ اُسکو اے روشن گہر ۔ دے مجھے بھی ایک ذرہ توڑکر
یونہی وہ بھی توڑکر آگے رکھا ۔ سخت تر کڑوا لگا جو شہ چکھا

پس کہا شہ نے کہ ایسی تلخ چیز ۔ کس وضع کھاتا تھا تو اے عزیز
بعدازان چاکر ادب لا کر بجا ۔ عرض کیتا یون کہ اے فرمانروا

مین جو تیری فضل سے نت مدام ۔ نعمتان کھاتا رہا ہون سب جنم
آج گر اک چیز کھایا تلخ تو ۔ کیا ہوا میٹھا ہے مجکو اس سے او

جو تو دیوے مجکو اپنے ہاتھ سے ۔ سو مجھے میٹھی لگے تو بات سے
اے بندے گر تجکو بھی کچھ ہووے رنج ۔ جان اسکی حق سے تو اُسکو گنج

یہان تو ہم اُنکو بھی اے مرد گھٹ ۔ نعل گھوڑے کے لگائے ہین اُلٹ
جنکو ہے اس راہ کی کچھ معرفت ۔ جانتے ہین رنج کو راحت صفت

پخت مردان دھو کی اپنے جیو سے بات ۔ خون دل کھاتے ہین روٹی کے سنگات

حکایت شیخ ابو سعید کی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ مُنتہا کو کہی کوئی پیر زن ۔ کچھ سکھا مجکو خوشحالی کے بچن
جو کرو نہین درد اُسکا روز و شب ۔ تا مگر یہ زنگ دل کا جائے سب

نامرادی سے کہ دیکھی ہون جنم ۔ کب خوشی سے نہین رہی مین ایکدم
شیخ بولے تجھے مین سب اپنی عمر ۔ دل خوشی ڈھونڈھتا پھر نہین کدھر

نہین بلا ذرہ مجھے اُسکا نشان ۔ کسو وضع تجکو ہوں خوشی کہان
گر خوشی ہے چاہتی اے پیرزن ۔ یا سوتی ہے یا کہ پڑتی ہے دسن

خوشدلی تو نہین کبھی اک بال بھر ۔ تو دیوانی ہو کے پھرتی ہے کدھر
نہین بہت جگ مین تجھے درکار ہے ۔ وہ کہ دنیا مین سٹالا چار ہے

حکایت کسے را عقرب گزیدہ بود

کسکے تین کاٹا بچھو تب زار زار ۔ درد سے روتا تھا وہ بیقرار
کوئی کہا اُسکو کہ مین لون علاج ۔ جا تو رو تا بیٹھہ ساری رات آج

سوال کردن مرغ دوازدہم

بارھوان آیا پنکھی کا رہنما ۔ کیون ہے جو کوئی امر حق لاوے بجا
حکم سے کرتا ہے طاعت مدام ۔ تا رکھے کب کچھ قبول درد کام

کیا نتیجہ ہوویگا اسکا سو بول / اس گرہ مشکل کو میرے کھول

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد نے کیا خوش ہے سوال / مرد کو اس سے زیادہ نہیں کمال
امر حق لایا بجا وہ چھوٹ پڑا / ما یہ سختی سے جان پر لٹ پڑا
حکم سے طاعت اگر ہے ساعت ایک / طاعت بے حکم ہی ۳۰ سالہ سے نیک
حکم جز حق کے جو کوئی طاعت کرے / وہ گُنتے کی خصلت خاصیت دھرے
گر کیا محنت کیا تو کیا ہوا / کچھ اُسے حاصل نہیں غیر از جفا
حکم حق سے جو کوئی طاعت کیا / اجر اُسکا ایک یہاں بھر لیا
حق نے جو فرمایا وہ لانا بجا / کچھ نہیں اپنا تصرف یہاں روا

حکایت بادشاہ کہ شہر را آراستن حکم فرمودہ بود و خود در میان نشستن آمدن او

کوئی چیلا تھا بادشاہ اپنے نگر / حکم فرمایا رکھیں رستے سنوار
بس ہزاران لوگ ہر اک جابجا / حکم تھا جو شاہ کا لائے بجا
چوک و بازار اور رستے سنوار / زیب و زینت سے کیا رشک بہار
اطلس و زربفت دیبا سے نگار / سب دکانوں کو کیا وان زرنگار
زر و گوہر لار کھے تھے جابجا / مشک و عنبر سے کیا تھا خوش ہوا
سیر کرتا شاہ جب آیا وہاں / یہ تماشا کچھ عجب پایا وہاں
شہر اپنا دیکھکر آراستہ / چوک اور بازار ہر اک راستہ
قیدیاں جو تھے بندی خانہ منے / سو تھا کچھ نقد جان بن اُن کنے
کوئی کٹا پا سر کو اور کوئی پاؤں ہاتھ / پس رکھے دکانپہ عضو یہ ساتھ
سیر کرتا شاہ جب آیا وہاں / جس جگہ تھے بندیاں و نے خون چکاں
وہاں اُتر گھوڑے سے شہ سبکو بلائے / لطف سیتی ہاتھ ہر اک کے دو بھلائے
سبکو خلعت اور نعمت سے نواز / خاص کے بند و نمین کیتا سرفراز
بعد ازاں شہ کو پوچھا کوئی راز دار / کس سبب اُترا تو یہاں اے شہریار
شہر اپنا دیکھکر آراستہ / چوک اور بازار ہر اک راستہ
اطلس و زربفت دیبا سے سنوار / سب دکانوں کو کئے ہیں زرنگار
گوہر و زر لار کھے ہیں جابجا / مشک و عنبر سے کئے ہیں خوش ہوا
کس تماشے پر نہ کی شہ نے نظر / اس بندیخانہ پہ کیوں آیا اتر
یہاں تو آئے ہیں تماشا کچھ نہیں / جو پڑا ہے سر کہیں اور دھڑ کہیں
کوئی لنگڑا کوئی لولہ ہے نہ کام / شاہ کے لائق نہیں ہے یہ مقام
پس کہا شہ بات سبکی اور ہے / سب منے تہرو پیونکا طور ہے
تمنے ہر اک زیب و زینت کے ساتھ / شان دکھلائی بوجہ الصفات
گر نہ کرتا حکم میرا یہاں گذر / کب جدا سر تن سی ہوتا تن سے سر
کام کیتے ہیں بچارے بندیاں / گر گئے ہیں جان و زن کا زیان
حکم میرا ہیں یہاں دیکھا روان / تب اُتر کر میں کھڑا ہوں اس مکان
خلق نے دیکھا کہ اپنا عز و ناز / حکمت و فن سے ہوئی ہیں حیلہ ساز
یہ بچارے ہیں تو سرگردان سب / حکم اور فرمان میں حیران سب
کوئی کیا ہے پیش اپنا نقد جان / گم کیا کوئی ہاتھ اک کوئی ور کان
حکم کے ہیں سب غریبان انتظار / تا کہ چلکر جائیں سو لیکے تلہار

یہ بندہ بیچارہ مجھے گلشن دسا — لطف پیراں سبھونکو ہے دسا
بندگی سے حکم پر چلنا بھلا — حکم سے اک موے نا ٹلنا بھلا

حکایت شیخ قطب عالم بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

قطب عالم بابرکت نامدار — خواب دیکھا اس وضع سے ایکبار
جو امین اور ترمذی اور بایزید — راہ سے جاتے ہیں باگفت وشنید
پس کئے دونوں نے مجکو پیشوا — میں بھی اُنکے حکم سے آگے ہوا
بعد ازاں ہوشیار ہو کہتے بجا — جو دئے کیوں وہ بزرگاں مجھ قبا
ناد سے تعبیر اسکی کچھ مگر — آہ بیخود ہو گیا تھا اک سحر
سو بدرقہ ہو کے رہ کا آہ او — لیکے پہونچایا مجھے درگاہ او
جب ہوا درگاہ سے میں فتحیاب — غیب سے آیا مجھے تب یہ خطاب
جو جتنے ہیں دو جہان پیر و مرید — سب منگے میں مجھسے لیکن بایزید
نہیں منگا وہ مجھسے کچھ بسر بے تغیر — مطلب اسکا میں ہی تھا باقی سو خیر
جب سنا اُس رات کو میں یہ خطاب — پس کہا نا یہ نہ وہ مجکو صواب
کیا رہا جو میں ابھی تجھسے منگوں — رنگ سے خواہش کے اپنا دل رنگوں
کیا منگوں تجھسے جو مجکو در دیں — گر منگوں تجھسے تجھے تو دور ہیں
حکم تیرا بس ہے مجکو مانگنا — خوب ہے فرمان میں رہتے بنا
جب کیا یہ حرف پیر نے دلمیں جا — تب کئے مجکو بزرگاں پیشوا
ہوئے جب گر یہ بندہ فرمان میں — مہر اسکی ہو میانکی جان میں
بندگی حاصل نہیں ہے لاف سے — بندہ ہونا اعتقاد صاف سے
بندگی وہ ہے جو آزمائش میں آئے — تو سنا نے بندگی کی پائے جائے
بندگی ہے سربسر افگندگی — تا رہے افگندگی میں بندگی
جب ہوا بندہ تو حرمت کر جتن — راہ سے حرمت کے عزت کر جتن
جو کرے ٹک سا بندہ بے حرمتی — حق دکھاتا ہے اُسے بے عزتی

حکایت خلعت دادن بندہ را باذن بادشاہ

کس بندیکو شاہ نے خلعت دیا — پہن خلعت گھر کو وہ راہی ہوا
ناگہاں کہیں منہہ پہ بیٹھی گرد و خاک — اور کیا آستین سے خلعت کی پاک
بات یہ جا کر کہا کوئی شاہ کو — شہ نے فرمایا کہ اس گمراہ کو
نرت سولی دو اُسے نا کر درنگ — جو رکھا نہیں وہ مرا ناموس و ننگ
تا کہ جگ میں خلق کو عبرت رہے — یہ سزا اسکی جو بے حرمت رہے

سوال مرغ سیزدہم در حضور ہدہد

تیرھواں آیا پنکھی سو بید رنگ — خرچ کو میری نہیں ہی کچھ او تنگ
جو مرے ہاتھ آئی سو خرچوں تمام — جمع کرنا ہے مجھے مطلق حرام
جس گھڑی جو آئے سو بچر کرنہ پائے — نیں کئی لگ خرچ دلمیں کدخدائے
نقد کو کچھ میں کیا جاتا جتن — ہاتھ کو لڑتا ہے بچھو کی نمن

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ یہ تو خوش دسے — خوئے یہ ہوتی ہے اکثر کم کسے
یہ جوانمردی کی خصلت ہے تمام — سربسر ہے پاکبازوں کا یہ کام

راہ مین مولا کی جو کچھ ہے سودے
بعد ازان اسکا نفع تو دیکھ لے

اس جہان مین دل اپس کا سب توڑ
جو ٹوٹا تو اسکو پھر کر تو نہ جوڑ

دے جلا اک آہ سے سب ایکبار
خاک مین جا بیٹھ ہو کر خاکسار

جب کریگا تو اپس کو اس رضا
ہووگی حاصل تجھے حق کی رضا

جب تلک گذرا نہین سب چیز سے
شہ کنے کیون جائیگا دلیر سے

ہاتھ اول سب سے تو کوتاہ کر
بعد ازان آگے تو قصد راہ کر

جب تلک تو نہین ہوا یون پاکباز
کر سکیگا راہ تو طے کیونکہ ساز

جواب دادن پیر ترکستان گوید

کیا کہے ہین پیر ترکستان سخن
ہے مجھے بھی دو شئی سے یہ لگن

ایک گھوڑا اور دویم فرزند ہے
دل مرا دونون سے یکجا بند ہے

لائے جو فرزند میرے کی خبر
بخشدون گھوڑا اسکو شکر کر

بسکہ جب مین دیکھتا ہون یہ دو چیز
تب ہوس آنکھو مین آتی ہے عزیز

شمع صاحب لگ نہین کچھ سوز و ساز
تو انکو کہلا اپس کو پاکباز

پاکبازی کا جو کوئی دعوی کرے
سب اپس کی آبرو برہم کرے

پیٹ بھر جب کھائے روٹی پاکباز
غیب سے اسپر پڑے غم جانگداز

حکایت شیخ ابوالحسن خرقانی رح

شیخ حسن خرقانی دل کو موبمو
تھی مدت سے مچھلیونکی آرزو

ایکدن مانکو اپس کے ٹہر آرہے
روز آدھی مچھی اسکو لا کھلائے

ناگہانی از قضا ویسے منے
مار ڈالا شیخ کا بیٹا کنے

بس لگے کہنے کو مانسے شیخ وہین
مین کہا تمکو تو سو سو بار مین

آرزو سے کھاؤ نہین جب کچھ طعام
خون دل کا مجکو بھر دینے تمام

سخت مشکل آپڑی ہے مجھ پہ اب
نہین سمجھتا آئیگا بھی کیا اسلوب

گرچہ ہے میرے پہ سو سو غم پہ غم
مین اپس پر جانتا ہون کم سے کم

کھینچتا ہے حق جسے اپنی طرف
راہ دیتا نہین زبانکی اس طرف

لذتان کرتا ہے سب اسپر حرام
دکھ منے رکھتا ہے نت اسکو مدام

کئی ہزاران عاشقانکے جیو نزار
اسکی خونریزی پہ ہوتے ہین نثار

جب کرے دو چیز کا وہ میزبان
امتحان کا بھیجتا ہے کاروان

عاشقان یعنی آرزو نت اٹھ دھرین
جی اپسکے جیو کو قربان کرین

حکایت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ذوالنون پیشوا ایسے نامدار
نقل کرتے ہین کہ مین کب ایکبار

گین بیابانمین چلا تنہا لیکے راہ
جب توکل پر خدا کے کر نگاہ

وہان نظر آئے مجھے چالیس تن
خرقہ پوشان اور بیجان بیکفن

عقل میری ہوش سے جاتی رہی
یہ کہ شعلہ دل منے کھاتی رہی

پس کہا مین جیو مین اے پروردگار
دوستونکو کیون کیا تو خوار و زار

تب دیا ہاتف نے مجکو یون ندا
کام میرے یونہی ہین اے مرد گدا

دوستونکو یونہی کر لیتا ہون مین
پھر کے انکا خونبہا لیتا ہون مین

جب تلک ہی خونبہا میرے کنے
مارتا ہون دوستونکو تل منے

کیا ہے انکا خونبہا میرا لقا / جس لقا سے پائینگے دایم بقا
روز محشر کو کرونگا سرفراز / دونگا مین دیدار انکو دل نواز

آئینگے جس روز میرے روبرو / خوف سے اپنے رہین گے سرخرو
دیکھ مہر آفتاب ذوالجلال / محو ہوکر جائینگے سایہ مثال

ہووینگا جو محو مجکو دیکھکر / تا رہیگی کچھ اُسے تن کی خبر
کچھ عجب ہے اے فلان یہ محویت / نین کہی جاتی ہے جسکی کیفیت

خرچ کرہان سر کو اور اسرار دیکھ / خود سے گم ہو اور خدا سا یار دیکھ

حکایت فرعون ملعون گوید

بات جانبازی کی ہے سن بیان / جبب گئے فرعون کو وہ ساحران
خوف کچھ فرعون کا دلمین نہ لا / یونہی بولے حق ہے موسیٰ کا خدا

کیا ہے وہ دولت جو وہ حاصل کئے / جیو اپنا دیکے وہ ایمان لئے
یک قدم رکھہ دین کے میدان مین / اس جہانسے گئے نکل کر آن مین

رفت آمد اس سے ہے بہتر کہان / جانتے ہین یہ مراتب عارفان

سوال کردن مرغ چہاردہم

چودھوان پنچھی کہا اے باخبر / مرد کی ہمت کو ہے کچھ بھی اثر
گرچہ مین ظاہر مین ہون پنچھی ضعیف / ہے مجھے ہمت حقیقت مین شریف

دوسری مین گرچہ طاقت ہی مجھے / پر نزت پاوے بڑی ہمت مجھے

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ ای صاحب نفس / مرد کو دنیا مین ہمت ہے سو بس
کیا ہے تمکو مین کہون ہمت بلند / مطلب عالی کو ہے تیرے کمند

مدعا کی تن پہ ہمت بس ہے / عشق کے جذبہ کو مقناطیس ہے
جسکو ہمت ہوویگی دسترس / ہاتھ آیا ہے اُسے سمجھو پرس

حکایت یوسف را بردن و دربازار مصر فروختن

جس گھڑی بازار مین یوسف کو لائے / مصر کی لوگان خریداری کو آئے
کوئی تو انکو وزن سے پانچ بار / شوق سے دینے لگے مشک تتار

کوئی برابر اسکے زر دینے لگا / کوئی جواہر اور گوہر دینے لگا
اک گھڑی ویسے مین وہان اک پیرزن / تن سو چرخہ سر سو گالہ کے من

لیکے آئی ایک تانہ سوت کا / وہ سو مایہ زنت اسکے قوت کا
بس کہی دلال کو یہ سوت لے / بیچتا ہے تو مجھے یوسف کو دے

بعد ازان ہنس کر کہا دلال وو / تو سو کیا اور کیا ترا تانہ ہے یو
کان یہ زر کا گنج کان تیرا یہ سوت / تو دیوانی ہوئی کیا لاگا ہے بھوت

بس لگی کہنے بڑھی دلال سے / جانتی مین بھی تہو حق اپنی ذات سے
لیکن اتنا بس مجھے دنیا مین پاؤن / جو خریدار و مین یوسف کی کہاؤن

پائے ہر کوئی جگ مین ہمت سو نام / رہ مین مولا کی ہمت آئے کام
دیکھ ہمت بلخ کے سلطان کی / کس وضع کی سلطنت کس شان کی

چھوڑ کر اک پل مین ہو سب سے جدا — کیون لیا مردون نمن راہِ خدا
انکھیان خورشید سے لایا ہے جو — کب نظر مین لائیگا ذرّہ کو وہ
پاک ہمت ہو جو اُسکی راہ پر — اس خس دنیا پہ نین کرنا نظر

حکایت نالیدن درویش وجواب دادن اورا ابراہیمؒ بن ادہم

کوئی درویشی سے تھا نالان فقیر — دیکھکر سلطان ادہم اسکی دہیر
ہنسکے بولا وہ گدائے بنلا — مول لیتی ہے فقیری کیا بھلا
آرزو سے دیکے درویشی لیا — سو سمجھتا ہون کہ مین کچھ نین دیا
اہل ہمت جیو کو کرتے ہین فدا — درد سے محفوظ رہتے ہین سدا
گر تجھے اس راہ مین ہمت نہین — پس تری قسمت مین یہ نعمت نہین
لطف سے کہنے لگے اے بیخبر — مفت درویشی ملی ہے تجھ مگر
بعد ازان سلطان کہا اے بدمزاج — مین تو اپنا ملک و مال و تخت و تاج
قدر درویشی کی ہے میرے نزدیک — کیا تجھے معلوم اے مرد رکیک
دین و دنیا سے وے جاتے ہین گذر — دمبدم انکا قدم ہے پیشتر

حکایت شیخ غوری کہ با بادشاہ سنجری مناظرہ کرد

شیخ غوری شہر سے جا ایک بار — ملکے دیوانون مین بیٹھے پل کنار
شیخ بولے مین ہین بے پاؤن سر — بے خبر دنیا سے حق سے باخبر
اور ہماری دشمنی گر ہے تجھے — دین سے دکھلائین خارج کر تجھے
بس کہا سنجر نے انکو مجکو تم — مین دیو باتون سنے ہوتا ہون گم
نا تمن سے فخر ہے نا مجکو ننگ — نا تمن سے صلح رکھتا ہون نہ جنگ
کیا ہے ہمت یہ پکھیرو سر بسر — دمبدم پرواز جسکا تیز و تر
از قضا سنجر بھی نکلا جا وہان — شاہ پوچھا کون بیٹھے ہین یہان
گر تو ہوتا ہے ہمارا دوستدار — کھینچ لیتے ہین تجھے دنیا سے بھار
دوست ہے تو آ ہمارا ہو رفیق — ہے اگر دشمن تو لے اپنا طریق
نا تمھارا دوست ہو سکتا ہون مین — نا تمھاری دشمنی رکھتا ہون مین
مین ابھی جاتا ہون تم خوش ہو رہو — نا مجھے تم یہ کہو نا وہ کہو
سیر اُسکا عالمِ ہستی سے بھار — عالم ہُشیاری و مستی سے بھار

حکایت مرد دیوانہ کہ شب زاری میکرد

ایک دیوانہ رات کو روتی زار — بولتا تھا یہ جو کیا ہے روزگار
موئے جب سر مین بٹھی سرپوش کاڑ — جسکو پر ہے جائے اُڑ دو بازو کو جھاڑ
گر تجھے بھی ہوینگے ہمت کے پر — جائیگا اس قید سے پرواز کر
نین تو بال و پر جلا دے تو بھی جل — تاکہ رب سے جاکے پہونچے گا اول
اک پٹارا ہے کہ جسمین ہم تمام — پھڑپھڑاتے ہینگے جون مرغان تمام
اور نہین جسکے پرن سو پڑ رہے — پس پٹاری مین جفا کی اڑ رہے
بند ہے تو اس پٹاری مین جھلک — گر اسکے بال و پر پیدا ملک

حکایت مردِ عاشق با شبرک

کوئی کہا پنچھی کو اے بدروزگار | کیون نہین دن کو نکلتا گھر سے بھار
تا نظر آوے اجالا روز کا | منھ دکھاوے سورج گیتی فروز کا

اس اندھارے مین رہیگا کب تلک | گھر کے کہنو مین چھپیگا کب تلک
دیس تیرا سب سے بدتر ہے سیاہ | رین ہے تیرے پہ ظلم آہ آہ

گر تو دیکھیگا جو مکھڑا سور کا | پائیگا آنکھون مین حصہ نور کا
آ ادھر تو دیکھ شمس موج زن | کب تلک تو بیٹھتا کر کے وطن

بس کہا پنچھی کہ اسے اے بیخبر | کیا مجھے کام آئیگا سورج چندر
سور کا مجکو دکھاتا ہے سو نور | سور تو نور حقیقی سے ہے دور

زرد رو پھرتا ہے ماتم بھیس کر | تا کتا پھرتا ہے نت اٹھ در بدر
شام کو خونین شفق کی ہو کر لال | چھپ رہے ہے ساری رین جا کر پتال

ایکدن ہو جائیگا وہ بھی سیاہ | نا کرے اسکی طرف کوئی نگاہ
روز میرا در حقیقت ہے رین | دیکھنے جسکے ٹھنڈے ہوئین نین

عاشقون پر جلوہ گر جب ہے رات | دیکھتے ہین آفتاب نور ذات
آشکارا ہو وے جب وہ آفتاب | خلق ساری ہو رہے مشغول خواب

پر توے سے اسکے شرما کر یہ سور | چھپ رہے مغرب کی گود مین ضرور
جسکو بیداری رہے ہے ہر رین | دسنے آوے آفتاب اسکے نین

تجکو گر چہ دیکھنے کی ہے ہوس | سو نہ تو غفلت سے ہرگز یک نفس
ہے مجھے جو شب کی بیداری یہ سبت | گرد اس خورشید کی پھرتی ہون نت

دیکھتی ہون جب مین خورشید مجاز | چھپ رہی ہون گھر مین اپنے ہو براز
جسکے نین ہے نقد خورشید آلہ | وہ کسے آتا نہین ہرگز نگاہ

گر تجھے ہمت ہے بازونکے تن | ہاتھ پر شاہانکے ہو تیرا وطن
ہے اگر تیرے تئین ہمت نہین | کسکے نظرونمین تجھے حرمت نہین

جسکو ہمت ہوئیگی سو مرد ہے | وہ تو صورت گندگی سے فرد ہے

سوال مرغ پانزدہم

پس پوچھا پنچھی نے پدرھوان صفا | کیون ہے اس گدہ مین انصاف و وفا
طبع مین میری جم انصاف ہے | بیوفائی سے بھی سینہ صاف ہے

ہوئیگی جسکی طبیعت اس وضع | کیا جزا اسکا ہوئیگا کس وضع

جواب دادن ہدہد اورا

پس دیا ہدہد نے اسکا یون جواب | سب سے ہی انصاف کی خصلت صواب
کیا کہو انصاف کی مین تجھسے بات | ہے سچی انصاف سلطانی صفات

تجھسے گر ہو آئیگا انصاف ایک | عمر کے روزے او رنمازونسے ہی نیک
دلمنے انصاف اپنے جو کرے | سب سے زیادہ وہ جوانمردی کرے

نا کرے انصاف جو کوئی آشکار | باطن اسکا بیوفائی سے ہی خوار
مرد نہین انصاف جتنے کس کنے | وہ سو منصف وہ بچن اپنے منے

حکایت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ

احمد حنبل ہے امام روزگار | کچھ نہین جنکی فضیلت کا شمار
جب فراغت علم سے پاتے تھے وو | تب بشر حافی کنے جاتے تھے وو

لوگ انکو منع کرتے خیرخواه ۔ کیا سبب ہے بشر سے تم کو راه
خلق عالم کے انھین ہو کر امام ۔ کیا انھین سر پا برہنہ سے ہے کام
پس کہے احمد کہ مجھکو بیشتر ۔ گرچہ ہے مسئلہ مسایل کی خبر
علم حق پیرے سے ہے انکو زیاد ۔ حق کی پہچانت انھین ہے اوستاد
جنکے دلمین اسطرح انصاف ہووے ۔ کیون نہ سینہ آرسی سے صاف ہووے
ایک تو انصاف سے ہے بے خبر ۔ منصفی پر منصفونکی کر نظر

حکایت اسیر نمودن سلطان محمود راجۂ ہندرا و مسلمان کردن اورا

ہندوانمین کوئی تھا راجہ گھنیر ۔ کہین ہوا محمود سلطان کا اسیر
لیکے آئے جب اُسے محمود پاس ۔ تب کیا دین سے نبی کے روشناس
جب ہوا اسلام سے وہ آشنا ۔ دل دو عالم سے کیا اپنا جدا
ایکلا جا کر کہین گوشہ کنار ۔ راتدن رونے لگا وہ زار زار
کچھ نہ تھا اُسکو بغیر از سوز و آه ۔ روز اسکا رات سے بدتر سیاه
سوز و زاری جب گئی حد سے گذر ۔ ہوئی بران محمود سلطانکو خبر
بس بلا راجہ کو شاهِ نامدار ۔ مہربانی سے کہا کیون تو ہے زار
مین تجھے دونگا ابھی کچھ ملک و مال ۔ جو تو اک ساعت مین ہووےگا نہال
رونہ تو اسطرح سے راجہ گھنیر ۔ دُکھہ منے اپنا نہ کچھ کاٹو سر بر
بس لگا کہنے کو راجہ شاه کو ۔ مین تو روتا نہین ہون ملک و جاه کو
گریہ زاری ہے مجھے اسکے سبب ۔ جب قیامت مین کہیگا مجھکو رب
اے مرے بدعہد بندے بیوفا ۔ تو کیا ہے کسطرح مجھسے جفا
نہین کیا تو یاد میرا تب تلک ۔ تجھپہ نہین محمود آیا جب تلک
جب کیا لشکر کشی تیرے پہ او ۔ آسرا میرا لیا اے زشت خو
نہین کیا تو یاد بن لشکر مجھے ۔ دوست سمجھون یا کہ دشمن تجھے
اس وفاداری منے ہے کیون روا ۔ کب تلک مجھسے وفا تجھسے جفا
اس طرح گر حق کرے مجھسے خطاب ۔ کیونکہ دون اس بیوفائی کا جواب
ہے شرمساری مجھے اسبات کی ۔ سوز دن کا اور زاری رات کی
تو بھی اے رو بین ہو دل ریش آ ۔ آهِ انصاف و وفا در پیش لا
ہے وفا تجھکو تو عزمِ راه کر ۔ نہین تو ہاتھ اسبات سے کوتاه کر
جو ہوا راهِ وفاداری سے دور ۔ ہے جوانمردی مین اسکی کچھ قصور

حکایت غازیان کہ با کافران جہاد کرده بود

غازی و کافر ہوئے تھے جنگ ساز ۔ آگیا ایسے منے وقتِ نماز
پس رضا کافر سے غازی لیکے پھر ۔ وے نماز اپنی لگے پڑھنے کو پھر
بعد ازان کافر اپسکے وقت پر ۔ لے رضا غازی سی جا اشنان کر
ہو کے اوندھا سر جھکا کر بت کنے ۔ تب کہا غازی اپسکے دل منے
یہ تو اوندھا ہو رہا ہے بے خبر ۔ وقت فرصت کا مجھے ہے خوبتر
کھینچکر شمشیر جب جانے لگا ۔ ہاتفِ غیبی ندا اُسکو دیا
کاے جوانِ بیوفا بے اعتبار ۔ خوب عہد اپنا دکھایا استوار
وہ جو تھا بدبین کافر بت پرست ۔ نہین کیا تیرے سے عہد اپنا شکست
تو مسلمان ہو کے بدعہدی پہ آئے ۔ کیا کہا جاوے تجھے اے وائے وائے
دیکھ کافر کی بھلائی تھی سو کیون ۔ تو جوانمردی نکر اب اس سے یون

وہ کہا نیکی نو کرتا ہے بدی / نا ملیگی تجکو بھی نیکی کبھی
تھی وفا کافر سے او تجکو امان / ہے ابھی تیری وفاداری کہان

ہے مسلمان نا مسلّم ہے تو کیون / کافرونسے عہد مین کم ہے تو کیون
گر تجھے ہے عقل کے سود مین سود / دیکھ جا مصحف مین اَوْفُوا بِالْعُهُوْد

سن یہ غازی بات حیرت مین پڑا / خوف سے دھو جا خجالت مین گرا
کافر اُسکو دیکھکر حیران و زار / ہاتھ مین شمشیر ننگی آبدار

پس اُسے پوچھا کہ تو روتا سو کیون / تب کہا غازی نی تیرے کاج یون
حق تعالی نے کیا مجھپر عتاب / بیوفائی کا دیا مجکو خطاب

سنکے اتنی بات کافر آشکار / ایک نعرہ مار رویا زار زار
پس کہا یارب کہ مجھ دشمن بدل / دوست کا احوال پرلایا خلل

بیوفائی کیون کہو نہین اب روا / لطف سے دکھلا مجھے راہ ہدا
اے دریغا مین تو سب اپنی عمر / فضل سے تیرے رہا ہون بیخبر

اسوضع کافر پہ ہے جب فضل رب / پس نہو تو بیوفا اور بے ادب
فضل کر کونی رو زنا طاس فلک / تجھے تیرے فعل بولے بک بیک

حکایت قحط سالی کنعان و آمدن برادران یوسف علیہ السلام در مصر

قحط سے بھائی دیکھو یوسف کے جب / مصر مین کنعانسے آئے چلکے سب
قحط سالی کا لگے رونے کو دکھ / آب سے چشمونکے ہر اک دھوئے مکھ

حضرت یوسف تو برقع منہ پہ ڈال / تخت پر بیٹھے تھے باجاہ و جلال
پاس تھا اک طاس پس اُس طاس پر / ہاتھ مارے تب اُٹھا جھنکار پر

پس کہے بھائیونکو یون ای یارہو / کیا خبر یہ طاس کہتا ہے سنو
بعد ازان بولے وہ یاران ناشناس / کیا سمجھ ہمکو یہ کہتا کیا ہی طاس

تب کہے یوسفؑ کہ مین بولون سخن / طاس جو کہتا ہے سو راز سخن
کوئی تمہارا بھائی تھا یوسفؑ مگر / پاک صورت رشک خورشید و قمر

پھر کے مارا طاس پر یوسف نے ہاتھ / پس کہے یہ طاس یون کہتا ہے بات
جو تمہین اُس بھائی کو صد آہ آہ / جھونکڈالے ہین کوئین مین بیگناہ

پیرہن اُسکا رنگا پھر خون سے / گرگ نے کھایا کہے یعقوبؑ سے
بار دیگر طاس کو یوسفؑ بجا / طاس کہتا ہے سنو پھر اس صدا

بیچ ڈالے بعد اُسکے بھائی کو / جھوٹ بولے بات پھر یعقوبؑ کو
کوئی کافر بھی کرے نہین اسوضع / جو کئے ہو بھائی سے تم جسوضع

یہ سخن سنکر وہ حیران تب ہوئے / گئے تھے روٹی کو سو گل پانی ہوئے
تب تو بیچے تھے فقط یوسفؑ کی ذات / اب ہمین بیچے گئے حسرت کے سات

جون کوئین مین ڈال اُس آئے سبھی / آپڑے ہین وہی کوئین مین یون ابھی
کیا وہ اندھا ہے جو سنکر یہ قصا / دل مینے غیرت سے نا لیوے حیا

کیا کہو نہین تجکو خوبی کی نظر / یہ قصہ تیرا ہے سن اے بیخبر
بیوفائی کا جو تو کرتا ہے کام / آئیگا تیرے ہی آگے وہ تمام

عمر کے جب طاس پر پڑینگے ہات / دسنے آویگی تجھے ہر ایک بات
صبر کرتا خواب سے تجکو جگا مین / کام نالایق ترے تجکو بتا مین

عمر کا بجنے لگئے گا طاس جب / دسنے آوینگے ترے افعال تب
ہوش ہی نو عاقبت کا کر بچار / نین تو آخر طاس بولیگا پکار

حکایت در سوال مرغ شانزدہم و گستاخی کردن او

سولھوان پنچھی سو آکر یون کہا ۔ ہے کچھ اس درگہ مین گستاخی روا
جو کرے گستاخ ہو کر بات کو ۔ کس طرح اُسکی جزا مجھسے کہو

حکایت جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ جو ہے اہلِ راز ۔ قرب سے حق کے ہے دایم سرفراز
گر او گستاخی کرے تو سہل ہے ۔ محرمیت کے سبب وہ اہل ہے
جسکو ہے معلوم حرمت اور ادب ۔ وہ جو گستاخی کرے تو ہین عجب
تا کہ ہر اک بے ادب جا کر نفسر ۔ قرب کے دستور سے ہے بیخبر
وہ جو گستاخی کری خاصون کے سا ۔ جان اور ایمان گنواوے ایک بار
ناز محبوبان کرین تو کیا عجب ۔ جو دیوانے ہین محبت کے وہ سب
وہ جو گستاخی کرے تو خوش دِسے ۔ بات دیوانیکے سُن ہر کوئی ہنسے
وے سلامت ہین ملامت سے مدام ۔ کوئی خاطر لاوے نہین انکا کلام
تو بھی دیوانہ ہے تو گستاخ ہو ۔ بار کو دیوانگی کے شاخ ہو

حکایت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ

کہین جنگل بین بایزیدِ نامور ۔ جا کے بیٹھے تھے کہین زیر شجر
مست بیٹھے تھے دو جگ سے بیخبر ۔ سر پہ ٹوپی اور گدڑی اوڑھکر
غیب سے ویسے مین آیا یہ ندا ۔ بیچتا ہے اپنی ٹوپی اسے گدا
پس کہے گستاخ ہو کر بایزید ۔ تو یہ ٹوپی کرنے سکتا ہے خرید
کیا ہے تیرے پاس جز دنیا و دین ۔ مین تو لاتنے پر نہ دون ٹوپی یقین
بھی ہووے اس سے زیادہ بھی لا ۔ نہین تو چپ کر بیٹھ اپنے ٹھار جا
بھی ندا آیا کہ بس اے بایزید ۔ گر نہ گستاخی ازین اور تو مزید
نہین تو عالم کو کہونگا ایک بار ۔ وے کرین سب ملکے تجکو سنگسار
بایزید اسکا دیا پھر یون جواب ۔ تو بھی بس کر انجدا اے مستطاب
نہین تو کر دیتا ہون تیرا فضل فاش ۔ تا عبادت کی کرین نہین کوئی تلاش
ہین جو کوئی درگاہ حق کی راز دا ۔ انکو گستاخی ہووے یون بجا روا

حکایت مجذوب کہ گستاخی کردہ بود

آپڑا تھا مصر مین کہین قحط سال ۔ خلق عالم کو ہوا جینا محال
جا بجا مُردونکے پڑتے تھے ڈھگا ۔ تیجان مُردونسے کرنے تھے اُدھا
یک دیوانہ اسو ضع کا دیکھ حال ۔ پس کہا گستاخ ہو اے ذوالجلال
رزق دینے کی تجھے گر نہین سکت ۔ کا ہیکو پیدا کیا ہے یہ جگت
جنکو ہو اس بھانت گستاخی کی راہ ۔ ہو سکین اپنی خطا کے عذر خواہ
جو نکالین منہ سے گر وے بات کچھ ۔ عذر کر سکتے ہین خوبی سے سمجھ

حکایت گستاخی کردن کسے دیوانہ در جناب کبریا

یک دیوانہ شہر کے طفلونسے ڈر ۔ مارتے تھے اُسکو کنکر اور پتھر
جا چھپا گھر کے اندر تہا کہین ہین ۔ پس لگے گاران برسنے کو وہین
از قضا تھا گھر کو کہین روزن کدھر ۔ وہانسے آئے بچہ کے وہ سین بس
ہا بچہ نے سمجھا کوئی پتھر مارا پس ۔ گالیان دینے لگا لاکھون سے بس

بعدازان بار اچھوٹا سو پھر اٹے
کھل پڑی بس گھر کی دروازیکی باٹ
روشنائی کا ہوا پر تو عیان
بچہ دیکھا کوئی نین ہے طفل وہان

نصیب سے آگر لگی ہے سر پہ گار
اس سے دیوانہ ہوا کین شرمسار
بس کہا یارب اندھار یمین تجھے
مین جو کچھ بولا نہ سمجھا تھا تجھے

گر دیوانہ ہو کے جو مین تجھ کہا
تو نہین کر دور میرے سے مبا
مین تو مطلق مست لا یعقل اتھا
بیقرار و بیکس و بیدل اتھا

عمر میری گئی سو ناکامی منے
دمبدم بیعقلی و خامی منے
تو زبان طعنے کی مجھ سے دور رکھ
عاشق دیوانہ کو معذور رکھ

جان لے میرے کو معذوروں منے
گن مجھے بھی ایک بیطوروں منے

سوال کردن مرغ ہفدہم

سترھوان پنکھی کہا جی ہے تلک
عشق کے بس مین پڑا ہو نین پلک
کام میرا عشق سے ہے ہمنفس
سر کو میرے عشق سی سودا ہی بس

عشق نے جب سے کیا سودا مجھے
نین رکھا کچھ جیو کا پروا مجھے
وقت ہے اب جو کرون جیو کو نثار
تا کہ جا دیکھون جمال روئے یار

دیکھکر انکھیونکو مین روشن کرون
داغ دل کو ایکدم گلشن کرون

جواب دادن ہدہد آن مرغ را

پس کہا ہدہد نے تو نین مار لاف
تا ملیگا لاف سے سیمرغ قاف
لاف دعوی عشق کا ہرگز نہ کر
عشق دونون بات سے ہی دور تر

گر تجھے دولت مددگاری کرے
فضل او توفیق سب یاری کرے
کھینچکر آپس طرف تجکو لجائے
اکیلا خلوت منے اپنے بلائے

تب ترا یہ لاف دعوی خوش دِسے
بات تیری صدق آوے ہر کسے
جب تلک اسکی نہین تجکو کشش
تو کیا کوشش تو کیا اسکی روش

حکایت کسے از بایزید پرسید کہ منکر نکیر در گور چگونہ سوال کرد

چھوڑ گئے دنیا کو جسدم بایزید
خواب مین دیکھا انھونکو کوئی مرید
بعدازان پوچھا کہ اے پیر کبیر
کیا تمھارے سے کہے منکر نکیر

شیخ بولے جب مجھے وے نامدار
کون ہے پوچھے ترا پروردگار
مین کہا یہ مت کرو مجھ سے سوال
ہے عجب میرا تمھارا قیل و قال

جو کہون سو وہ خدا میرا ہے بس
یہ سخن دنیا ہے چپ جیو کا ہوس
جاؤ تم پوچھو خدا سے پھر کے ہین
وہ مجھے بندا سمجھتا ہے کہ نین

جانتا ہے گر مجھے وہ بندہ کر
پس بندہ بتحقیق ہو نین نامور
اور جو بندہ و نین نہین گنتا مجھے
پس کہلانا بندہ نین بنتا مجھے

جس بندہ بیسے نین ہی صاحب آشنا
وہ اگر بندہ کہلایا بھی تو کیا
گرچہ نین ہون بندگی سی مین جدا
لیک بندہ کر کے جانے جب خدا

اے بندہ جب تجھ پہ وہ عاشق ہوا
عشق اسکا تب تجھے لائق ہوا
وہ اگر تجکو کرے اپنے سے یاد
ہے روا تجکو جو ہووے شاد شاد

اصل مین اسکی کشش درکار ہے
نین تو کوشش تیری سب بیکار ہے

حکایت دیوانہ کہ بجناب باری تعالیٰ گستاخی کردہ بود

عشق سے درویش تھا کوئی سوزناک — دوستی مین آگ مانند بیقرار
جل گیا تھا عشق کی آتش سے جان — سوز سے سینے کے جلتی تھی زبان
ہوگیا تھا دل و جان جلکر کباب — جیو مین اُسکے صبر طاقت نہ تاب
دُکھ سے چھاتی پھوڑ اپنی زار زار — راہ مین تکتا چلا تھا بیقرار
عشق سے جلتا ہی جیو جان کیا کرون — اس اگن مین صبر مین کب تک کرون
پس کہا ہاتف نکو تو اُف مار — خواہ مخواہ کیونکر ہوا ہے خوار و زار
یون کہا درویش پھر اُلجھا ہون کب — بلکہ وہ اُلجھا ہے مجھسے یہ عجب
کیا ہو تمہین اور کیا سو ہی اُسکی مجال — جو کرون اُسکی محبت کا خیال
کیا کیا مین جو کیا سو وہ کیا — دل سے میرے جیو کیا تو او کیا
اے گدا اُلجھا ہے وہ تیرے سنگات — تو اسکی ایکدن لاتا ہے بات
کیا ہوویگا تو سو ایسی بات مین — لائیگا وو سو اس اپنی ذات مین
عشق وہ تیرے سے اپنا لگائے — صنع سے اپنی وہ اپنا عشق لائے
کیا ہے تو اور کیا ہے نیز کاروبار — ہے جو کچھ سو صنع صانع کا بچار
لائیگا گر تو اُس کو درمیان — نا نرا ایمان رہیگا نا یہ جان
ہوش کر اس راہ مین ای بھائی جان — دزد باطن ہے اسی مین پہچان

حکایت بیرون رفتن سلطان محمود و آمدن بخانہ

ایکدن محمود سلطان کین گر — جا کے نکلا ایک بھڑبھونجے کے گھر
اُٹھکے بھڑبھونجا تواضع سے شتاب — لا رکھا آگے خوشی سے نان و آب
بادشاہ کھا کر ہوا محظوظ جب — وہ لگا بھڑبھونجنے بھاڑے کو تب
پس کہا شہ نے کہ اے مسکین گدا — کب تلک تو بھاڑ جھونکیگا سدا
آ تجھے دولت سے کرتا ہون نہال — مانگ جو چاہتا ہے میرے سے اتال
بس کہا وہ کیا منگون ای بادشاہ — بس ہے مجکو گر تو آوے گاہ گاہ
دیکھنا تیرا مجھے دولت ہے بس — بھی کسی دولت کی مجکو نہین ہوس
بیٹھنا مل تجھ سے اس کس بنا اوپر — مسند و دولت سے مجکو خوب تر
تو جو اس دولت سے آیا میرے گھر — چھوڑ کر اس گھر کو مین جاؤن کدھر
گھر مرا یہ تجھ سے جب روشن ہوا — کس بنا اس گھر کا مجھے گلشن ہوا
کیا ہوویگی اس سے وہ دولت بہا — جو کیا دیدار سے تو مجکو شاد
نین ہی دولت کی مجھے کچھ اطلب — تو ملا مجکو تو مین پایا ہون سب
ملک و دولت سب ملے تو گر جو ہے — کیا ہوویگی تجھ سے بہتر کوئی شئے
تو ہی بس ہے مجکو میرا بادشاہ — لیک آتا اب تو یو نہین گاہ گاہ
عشق اُسکا تجکو ہے درویش بس — بھی نکر کس بات کی تو کچھ ہوس

سوال کردن مرغ ہژدہم از ہدہد

اٹھا ردھوان آکر پنچھی سو یون کہا — سب عمر مین زور ریاضت مین رہا
مین کیا تھا یہان لگے حاصل کمال — راہ چلنا مجکو دسنا ہے محال
معرفت جب مجکو حاصل یہان رہے — تب بھٹکنا مجکو لا بعقل دسے
کون ہے جو گھر مین اپنے چھوڑ کر گنج — جا کے بیہودہ جنگل مین سعی سے رنج

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ ای شیطان صفت / یہ منی تیری نہین ہے معرفت
یہ خیالِ خام او تیرا غرور / معرفت کی قرب سے تو الاہی دور

کر رکھا ہے نفس تجکو زیر دست / ہو رہا ہے دل ترا شیطان پرست
مین پنے کے بند مین اٹکا ہے تو / سر سے پا تک جہند مین اٹکا ہے تو

معرفت کا نور تجہپر نار ہے / وجد نین ہے یہ خودی کا بار ہے
روشنی یہ نین تجہے اندھیار ہے / بسکہ تیرا نفس تجکو یار ہے

نفس کے ہے نور کا تجہپر جھلک / تس سے کئی نین پایگی تیری جھلک
کرنا تو اس نور ناقص پر غرور / ذرہ ہورہ جب پچھانا نین تو سور

نور گر یہ نفس دکھلاوے تجھے / تو ضلالت مین لیجا ڈالے تجھے
جب تلک تجکو ہے تیرا مین پنا / تو بڑے پردو نکو سمجھا اب ہمنا

آنکھ مین اک بال اگر آتا ہے آڑ / وہ سو آتا ہے نظر مین جون پہاڑ
ذوق تیرا ہے تجھے مفسد خیال / تو جو کہتا ہی سو سب ہے بد خیال

مین پنے کی جائے جب غفلت نکل / تب اسے حاصل حقیقت ہووے کل
مار تا رہ نیستی کا دم جسنم / نیستی ہووے تو نین ہستی کا غم

ایک ذرہ تجکو ہستی ہووے تو / کافری اور بت پرستی ہووے وو
گر کیا تو اپنی ہستی آشکار / تب کریگا سرزنش سی روزگار

حکایت اخوان شیخ نیشاپوری

شیخ نیشاپور یون کر ایک بار / سب مریدان ساتھ لیکر آوے بہار
آپ خر پر اور مریدان پیش و پس / یاد چھوڑا اس منے خر نے دو بس

شیخ پر وہ حال سب تھا آشکار / پہاڑ کپڑے گر پڑے وہان نعرہ مار
سب مریدان ہوگئے آپس مین دنگ / شیخ کی حالت سے لائے دلمین ننگ

ایک مرید آکر کیا اس سے سوال / کیا سبب پیدا ہوا حضرت یہ حال
شیخ بولے اے عزیزان کیا کہون / نفس کا ہے زور میری پر بہون

جو ہوا اس خر پہ مین پادر رکاب / ساتھ میرے ہو چلے سب شیخ و شاب
خطرہ آیا تب مجھے اس طور کا / جو ہو نہین بھی بایزید اس دور کا

آج گر نین اس وضع کی مجکو شان / کیا عجب جو قبر مین پاؤن امان
بس دیا خر نے جواب اسکا مگر / یعنے یہ ہے فکر تیری گو زِ خر

اس فکر کے دل منے آتش پڑے / بیخودی کے حال سے مستی چڑھے
جب تلک تجکو منی ہے اور غرور / تو حقیقت سے پڑا ہے دور دور

مین پنے کو چھوڑ معذویسے چال / راہ کے دزدونسے آپس کو سنبھال
طبع مین تیرے غروری ہے اگر / مو بمو تیرا ہے فرعونِ دگر

جیستلک باقی ہے تیرے مین منی / آفتونسے تجکو نین ہے ایمنی
مین نئے گنٹہ ہے مین پنا کچھ نین بھلا / جگ منے ابلیس اسکو منت کہلا

خطاب کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام

حق تعالیٰ نے کہا موسیٰ سنگات / جا کے تو شیطان سی کچھ پوچھ بات
پس ملا موسیٰ کو وہ شیطان لعین / بعد ازان ہنسکر اُسے پوچھا وہین

پس کہا وہ یاد رکھ تو یک سخن / کر نہ تو ہرگز منی میرے سمن
نین تو ہوگا تو بھی میرے سار کا / مین پنے سے راندہ اس دربار کا

بال بھر گر تجکو باقی ہے منی
حق سنے تیرے ہے ڈونگر کی نی
کام تو مردونکا ہے ناکامی منے
تا سر انجامی سر انجامی منے

خود نمائی اور خود بینی تجھے
بے سخن ہے دشمن دینی تجھے

حکایت یکے عابد خود بین گوید

ایک کوئی عابد تھا در عہد کلیم
تھا مکمل صاحب قلب سلیم
لیکن اسکو تھا بڑی ڈاڑھی سے پیار
نت رکھے ڈاڑھی کو کنگھی سے سنوار

از قضا دیکھا اسے موسیٰ کہین
دوڑ کر نزدیک آیا اسکے وہین
پس کہا اسنے کہ اے سالار طور
عرض کر میری خدا سے یک ضرور

جو مین کرتا ہون عبادت روز و شب
ذوق نہین حاصل مجھے سو کیا سبب
بعد ازان موسیٰ گئے جب طور پر
حال عابد کا کہے رب سے مگر

پس کہا حق نے کہ بولو اسکو جا
ذوق تو طاعت کا پاوے ان کجا
ذوق ہے تجکو تو ڈاڑھی کی سنگات
جو پھراتا ہے کنگھی سے سپہ ہات

جب دیا عابد کو موسیٰ لاجواب
نوڑنے ڈاڑھی لگا عابد شتاب
پھر کے بھیجا وحی موسیٰ کو خدا
شغل سے ڈاڑھی کی نہین عابد جدا

اے جو تو ڈاڑھی سے کرتا ہے پیار
نہین ہے تجکو اس دریا کا شمار
چھوڑ دے جلد سے ڈاڑھی کا خیال
شوق سے ڈاڑھی کو دریائی کمال

گر تو اس ڈاڑھی سے ترجائیگا
تو سلامت بچکے کیونکر آئیگا

حکایت غرق شدن مرد ریش دراز

ایک احمق جسکی ڈاڑھی تھی بڑی
آب مین ڈوبنے لگا تھا جسگھڑی
دیکھکر اسکو کوئی بولا دور
کاڑھکر سٹ یہ توبڑا گردن سے دور

تب کہا اسنے کہ اے پاکیزہ خو
توبڑا نہین ہے مری ڈاڑھی ہے یو
پس کہا اس مرد نے ہنسکر مگر
گر یہ ہے ڈاڑھی تو اب جا ڈوبکر

اے جو تجکو شرم ڈاڑھی کی نہین
ذات تیری ایک کاڑی کی نہین
دلمین جبتک نفس اور شیطان ہے
تجکو وہ فرعون اور ہامان ہے

گر تجھے موسیٰ مثل ہے زور و تاب
جا پکڑ فرعون کی ڈاڑھی شتاب
شاک نکو فرعون کا کچھ دلمین دھر
جوڑ کر ڈاڑھی سے ڈاڑھی جنگ کر

کر نکو ڈاڑھی کی پروا اے عزیز
گر تجھے ہے دین کی فکر و تمیز
دین کے رستے مین ہے فرزانہ وہ
جو رکھے نا ریش خاطر شانہ وہ

سوال کردن مرغ نوزدہم [۱۹] بہدہد

پس کیا انیسوان پنچھی سوال
کیون سفر مین جیو رکھا جاوے سنبھال
رہنمائی کر مجھے اسبات کی
تا ہمت ہووے مجھے تجھ سبات کی

بول ایسی بات مجھسے تو ضرور
جس سے آسان ہووے مجھپر راہ دور
دلکو دو نہین کسطرح کی جمعیت
تاکہ ہووے تفرقہ سے انسیت

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ دلکو شاد رکھ
طبع کو وسواس سے آزاد رکھ
یاد حق سے رکھ تو اپنے دلکو شاد
جب بسر جاوے تو کر تو اسکو یاد

شادی بیان ہے مردان کی سہی ہے — زندگی چرخ گردان اُس سے ہے
تو بھی اب شادی سے دایم زندہ رہ — شوق میں جو آئی مان گزندہ رہ
اس سے بہتر کیا ہوویگا ایقان — ہو دیگا نہ جسے کہ ہم شاد مان

حکایت وعظ گفتن عزیزے بخلق خدا

گریا کہا ہے خوب کوئی صاحب نفس — شاد ہو تمین یاد سے ستر برس
جب مجھے رب سار کا ہیگا وغنی — پاک مطلق نام جسکا ہے غنی
تجکو یہ غفلت کی سر پر ہوا ہے — خلق کے عیبوں میں تو مشغول ہے
کب تجھے یاد آویگا پروردگار — تا خوشی سے گذرے تجکو روزگار
عیب جوئی سے اول آزاد ہو — بس خدا کی یاد سے دل شاد ہو
عیب تلک ہے چشم تیری عیب بین — اس طرح تو ہو سکیگا غیب بین
عیب بین لوگوں تک نہیں شگوفہ گاف — عیب کو اپنے رکھا ہے کر غلاف
گر تو اپنے عیب سے مشغول ہوے — گرچہ تو معیوب ہے مقبول ہوئے

حکایت بدمستے بخود دگر مست

ہو گیا تھا مست کوئی پی کر شراب — کر لیا تھا حال کو اپنے خراب
دیکھکر بدمست اُسکو ہوشیار — باندھ مشکیں لیچلا یہ اپنے ٹھار
ناگہاں مست دگر آیا نظر — بڑبڑاتا اور کرتا شور و شر
مست آکر دیکھکر اُس مست کو — یک بیک بولا کہ ہے بدمست تو
دو پیالے کم پئے ہوتے مگر — تو بھی رہتا مجھ سری کا باخبر
نہیں ہیگا نے عیب پر تیری نین — دیکھتا کیوں نہیں بس عیبوں کے تین
عیب بین ہی تو جانک عاشق نہیں — عاشقی کے کام کا تو نہیں
عشق سے گر تجکو ہوتی کچھ خبر — اُسکے ہوتے عیب سب تجھپر ہنر

حکایت کسے عاشق شدن بزن سفید رو

کوئی جوان شیر صورت نامور — ناگہاں عاشق ہوا کسی نار پر
از قضا اُس نار کے ابرو کنار — ایک ذرہ تھی سفیدی آشکار
اس غرض بیسے جوان تھا بیخبر — گرچہ دایم زن پہ تھی اُسکی نظر
عشق سے جو کوئی ہتا ہے نزار — کب نظر آتا ہے اُسکو عیب یار
بعد مدت کے ہوا وہ عشق سرد — رنج سے پایا خلاصی شیر مرد
نظر میں آئی سفیدی نار کی — بعد ازاں پوچھا کہ اے ن یار کی
آنکھ پر تیری سفیدی آئی کب — وہ کہی تیرا ہوا کم عشق جب
عشق میں تیرا ہوا نقصان جون — عیب پیدا ہو کے آیا مجکو یون
ہے جو غفلت ناگہ تیری [illegible] — دیکھ اپنے عیب تو اے مرد کور
عیب کب لگ خلق کو دیکھیگا تو — دیکھے اپنے کو تو سمجھے عیب کو
عیب تیرے تجھے نظر آوینگے جب — عیب لوگوں کے نظر میں آوین کب

حکایت دیگر براین حکایت

مارتا تھا محتسب کس مست کو — مست نے بولا کہ اے بدمست تو
مفت کے کھا کھا کے سب ٹکڑے حرام — تجکو مغروری کی مستی ہے تمام

مست تر مجھسے زیادہ تو ہے / نین وے مستی تری دستی کسے
مجھپہ ناحق تو زبردستی نہ کر / مستی اپنی دیکھہ بدمستی نہ کر

سوال کردن مرغ بستم بہ ہدہد

بیسواں پنکھی کہا اسے رہنما / میں اگر پہونچا تو مانگوں شے سو کیا
فضل جب میرے پہ ہو درگاہ سے / میں سمجھتا کیا منگوں میں شاہ سے
چیز جو خوبی کی ہو سو مجکو بول / تا منگوں میں شاہ سے ان دل کو کھول

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ اے نادان تجھے / اولا تو کیا رہا ارمان تجھے
کیا ہو ویگا اس سے بہتر کوئی شے / دو جہاں کا آرزو تو وہ ہی ہے
جسکو وہ پایا سو سب پایا کنے / تو بھی جا مانگنے اسے اسکے کنے
جب وہ صاحب آشنا تیرا ہوا / تو سمجھ لے دو جہاں تیرا ہوا

حکایت شیخ بو علی رحمۃ اللہ علیہ

رود باری بو علی مرتے بزان / بات یہ کیا خوب بولے میں تد ہاں
چو لگن کے مجھپہ کھولی ہیں کواڑ / بہشت میں مسند بچھی ہے ہنزار
قدسیاں دیتے ہیں مجکو یوں ندا / جلد آ اے عاشق حق جلد آ
شکر کر شادی کناں اے بو علی / جو نہیں پایا مکاں یوں کوئی لی
گرچہ یہ ہے سب عطا مجکو ولے / جیو میرا بات کسپر نا ڈھلے
میں تو گو کچھ چیز سے کتہ نہیں / یہ عطا مجکو ہوا تو غم نہیں
عشق ہیہ ہے جیو میرا اب گذشت / میں نہ دوزخ مانگتا ہوں نا بہشت
میں تجھے منگتا ہوں اے پروردگار / عشق سے تیرے میرا ہے کاروبار
تو جو امیر تو سب کچھ ہے مجھے / دین اور دنیا میں اتنا بس مجھے
آرزو میری جو کچھ ہی ہے سو توں / نا ہے مطلب دین اور نا کفر سوں
تجھسے مقصد ہے مرا ہر دو جہاں / یہ جہاں ہو یا مجکو وہ جہاں
جیو مرا حاضر ہے لیویگا تو لے / مت جا اگر آپسے مجکو ولے

حکایت حضرت داؤد علیہ السلام

حق کہا یوں حضرت داؤد کو / یوں میرے بندوں کو جا کر دل تو
گر نہ میں دوزخ بناتا نا بہشت / بندگی میری انہی تمنا کو زشت
گر نہ میں پیدا جو کرتا نار و نور / کیا عبادت میں انہے کرتے فتور
گر نہ ہوتا خوف میرا اور رجا / کیا نہ لاتے بندگی میری بجا
ہے روا اسکو جو مجھ سجدہ کریں / صدق سی میری عبادت سب کریں
بول بندوں کو جو بیچے سب ہاتھہ / بندگی میری کریں دل جان ساتھہ
ہے جو کچھ دو جگ منے میرے سوائے / ذرہ ذرہ توڑ کر سب کو جلائے
جب وہ سب جل بلکے ہو جاوے بھسم / نا رہے اسمیں رتی کچھ بیش و کم
بس جسم کو بھی اڑا دیوے تمام / تا کہ حاصل ہووے قرب کا مقام
جسکو دنیا ہے بہشت اور حور وہ / اسکو لکھتا ہے ابھی سے دور وہ

حکایت سلطان محمود کہ ایاز را سلطنت بخشیدہ بود

برد دیتا سلطان غزنی کا ایاز
شاہ نے اسکو کیا یون سرفراز

بادشاہی تخت و افسر سب دیا
ملک و کشور لاو لشکر سب دیا

پس کہا جا تخت پر بیٹھ اے ایاز
ملک کو دے قول لشکر کو نواز

خلق و عالم شاہ کا دیکھ رنگ
ہو گئے حیرت سے اپنے دل مین دنگ

پس لگے کرنے وہ آپس آپ بات
نہین کیا کوئی شاہ یون بندے سنگات

لیکن اس ساعت ایاز ہوشیار
پھوڑ کر سینہ لگا رونے کو زار

پس کہے لوگان کہ دیوانہ ہے تو
یا اپس کے نشہ سے بیگانہ ہے تو

بادشاہی آئی ہے جب تجکو یون
شکر کر اور شاد ہو روتا ہے کیون

پس ایاز حالی دیا انکو جواب
ہو تمہین سب غافلان از رہ صواب

نہین سمجھتے تم کہ شاہ کامگار
مجکو اپنے قرب سے کرتا ہے بہال

کام فرماتا ہے مجکو بادشاہ
جو رہوں مین دور مشغول سپاہ

ہین سو مطلق کسو تشبیع رضی نہین
جو ہے سلطان کہین اور دین کہین

مجکو تخت و تاج سے دور کار نہین
بادشاہی مجکو جز دیدار نہین

مین نہ رہ سکتا ہوں اس بن یک نفس
بادشاہی کی نہین مجکو ہوس

سیکھلے اے مرد طالب یا ایاز
بندگی یہ ہے جو کرتا تھا ایاز

جب تلک مین تجکو ہمت کا کمال
وصل کی دولت ہونا تجکو محال

جنت و دوزخ پہ ہے جب لگ نظر
نہین تجھے اس بات کی ہرگز خبر

جب گذر کر جائیگا دونون سے تو
صبح دولت تجکو دکھلاویگی رو

مرد ہے جو چھوڑ دے دونون سبھی
دل نکو رکھے اسپہ بھی اور اسپہ بھی

چھوڑ دے دونون سے جو ہوئے فرد
گر ہے عورت تو کہینگے اسکو مرد

مناجات بی بی رابعہ در جناب باری تعالی کردن

رابعہ بولی کہ اے دانائے راز
دشمنوں کو دیکے یہ دنیا نواز

نادنی نا آخرت چاہے مجھے
گر تو میرا ہے تو کیا غم ہے مجھے

گرد عالم پر کرون کوری نظر
جانتی ہون اس نظر کو کفر کر

بت ہے تیری راہ کا اسکے سوائے
کفر ہو گر جی کو بھی خاطر مین لائے

دوستوں کو آخرت سب دے تمام
مین تو ہون بیزار دونوں سے مدام

ہرگز ان دونوں سے مین پرغم نہین
گر تو ہے مجھ مہربان تو غم نہین

جسکو وہ رب ہے تو سب کچھ ہے آے
دو جہان مین ذوق و رنگ ہے آے

حکایت سلطان محمود غزنوی وظفر یافتن بر سومنات در پٹن

شہر سورٹھ پر چو شاہ غزنوی
جبکہ پائے غیب سے فتح قوی

ہندوؤں کا بت جو تھا وہ سومنات
از قضا آیا مگر سلطان کے ہات

جمع ہوکر ہندوان آنے لگے
زان برابر بت کے زر دینے لگے

بادشہ نے زر پہ نا رکھکر نظر
بت کو فرمایا کہ ڈالین پھوڑ کر

پس کہے لوگان کہ زر لینا تھا
لشکری کو بانٹ کر دینا اتھا

شاہ بولا مجکو یہ ڈر ہے بڑا
جو مجھے آذر برابر کر کھڑا

حشر مین آواز دیویگا سرش
جو وہ بت گر ہے تو یہ ہے بت فروش

بعد ازان اس بت کو ڈالے توڑ کر
اٹھ من اس سے نکل آئے گہر

جب سنا ہے تو وہ آواز الست
مت بلی کہنے سے کر کوتاہ دست

جو اول سے تجکو وہ اقرار ہے
اب تجھے کس بات سے انکار ہے

جو بندھا ہے عہد تو میثاق میں
مست بسر جا اسکو رکھ کر طاق میں
جو اول کیا ہے تو اقرار الست
گر نہ تو آخر کو انکار الست

حکایت

جبکہ شاہ غزنوی کر قصد جنگ
ہند کو لڑنے چلا ہندو انکے سنگ
دیکھکر لشکر انھوں کا بیشمار
دلمیں وہ بولا کہ اے پروردگار

گر میں اس لشکر پہ پایا ہوں ظفر
جو غنیمت آئیگی سو سر بسر
سب لٹا دونگا فقیروں کو تمام
ایک جو اپنے پہ سمجھونگا حرام

عاقبت کو فتح پایا شہریار
ہاتھ آئی جو غنیمت بے شمار
جو کرے اس پر نظر حکمت شناس
چل سکے نا ایک غنیمت پہ قیاس

اسو ضع بیحد غنیمت پائے جب
ہندوان سارے ہزیمت پائے تب
شاہ فرمایا کہ یہ سب مال و زر
ترت درویشانکو دوہیں بانٹکر

تاکہ ہووے نذر کی میری وفا
نہیں زیان اسبات میں غیر از نفا
بس کہے لوگان کہ یہ سب مال و زر
کیا کرینگے یہ گدایان بے خبر

یا سپاہ کو دے جو آوے تیرے کام
یا خزانے میں جتن کر رکھ تمام
شاہ تو یہ بات سن حیران رہا
فکر و اندیشے میں سرگردان رہا

از قضا لشکر میں اک دیوانہ تھا
لیکن وہ اپنے مکان فرزانہ تھا
شاہ نے اسکو نظر کر دور سون
دل منے بولا کہ اے محمود تون

ساتھ اس مجذوب کے کر مصلحت
جو کہیگا بیغرض ہو تجھسے بات
بس دیوانے کو بلا شاہ جہان
کھول کر اپنا کہا راز نہان

تب کہا دیوانہ سن ای بادشاہ
یہ سوارا کار تیرا ہے الہ
بار دیگر گر تجھے ہو اس سے کام
بانٹ دے سارا فقیروں کو تمام

جسنے یہ نصرت دیا ہے تجکو آج
اسکو سب معلوم ہے تیرا مزاج
بعد ازان محمود نے وہ مال سب
کل فقیروں کو دیا درحال تب

سوال کردن مرغ بست و یکم [۲۱]

بعد ازان آیا پنکھی اکیسوان
بس کہا ای پیشوائے رہروان
کیا ہے لائق چیز اس درگاہ کے
جو لیجاویں ہم نذر اس شاہ کے

دست خالی نہیں روا جانا وہان
تحفہ لازم ہے کہ لیجانا وہان

جواب دادن ہدہد اورا

بس کہا ہدہد کہ یہ بولا عجبا
جو نہیں کچھ وہاں سو تو یہاں سے لجا
جو لجاویگا یہاں سے وہ ہے سب
زیرکرمان کو لجانا کیا سبب

علم ہے وہاں حکمت اسرار ہے
طاعت روحانیان بسیار ہے
کیا نہیں ہو بون تجھے میں اے فلان
عاجزی اور درد دل اور سوز جان

گر تو لیجاوے تو یہ مقبول ہے
شاہ کن یہ تحفہ معقول ہے
گر کرے تو درد دل سے ایک آہ
کوئی اسکے جائیگا تا پیشگاہ

خاص جاگہ آہ کی ہے مغز جان
پوست اسکا کیا ہی نفس بدگمان
باہر آوے آہ گر جاگہ سے خاص
رنج و غم سے کرتے ہیں میں خلاص

حکایت در زندان فرستادن زلیخا یوسف را و ضرب زدن بر او

جب زلیخا طبیعت بیداد سے آئے
تربت یوسف کو نہ دینا نہ ڈلائے

پس غلاموں سے طلب کر اک غلام
حکم فرمانے کہ اے با اہتمام

مار تو یوسف کو لکڑیاں چار پانچ
تا صدا آوے مجھے مانند طاس

تب وہ بیچارہ غلام نرم دل
دیکھ یوسف کو ہوا دل میں خجل

ناگہاں چمڑا کہیں آیا نظر
مارنے چمڑے کو لاگا کھینچکر

جب لگیں لکڑیاں اُٹھی یوسف پکار
تب زلیخا اُسکو بولی اور مار

پس کہا آخر کو یوسف سے غلام
میں تجھے کہتا ہوں سن اے نیکنام

گر نہ دیکھیگی زلیخا تجھپہ داغ
ہووے گی سلطان مرے پر بد دماغ

ہاتھ اُٹھا کر دلکو کھٹکر ایک بار
مارتا ہوں ایک لکڑی استوار

گرچہ ہے تجھ نازنین تن پر زیان
ہے وے لے تجھپر نشان مجھکو امان

پس آ چلے ہاتھ یوسف مبتلا
دکھ اُٹھا سا تون لگیں پر کھلبلا

جبکہ مارا کھینچکر اک ہاتھ او
آہ یوسف نے کی یک غمناک ہو

تب زلیخا نے کہا وہ سنکے آہ
بس ہوئی میں اب یہ سنکر ایک آہ

سب انھیں نا چیز دے آہاں تمام
آہ نے اس بار گی کر دیا ہے کام

گرچہ بیٹھی خلق کر سارے غمیں
آہ اک ماتم زدے کی کر نگیں

گر تجھے بھی دل کے اندر درد ہے
سیپ میں گر کے مثل جوان فرد ہے

عشق کا جس دل میں ہے تاب و تب
کب خوشی اُسکو رہیگی روز و شب

حکایت یکے غلام کہ از دنیا دست شستہ بود

کوئی صاحب کا تھا ایک زنگی غلام
دھو لیا وہ ہاتھ دنیا سے تمام

رات ساری وہ غلام پاکباز
صبح تک کرتا تھا دایم وہ نماز

تا کہا صاحب کہ اے مرد خدا
جب تو جاگیگا مجھے بھی دے جگا

بھی وضو کرکے کروں تجھ سنگ نماز
پس جواب اُسکو دیا یوں پاکباز

نار جنتے وقت پیٹر اکھائے جب
وہ جگاؤ کہئے تو مجھ کیا عجب

اے دھنی گر تجکو ہوگا درد دین
آپسے تو آپ جاگیگا یقین

جب جگاویگا تجھے بھی اور کوئی
وہ عبادت اُسکی ہے تیری نہ ہوئی

جسکے دلمیں دین کا کچھ درد نہیں
سر پہ اُنکے خاک باد او مرد دین

درد سے ہی اصل میں جسکی سرشت
محو اُسکے آگے ہے دوزخ بہشت

حکایت بوعلی طوسی را خبر دادن از بہشت و دوزخ

بوعلی طوسی کہ پیر عہد تھے
دین کو رستے میں صاحب جہد تھے

جس مکاں پر وہ رکھے ہونگے قدم
وہاں تلک پہونچا ہوویگا اور کم

وہ کئے ہیں ذکر یوں اُستاد کا
حال میں اپنے بیان ارشاد کا

جو بیاست اہل دوزخ زار زار
اہل جنت سے پوچھینگے آشکار

کیا تمہارا حال ہے جنت منے
کیا خوشی اور کیوں ہو تم راحت منے

تب کہینگے بہشتی سن یہ سو ضع
ہے نہ اب جنت میں خوبی کسو ضع

جب سے دیکھے ہیں جمال لایزال
تا ہے جنت میں خوبی کس کمال

جب نظر آیا جمال تابدار
ہوگیا تب سات جنت میں اندھار

اہل جنت یوں کہینگے دن حساب
اہل دوزخ پھیر کے دیوینگے جواب

اے تمہیں جنت سے بھی پروا کرو
دیکھکر اُسکے جمال پاک کو

آگ کی ہمکو نہین حسرت ہنوز | ایک دوزخ ہین نہین ہے انکو سوز
آگ حسرت کی جہان سے کاز کر | [illegible]

جسکو اسکے دید کی حسرت ہوئی | کیا ہے اس آگ کی غیرت ہوئی
زخم دلکو آہ حسرت ہے ضرور | رنج کی اندت کو [illegible]

گر ترا اس تھار دل مجروح ہے | محرم اسرار ذوق روح ہے
گر ترا زخمی ہے دل تو دم نکار | داغ حسرت زخم پر کر استوار

سوال مرغ بیست و دوم ۲۲

پس کیا بائیسوان پنچھی سوال | راہ کی سختی نہایت ہے کمال
بولنا ہمکو تو اے دانا رسول | یہان سے کتنی فرسنگ ہے درگاہ ول

جواب دادن ہدہد

پس کہا ہدہد نے سن پنچھی سنگات | راہ مین پچھنا ہی تو وادی ہے سات
جو فرشتون کو نہین معلوم لیک | کوئی وہان سے جا کے پھر آیا نہ ایک

جو گیا ہے وہ کہا ہے وہان اٹک | پھر نہین آیا ہے کوئی پیچھے پھٹک
ہے اول وادی طلب کی سخت تنگ | عشق کی وادی ہے دوسری [illegible]

معرفت کی تیسری وادی پہچان | وادی استغنا کی چوتھی ای سجان
پانچوین توحید کی وادی ہے پاک | ہے چھٹی حیرت کی [illegible]

ساتوین ہے وادی فقر و فنا | اس سے آگے رہ نہین سوچ کہا کیا
وہان کسو کا نار ہے سکو دوش | گم ہے [illegible]

حکایت وادی طلب

جب تو وادی مین طلب کی آئیگا | دم بدم ہر ہر قدم دکھ پائیگا
ہر گھڑی پیش آئینگی سو سو بلا | آسمان اس سوز کا ہے اک جلا

کام ہر کوشش یہان کے سربسر | رہے سدا کوشش منے ساری عمر
مال کا یہان ترک کرنا ہے ضرور | ملک اپنا چھوڑ کر جانا ہے دور

لہو پانی کرکے کھلاتا ہے یہان | جیو کو رنج و درد مین پاتا ہی یہان
سب علایق سی تو لیتے دلکو توڑ | جب تیر پیا ہے [illegible] چھوڑ

جب گنوا دیگا اپس کی سب صفات | تب دکھاویگا تجھے وہ نور ذات
ہوویگا جب دل پہ وہ نور آشکار | یک طلب سی ہوویگے چندین ہزار

گر اگن کا گھاٹ تیرے آئے آڑ | یا بلا کا آپڑے تجھپر پہاڑ
جا پڑیگا تو سو پروانہ نمن | شوق سے ناچیگا دیوانہ نمن

محو مشتاقون نمن ہو جائیگا | جرعہ ساقی پاس لینے آئیگا
شوق سے جب ہوویگا تو جرعہ نوش | نا رہیگا دو جہانکا تجکو ہوش

غرق دریا مین رہیگا خشک لب | سر جانان کو کریگا جو طلب
جب ترا جیو آرزو سر کی کرے | اژدہا سے بھانت انسے نا ڈرے

کفر اور ایمان اگر در پیش لائے | سر پہ لیویگا جو کوئی بات پائے
راہ پکڑے ہر کہان ہی کفر و دین | وہان تو نا ہے یہ نہ وہ ہے ای امین

حکایت حضرت عمرو ابن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ

عمرو عثمان تھے مکے کی رفیق | یون لکھے ہے گنج نامہ طریق
جو منگے دینے بدل خوش جان پاک | قالب آدم کو جو تھا آب و خاک

پس کہا یہ جیو بھرن تن کر اندر | جو فرشتوں کو ہوا اس سے خبر
حکم فرمایا فرشتوں کو تمام | تا کرین آدمؑ کو سجدہ والسلام

پس فرشتون نے رکھے سر زمین | اس سبب سر کو کوئی دیکھا نہین
پر جو تھا ابلیس لایا دل مین یون | یہان نہین کوئی دیکھتا سجدہ کیون

مین کرون آدمؑ کو سجدہ کس سبب | کیون نہ دیکھون سر حق آنکھون سین اب
جانتا ہو نہین کہ آدمؑ خاک ہے | سو وہ الحق سر خبیری پاک ہے

دیکھو بارے سر کو وہ ہے سو کیا | گر خدا کاٹے مرے سر کو تو کیا
جو نہ تھا ابلیس کا سر خاک پر | سر مولا کو نہ دیکھا بھر نظر

پس کہا حق نے کہ اے جاسوس راہ | تو کیا ہے اب سو مولا پر نگاہ
گنج پنہان تھا سو تو دیکھا عیان | تجکو مارون تا نہ بولے در جہان

بادشاہ جب گنج رکھتے ہین کہین | مارتے ہین کھن ہاریکو وہین
تو سو میرا گنج دیکھا آشکار | سر کٹانا تو کیا حال اختیار

پس کہا ابلیس دی مہلت مجھے | جو کیا ہون یہ عبادت بھی تجھے
تب کہا حق تجکو مہلت ہے ولے | طوق لعنت پاؤ گا تیرے گلے

جو کیا ہے اس وضع بدبختی | دور ہو جو ہے تو میرا لعنتی
پس کہا ابلیس کاے پروردگار | گر جو کچھ کرتا ہے تیرا اختیار

لعن بھی تیری ہے رحمت بھی تیری | جو تو دیوے مجکو سو قسمت مری
مجکو تو لعنت سی تیری باک نین | زہر بھی ہوتا کہ سب تریاک نین

تھا شتی ہے خلق جس لعنت سی اب | مین اسے لیتا ہون سر پر باادب
گرد عالم کو کیا ہون مین قبول | بس بندھا ہون لعنتی مین پر فضول

آدمی کو اسوجہ ہوتا طلب | نین تو دعوی اس سر چھوٹا ہے سب
ڈھونڈھتا ہے تو مگر پاتا نہین | کیا او گم ہے گم طلب ہے تجھ یقین

حکایت شیخ شبلی بوقت سفر کردن از دنیا

جب کہ مرنے وقت شبلی بیقرار | موند ھکر چشمان و دل سے سوز زار
جانوا اپنے گلے مین باندھکر | خاک پر گرتے تھے ہو کر بے خبر

اشک سے کب خاک تر کرتے تھے وے | خاک سر پر لے کبھی دھرتے تھے وے
کوئی پوچھا اے شیخ اس حالت منے | جانوا ڈالا ہے کوئی دنیا منے

شیخ بولے کیا کرون جلتا ہے جان | آگ سے غیرت کے باطل مین نہان
جب کہا ابلیس کو حق لعنتی | حرف مین کا جب نکالا دل سنتی

مجکو اس نسبت سی غیرت ہے تمام | آگ مین جلتا ہون اس سی صبح و شام
لفظ لعنت گرچہ ہے محض غضب | حرف مین مین کے لطیفہ ہے عجب

طالب صادق نہین تو اے عزیز | سنگ گوہر مین ہے گر تجکو تمیز
گر تجھے گوہر ہے پیارا سنگ رد | صدق دعوی بن طلب کر پاے کد

سنگ گوہر کو سمجھتا ہے خطا | وہ جو کچھ بخشے سو تجکو ہے عطا
گر تجھے معشوق مارے لے تبر | خوب ہے اسکو جو کوئی بوے گہر

مرد کو ہوتا طلب اور انتظار | تا کرے جیو دم بدم رہ پر نثار
تا رہے یک تل طلب کو چھوڑ کر | تا رکھے آسودگی پر کب نظر

ایک تل ہووے طلب سے گر جدا | ہے وہ مرتد مین اسے راہ ہدا

حکایت مجنون کہ لطیفہ شدن

از قضا کوئی راہ مین جب سنا نگاہ ۔ چھانتے مجنون کو دیکھا خاک راہ ۔ پس پوچھا مجنونکو ڈھونڈھتا ہی تو کیا ۔ ڈھونڈھتا لیلی کو ہون بولکر کہا

ہنسکے بولا کیون تو ہوتا ہی ہلاک ۔ خاک مین کان پائیگا وہ دُرِّ پاک ۔ پس کہا مجنون کہ ڈھونڈھتا ہون مگر ۔ کہین بُت لیلی ملے مجکو کنسر

حکایت شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

یوسف ہمدانی امام روزگار ۔ صاحب اسرار و شیخ نامدار ۔ کیا کہے مین وہ زمین سی تا گگن ۔ گر تو دیکھے کھولکر اپنے نین

ہی سبھی ہر روز یعقوب دگر ۔ پوچھتا ہی اپنے یوسف کی خبر ۔ درد ہو نا مرد کو وا انتظار ۔ صرف ان دونون مین کرنا روزگار

گر نہین دونون بھی تجکو تو بھی تو ۔ ڈھونڈھتا رہ شوق سی اسرار کو ۔ صبر لازم ہی طلب مین مرد کو ۔ کان ہی لیکن صبر اہل درد کو

صبر کرنا ہی تجھے یہان خواہ مخواہ ۔ پائیگا اسسے تو بھی یک روز راہ ۔ جیونکہ ناکسے پیٹ سی چھوٹا بچا ۔ ہو الیس کا آپ پیتا ہے کچا

تو بھی باطن مین اپسکے رہ وہین ۔ خون دل کھا رنج و غم کو سہہ وہین ۔ سالکونکے دلمین ہی منزل مقام ۔ یا رجائی سے نہین کب اُنکو کام

تو بھی ہو پی صبر کر مردون نمن ۔ تاکہ حاصل ہووے مطلق وہ سجن

حکایت سلطان محمود غزنوی و خاک بیز

ایک دن جاتا تھا کہین محمود نیز ۔ راہ مین اُسکو ملا اک خاک بیز ۔ وہ کیا تھا جا بجا مٹی کے گنج ۔ کسب مین مشغول تھا با سعی و رنج

شاہ کے دلمین جو کچھ آیا خیال ۔ جب چلا مٹی مین بازو بند ڈال ۔ شہ جو آیا پھر کے وہان بار دگر ۔ جون اٹھایا ون خاک بیز آیا نظر

بس کہا اے خاک بیز تو بولہوس ۔ کل جو پایا تو سو مین تجکو ہی بس ۔ کیا سبب یہ چھینتا ہے درد و رنج ۔ سات کرسی کو تری بس ہو وہ گنج

پس کہا یون خاک بیز اے بادشاہ ۔ خاک سے پایا ہو مین اقبال و جاہ ۔ خاک نے مجکو کیا ہے سرفراز ۔ خاک سے کیونکر تو مین بے نیاز

خاک سے پایا ہو مین اپنی طلب ۔ خاک سے ہے آس میری روز و شب ۔ مرد ہو رہ تا کہ یہ در ہووے باز ۔ مت چھپا سر تاکہ ہووے سرفراز

تو طلب مین رہ سدا اے مستمند ۔ بند نہین دروازہ یہ ہین نہین بند

نکتہ دانی

بولتا تھا کوئی بیخود اے الٰہ ۔ کھول دے دروازہ اور دے مجکو راہ ۔ رابعہ وہان روز یک بولی مگر ۔ بند تھا دروازہ کب اے بے خبر

ہے یہ دروازہ کھلا لیکن تو آ ۔ مانگ لے جو مانگتا ہے اے گدا

حقیقت عشق

بعد ازان ہے عشق کی وادی کٹھن ۔ اُسکو طاقت ہو وہان لگ جاوے چل ۔ آگ کے دریا ہین اور غم کے پہاڑ ۔ درمیان آتے ہین کئی کئی جھاڑ آڑ

عاقبت اندیش کو وہان کام نین ۔ ایک ذرہ جیو کو وہان آرام نین ۔ جائے وہان تک چلکے وہ مرد نہنگ ۔ جسکو عالم کا نہووے نام و ننگ

وہ بجانے کفر کیا اور کیا دین / وہ نہ سمجھے شک نہ پہچانے یقین
جا پڑے اڑ کر اگن مین جون ستی / نار کیسے کچھ نہو کی پروا ایک رتی

نیک و بد اور سب اسے یکسان ہے / عشق جب آوے تو یہہ کان ہے
کھیلتا ہے عشق کا جو کوئی قمار / نقد سین ایک دم دیتا ہے ہار

عشق آتش عقل ہے جون دود سے / عشق آگے عقل سب نابود ہے
عقل مایہ عشق کو دیوے سو کھوئے / عشق کے غم سے خلاصی کیونکہ ہوے

جو ترے تن کو کئے تک نین غبار / یہ مقرر دلکشا کیون ہو طیار
دیکھ اصل عشق کیا ہے اے گدا / کر دیا ہے غیب مین انکھیان خدا

غیب کے انکھیان جو تجھپر باز ہوئے / ذرہ ذرہ سب تجھے ہمراز ہوئے
عقل کی انکھیون نسے دیکھیگا اگر / نادیے گا عشق تجکو بال و پر

عشق کو درکار ہے یہان مرد کار / تار کھے دل کو اپنے استوار
تا تو مرد کار نا عاشق ہوا / عاشقی کے کسو ضبع لایق ہوا

زندہ دل کو کام ہے یہہ ناروا / تا کرے ہر دم ایسی کا جینا شمار

حکایت عاشق و معشوق گوید

ہے دکھن مین قصبہ اک نوشہ نگر / جو ندی گنگا سے ہے نزدیک تر
اسمین رہتے تھے کوئی شخص دو / خوبصورت پاک سیرت نیک خو

ایک کو بیٹا تھا جون روشن گہر / ایک کو بیٹی تھی سندر جون چندر
از قضا وہ چھوٹپن کی سن سنے / وہ بچے تھے درس مین ملا کنے

ناگہان محبت ہوئی دونون منے / آپھنسے سے عشق کے پھندے منے
عاشقی جانی ہوئی آپس سے ایک / بار پہچانی ہوئی آپس ہے ایک

پس کئے قول و قرار آپس مین صفت / جو نہو ہین ایک کسکے بعد جفت
گل کھلے اس بات مین جب ناگہان / بات پائے کین سندر کے باپ مان

شرم سے دونو نمین لا ڈالے حجاب / پس ہوئے حسرت دیے دونون جل کباب
جب نہین اسکی سدھ مین آتے تد / کین کئے ما باپ اسکے نامزد

بعد کئی روز کے شادی کے کاج / ہوگئی دلہین سندر آتش مزاج
آگ کی حسرت اٹھی دل سے بھڑک / جان جگر جلنے لگے غم سے تڑک

پس کہی دل سے کہ ایدل کیا علاج / نین خلاصی مجکو جیو دینے کے باج
اس طرح وعدہ نبھاؤن یار کا / کیون رکھون خاطر اپس دلدار کا

اے فلک یہ کیا جفا کیا جور ہے / ہائے یہ کیسا ستم کا طور ہے
وہ سو اپنے دل منے یون زار زار / لوگ نوشادی منے سب کامگار

جمع بیبیان گھر منے باہر مرد / شاد و خرم تھے سبھی زن و مرد
جا بجا مسند بچھانے تھے تمام / بیٹھنی تھین باہر سو بیٹھ دیگین تمام

تب تلک شب گشت نوشہ پھیر کر / آکے پہونچا دھوم سے دلہن کے گھر
لوگ نوشے کے آگئے پیشوا / بیبیان ہو مین چھپو دلہن کو جدا

کوئی رہا نین اس منجے خانہ منجھار / تب سمجھکر وقت فرصت کا نگار
کوٹھری کا قفل سے در بند کر / پس کہی دل سے کہ ایدل کیا جگر

وقت ہمت کا ہے کر ہمت چال / کر مددگاری مجھے تو لے سنبھال
ایدل اب یہہ جیو تجھے کیا کام آئے / جیو بیگانہ تن کو میرے ہاتھ لائے

اس سے آگئے زندگی مین نین نفا / حیف ہے عاشق کہے گر بیوفا
پس اپسکے تیل سے کپڑے بھگا / آگ دینی شمع کے نزدیک جا

ہو گئی یک پل منہ جل بل کر راکھ / غم سے عالم ہو رہا سب دردناک
از قضا عاشق بھی اس غلغال میں / تھا اگر اپنے پریشان حال میں
دیکھکر جو بیچ بن میں لگ گئی انگار / جا پڑا اک آہ کر بے اختیار
ہو گیا اک پل منے وہ بھی فنا / جا ملا اُس آشنا سے آشنا
عاشقاں تو یوں فدا کرتے ہیں جان / تو کہاں اور تجکو یہ ہمت کہاں

حکایت عاشق شدن گدا بر ایاز

کوئی گدا پیدا ہوا عاشق ایاز / ہو گیا سارے جہاں میں فاش راز
باہر آیا جب ایاز شہسوار / دوڑتا آگے یہ جاتا خاکسار
جس طرف جاتا تھا وہ گھوڑا دوڑا / یونہی ہوتا اُسکے آگے وہ گدا
کوئی کہا محمود کو جا کر مگر / ہے گدا عاشق ایاز خاص پر
دوسرے دن کو ہوا سلطان سوار / ساتھ اُسکے وہ ایاز کامگار
وہ گدا عاشق بھی تب ہمراہ ہو / دوڑتا تھا خوش خوش آگے پیش رو
بادشاہ نے جو کیا اس پر نظر / دس کے آیا عاشق بے پا و سر
بیٹ چوگان سر سے چوگان کا پٹا / دوڑتا تھا جو کہ میدان کا پٹا
پس بلا اسکو کہا اے شریک / کیا تو ہونے چاہتا میرا شریک
پس کہا درویش نے اے بادشاہ / عشقبازی کو گدا کیا بادشاہ
بلکہ ہے عشق گدا اس سے زیاد / جو گدا سے عشق رکھتا ہے سواد
نہیں ہے اب سر راہ میں یہ شک / مفلسی سے عشق پایا ہے نمک
عشق تیرا تو ہوا دولت کے زور / عشق میرا رنج اور محنت کی رو
وصل کا سامان حاصل ہے تجھے / صبر کان ہے ہجر در دل ہے مجھے
چھوڑ دے یہ وصل کا سب کر و فر / ہجر میں آ صبر کر مرد ہے اگر
پس کہا شہ کیا سبب ہے بکر کو چھوڑ / گوئے دو چوگان سے جا کر لگتا ہے جوڑ
تب گدا بولا کہ اے شاہ جہان / کوئی بھی ہے مجھ سری کا سر گران
میں بھی اور یہ گوئی بھی دونوں جنے / ہیں ہمیشہ یار کے چوگان منے
ہے ہمیں ہر ایک یوں سرگشتہ تر / اسکو میری مجکو اسکی ہے خبر
لیکن اتنا فرق ہے بے گفتگو / نزد اُسکے نعل بوسے کیونکہ ہوئے
گرچہ ہیں دونوں ہیں بے پاؤں سر / ہے وصلے مجکو رنج اُس سے بیشتر
زخم چوگان گرچہ تن پر کھائے گوئے / مجکو ہر دم زخم میرے جیو پہ ہوئے
گوئے کو ہیں گرچہ زخمان بیقیاس / دوڑتا ہے میٹھا اُسکے آس پاس
گوئے کو تو یہ حضوری نت دسے / یہ خوشی تو مجکو ہر دم میں دسے
گوئے کی تو مغز میں ہے بوئے وصل / لے گیا ہے مجھ سے گوئی گوئے وصل
بعد ازاں شہ نے کہا سن اے گدا / ہے گدا اور گوئی تو مفلس سدا
گر تو مفلس ہے تو لا اسکی دلیل / مفلسی کی کیا وضع کیا ہے سبیل
پس گدا بولا کہ میں مفلس نہیں / مفلسی کی صورتیں مجلس نہیں
جب تلک یہ جیو ہے میرا تن منے / ہوں نہ صادق مفلسی کے فن منے
جب کرونگا جیو جانان پر نثار / مفلسی کا ہوئیگا تب اعتبار
تو بھی اے محمود اب ہو جان فشان / جان فشانی عاقبت کا ہے نشان
بات اتنی کر کے وہ مفلس گدا / جی کیا اک پل میں جانان پر فدا
یہ تماشا دیکھکر محمود شاہ / دل منے کیسا کیا افسوس آہ
نیں جلک یہ کام تا ہر مرد کو / جانتا ہے کیا وہ عاشق درد کو

حکایت لیلی و مجنون کہ عاشق صادق بود

لوگ لیلی کے کہے مجنونکے تئین
چھوڑتے تھے نا اسپر مہمات کی تئین

بعد ازان اس جلد کو تن پر پہن
سر کو نیچے کر ہوا ذنب من

تا مین دیکھون دور سے لیلی کو جا
لے ثواب اتنا برائے کبریا

عاقبت مجنون جو پہنچا جا کو وہان
دور سے لیلی کو دیکھا ناگہان

موج کا پانی ہوا سر سے گذر
لے گیا راعی بران بہی ہانک کر

پس لگا پھرنیکو مجنون ننگ دھڑنگ
تب کہا کوئی دوست ای مجنون پہڑ ننگ

تب کہا مجنون کہ ای غمخوار دوست
نین تجھے پوشاک بہتر غیر پوست

اسمین دیکھا ہون جمال دوستکو
دوست رکھتا ہو نہین تب سی لیو کو

پوست بندھکر ہو بہرا اے مرد لچہ
سب اڑا دے یا سوی اللہ ہو جو کچھ

ایکدن جنگل مین جاکر ہو تنگ
پوست دنبہ کا لیا وہ کس منگ

پس کہا راعی کو اے صاحب شرف
ہانک دنبو مین تجھے لیلی طرف

بعد ازان یہ سخن راعی نے سنا
یون کہا مجنون نے اسنے یون کیا

ہو گیا یکبارگی بیہوش و تاب
سب نکل جاتا رہا جیسے جوش و تاب

پھار لاچمڑ کا جوتک سامنہ پہر
جوش سے ٹھنڈا پڑا سارا سر بر

تجکو جو پوشاک چاہیے سو تجھے
بولدے درحال تا لادون تجھے

پوست لاکر دے تجھے گر ہے تو دوست
یہ زر زربفت وطلا ہے یہ پوست

دل منے تیری ہے گر جہ عشق دوست
تو بھی مجنونکے مانند ڈھونڈا ہو پوست

حکایت عربے کہ از عرب در ہند آمدہ بود

کوئی عرب سے ہند مین آیا عرب
رسم و رہ وہانکا دیکھا اسنے عجب

سب جواری و شرابی داو گیر
سب لٹیرے اور چھٹورے بے نظیر

ہاتھ مین ہر ایک کے جام شراب
جا کہنا اسکا مزا کہنا نا شراب

وہ عرب بھی جا ملا انمین وہین
ستر یہان تھا اسے ستر یہین

سب لگے کہنے کو آجا اے ٹھنگ
ہو ہمارے ساتھ ملکر ایک رنگ

لیگئے یاران جو کچھ تھا اسکے پاس
نقد و زر او زن پہ تہما جو کچھ لباس

پھر گیا ملک عرب کو وہ عرب
بھیک منگتا بھوک مرتا روز و شب

چور لے گئے یا گیا کوئی لوٹ کر
کس سبب سے یون گیا تو ٹوٹکر

پس عرب کہنے لگا با درد و سوز
مین پھر تکو نمین گیا تھا ایک روز

کان گیا وہ مال و زر کان وہ لباس
کچھ نہ تھا اس بات کا مجکو قیاس

کہین ٹھگ لگا نکے گیا مجلس منے
دیکھتا ہی تو نہین کوئی کس منے

پانت پر لاہا تھہ پر دھر جاپٹ جائین
جو ادھر سے آئے سو اید ھر اڑائین

دیکھہ انکو عرب تو شیدا ہوا
شوق انکی بزم کا پیدا ہوا

وہ ٹھگان بھی عرب کو دیکھکر
مفت روزی غیب سے سمجھے مگر

لادیا اسکو بھی اک جام شراب
یہ پیا سو ہو گیا مست و خراب

جام دوسرا دیکے پھر دوسرا ٹھگ
پس اسے گھر سے نکالا ننگ دھڑنگ

پوچھنے کو آئے لوگان کیا ہوا
کان گنوایا کس وضع اپنا ردا

ہند کا جانا ہوا کیون شوم تجھ
کیا دیکھا وہان کیا ہوا معلوم تجھ

وہ کہے آ جا مجھے مین وہان گیا
اس سے آگے ہوش مجکو نہین رہا

پس کہے لوگان وہ کیسے تجھے ٹھگ
بول ہمکو تا ہو مین آن ہنگ نگ

پس کہا دیکھو مجھے تم ای عزیز
یونہی ہے در گل بھر نگو تکی تمیز

جسطرح سے مین کھڑا ہون تنگ دھڑ
اسوضع دیکھو تمھین سیارے سے تنگ

یونہی آجا تو بھی اس مارگ منے
شوق گرچہ تجکو ہے رگ رگ منے

رکھہ قدم اس راہ مین مردون نمت
دیۓ اڑا کر جان تن اور مال و دھن

کھینچکر جیو سے پکڑ اسرار عشق
ہو کے جا اس جام سی سرشار عشق

حکایت مردے کہ بکشتن معشوق قصد زدہ بود

ایک کا معشوق مرتا تھا اگر
کوئی دیا عاشق کو جا اُسکے خبر

لیکے دوڑا اُنرت خنجر آبدار
تا سٹے دلبر کو اپنے ہاتھہ مار

پس کہے لوگان کیا کرتا ہی کام
وہ تو اب اک پل مین ہوتا ہی تمام

سر پہ اپنے تو عبث لیتا ہے خون
کون ایسا کام کرتا ہے زبون

مارنا مُردے کو کیا حاصل ہوا
جو کرے یہ کام وہ جاہل ہوا

پس دیا عاشق نے یون اُسکا جواب
مارنا معشوق کا ہے مجکو اب

تا مجھے بھی مار ڈالین لوگ یہان
اسپہ دوزخ مین جلاوین مجکو وہان

ہے بزرگی اس منے دوہری مجھے
جو کہین معشوق کا خونی مجھے

عاشقان تو اسوضع جانباز ہین
جیو مین اپنے دو جہانسے باز ہین

حکایت حضرت ابرہیم خلیل اللہ علیہ السلام

جب خلیل اللہ کا آیا اجل
جیو نہ عزرائیل کو دیتے اول

پس کہے رب سے نہین بھی جا کہو
جیو نہین دیتا خلیل اللہ تو

تب کہا حق نے اگر ہے تو خلیل
کر خلیل اپنے پہ اپنا جیو سبیل

گر تو رکھتا ہے اُسی کا جیو دریغ
ہے بڑی نزدیک میرے تیز تیغ

تا کہا کوئی انکو اے شمع جہان
کیون نہ عزرائیل کو دیتے ہین جان

عاشقان ہوتے ہین جانباز اس راہ
تم سو کیون رکھتے ہو اپنا جیو نگاہ

یون کہا مین کیا کرون اے زیرک جان
پاؤن عزرائیل کا ہے درمیان

مجکو اس آتش منے جب جبرئیل
آگے پوچھا کیا ہے مطلب یا خلیل

نین کیا مین اُسطرف ہرگز نگاہ
تھی نظر میری بفرمان اِلٰہ

جب کیا نین مین نظر جبرئیل کو
جیو کب دیتا ہون عزرائیل کو

جب تلک جیو آپ نین منگتا ہی رب
دوسرے کو جان مین دیتا ہون کب

وہ منگے جب جان کرو نین عذر کیون
ایک جان کیا لاکھہ جان ہو وے تو دون

دربیان وادی سویم کہ درباب معرفت عشق گوید

معرفت کی آئی وادی بعد ازان
پائے نا جسکی نہایت سالکان

بسکہ اس مارگ مین ہین کانٹے بہت
سالکو نپر آپڑے آنٹے بہت

راہ ہر اک کی نہ ہر اک طور ہے
سالک تن سالک جان اور ہے

پس ہر اک کو ہے ہر اک راہ ضرور
حد مقرر کسکی ہے نزدیک و دور

کیونکہ ہل سکتی ہے مکڑی ناتوان
ایکدم چل جائیگا ہاتھی جہان

زور سے مچھڑ اڑیگا کان تلک
تیز تر بارہ چلیگا جان ملک

سیر گر ہر ایک کی ہو اسقدر
ایکسان نین ہر کمال ایک دھر

مختلف ہی ایک سے ایکس کی سیر
اک روش اُڑ سکے نین کوئی طیر

تو تفاوت نہ معرفت میں ہے بہت / کوئی مسجد ڈھونڈھتا اور کوئی بت پوجتے
جب حقیقت کے گگن کا آفتاب / معرفت کی خلق کو دکھلاوے تاب

تب موافق ہوئیگا بینا ہر اک / راز اپنا پائیگا سینہ ہر اک
نا رکیگا وہ کسے بے مغز و پوست / کچھ نظر آوے نہ اسکو غیر دوست

ہر طرف اسکو دسیگا روئے یار / ذرہ ذرہ ہوئے آئینہ وار
صد ہزار اسرار اس زیر نقاب / یوں نظر آوینگے جیوں ہو آفتاب

یہ سو کب ہو جائینگے چند یں شمار / ایک دو اسرار نہیں ہوئے مرد کار
ہوئے جو کوئی مرد کامل پاکباز / وہ کرے غواص دریا کار ساز

آئیگا اسرار کا جب تجکو ذوق / ہر گھڑی تجپر رہیگا تازہ شوق
ہوئیگی جب پیاس تجکو پر کمال / صد ہزاران ہو تجھے تو بن جلال

غرق کر دریائے عرفاں میں اپس / تا تو سر پہ خاک یا جا بیٹھ بس
نہیں تجھے حاصل اگر شادی کبھی / جا کے اپنے سر پہ کر ماتم تبھی

نہیں اگر تجکو میسر وصل یار / ہر گھڑی ماتم سے نا دل کو بہار
نہیں نظر آتا جمال یار گر / چھپ نہ رہ جا کے طلب اسرار کر

نہیں طلب تو شرم رکھ دلمیں اے یار / خر مثل کب تک رہیگا بے مہار

حکایت سنگ شدن مردے در شہر چین

چین میں کوئی ہو گیا مرد نچھر / پس وہ رہتا ہے ابھی تک نا بچھر
جو انسو پڑتے ہیں اسکے چک سوں ڈھل / بھومیں پہ جاتے ہیں وہ کنکر کے گل

وے کنکر گر ہاتھ با دل کے چڑھیں / حشر تک افسوس کے انجھواں جھڑیں
کیا ہے انسان وہ پتھر کا اے عزیز / علم ہے جا چین کو کرے تمیز

علم ہے جو یوں ہوا ہے سنگ سخت / تنگ سے بے ہمتوں کے ایک لخت
بسکہ ہے تاریک یہ محنت سرا / علم کا جوہر ہے اسمیں رہنما

علم کا گوہر اگر تجھ ہاتھ آئے / رہنما اپنا تو اس ظلمت میں پائے
یہ وہ گوہر ہے کہ اسکندر جیسے / لیو کر ظلمت میں بولا ہر کسے

پس لیا کوئی اس گوہر کو کوئی نہیں / جب نکلکر آئے ظلمت سے وہیں
وہ گہر آخر ہوا یوں بے بہا / سب ہے وے یکطرف افسوس کھا

جن لیا تھا وہ گہر پستا لیا / بہت سے کیونکر نہ میں لئے لیا
جن لیا نا وہ بھی پستایا بہت / دلمیں نا لینے کا غم کھایا بہت

ہو وہیں اس گوہر کے پستائی منے / جو لیا اور نہیں بھی وہ دونوں جنے
تو تو اس ظلمت منے اے بیخبر / ہے سکندر کی نمن بے راہ بر

علم کا گوہر اگر پایا ہے تو / دو جہان کا راہبر پایا ہے تو
جب تو یہانسے جائیگا چلکر وہاں / نا رہیگا یہ جہان نا وہ جہان

وہ جہان دونوں جہانسے ہے جدا / نہیں ہے تن سی جان تن جانسے جدا
دو جہانسے بھار وہ درگاہ ہے / وہاں تو انسان خاص کا جاگاہ ہے

کر تو اپنے جا کے وہاں اسے پاکباز / ہر نفس میں پائیگا سو بھانت راز
بھی اگر اس راہ سے رہجائے تو / ہے روا جو کرکے حسرت کھائے تو

شب کو منت سوں کو کم کم کھا طعام / تا طلب ہووے تجھے پیدا تمام
گر طلب یہاں تک جو گم ہووے طلب / بھول جاوے دن کی [illegible] خواب شب

حکایت مرد عاشق کہ در مزار خفتہ بود

ایک عاشق تھا دیوانہ بے خبر — سو رہا تھا نیند مین اک گور پر
از قضا معشوق نکلا جاکے وہان — نیند مین عاشق کو دیکھا اُسنے وہان
پہن چٹھی اک لکھی اُسکے ٹنڈ پر — باندھکر جا بارہا خوشوقت تر
اُٹھکے عاشق وہ چٹھی دیکھا جو کہ لیا — بات کے خط سے دیسی اسمین تھے قول
اے دیوانا اسو ضع سوتا ہے کیا — اُٹھ جو سوداگر ہے تو دوکان پچا
اور اگر زاہد ہے تو بیدار رہ — بندگی کر رات دن ہشیار رہ
گر جو عاشق ہے تو آتا ہے عجب — نیند جاگ مین عاشقون کو آے کب
مرد عاشق تو سدا بیدار ہین — دن کو حیران رات کو ہشیار ہین
تجکو توبہ ہے نہ وہ اے مرد خام — لاف میرے عشق کا تجکو حرام
عشق مین سونا تجھے گر سہل ہے — عاشقی کے کسب مین نا اہل ہے

حکایت عاشق و معشوق کہ ہر دو در آب غرق شدہ بودند

کوئی چوکیدار عاشق کہین ہوا — خواب و خور آرام اُسکا گم ہوا
نیند سے ہوگئی بیگانی اسکی نین — گم ہوا اُسسے صبر اور اُسکا چین
شور سے شب کو جگاوے خلق کو — پھاڑ لیوے ناحق اپنے حلق کو
کب تقاضے پر لگاوے جاکے دم — کب اُٹھاوے شور و غوغا کا علم
پس کہا کوئی شخص بنچوابکو ن — آشنا اکدم کبھی ہو خواب سے ان
جاگتا کب تک رہیگا رات و دن — کب تلک یہ رنج سوئیگا کٹھن
بعد ازان عاشق دیا اُسکو جواب — کس طرح میری نینن مین آدے خواب
اصل مین اول سے چوکیدار تھا — اور اک اب رکا مین عاشق ہوا
جسکو ایسا دکھ پڑے کہ جب ہوئیگا — کسطرح سُکھ سے کبھی وہ سوئیگا
ہوئے چوکیدار کو کسُن خواب کب — اشک بن عاشق کی منہ پر آیکب
مرد عاشق جبکہ چوکیدار ہوئے — خواب اُسکے نین کا کب یار ہوے
جاگتا رہ تو بھی اے عاشق نہین — خواب عاشق کو ذرہ لائق نہین
پاسبانی دلکی کرتا رہ مدام — پاس دلکے ہے سو چورونکا مقام
چھپ رہے ہین چور تجھ مین جو کہ ہن — جو ہر دلکو بہت مار کر جتن
جب نگہبانی کریگا دلکی تون — معرفت او عشق ہوگا آپ سون
جسکو اس سنتے مین وہ دل ہوا — جاگنے سے معرفت حاصل کیا
جسکی آنکھون سے ہوویگا خواب دور — وہ سو دل بیدار لیجاوے حضور
جبکہ بیخوابی سے دل بیدار ہوئے — جاگتے رہنا تجھے درکار ہوئے
کیا کہون کیتا تجھے ای غرق آب — بات میری تجکو ہو تی ناصواب
عاشقان تو نیند اپنی کھوتے ہین — پس محبت کی مٹی ہو سوتے ہین
عشق کی لذت سے جو ہے کامیاب — وہ ہوا دونون جہان مین فتحیاب

دربیان وادیِ چہارم درحقیقت استغنا گوید

آئی استغنا کی وادی بعد ازان — نا کسے دعوی ہے نا معنے وہان
بے نیازی کی وہان ایسی پون — جو کہیگا تو اُڑے گا بر گگن
اُڑگئی سب اس ہوا سے قوم عاد — کسکو وان پروا نتھا او کسکو یاد
نوح کے طوفان سے گڑ دوبا جہان — کیا کمی ہوگئی ہوا کیا کم وہان
یہ سو دیکھیگا سب بے نیازی کا جناب — گر موا اور کوئی جیا تو کیا حساب
سات دریا یہ جو ہین استنے کبیر — وہانسو یک جو نچی ہین ہین سب جو نکہ شبیر

یہ نشان ہے سات اور سورج چندر
ایک چنگاری ہے حق کی مگر

ایک نقش ہاں سو سو ہاتھی ہے جب
ایک چیونٹی کی ہے وزن نہ بے سبب

ہوئیں گم اس ٹھار جو لاکھوں اگر
تا ایک آدھا ہووے تجھسے بہرہ ور

صد ہزاران تن چھٹے جب روح سے
بن گئی تب ایک کشتی نوحؑ سے

صد ہزاران جب گئی طفلوں کی سیس
تا ہوئے موسیٰ کلیم اللہ انیس

صد ہزاران جان و دل تاراج آئے
تا محمدؐ ایک شب معراج پائے

گر ہزاران دل جو دیکھا ہے کباب
تو سمجھ لے جونکہ دیکھا ایک ہزار آب

بے نیازی کا جہاں نہیں ہیں حساب
گرچہ ہووے یک جہاں سارا خراب

گر عدم ہو جائے دنیا چار دانگ
تو سمجھ چیونٹی کی ٹوٹی ایک ٹانگ

تا ہے گر جن و انسان کا اثر
جانتے ہیں ماہو بچا یک بندر

جزو کل گر ہو کے جاوے سب عدم
تو سمجھ لے گھانس کا اک پات کم

سات جنت کو نہیں کچھ وہاں قرار
سات دوزخ سرد ہیں مانند گار

تا بھرے لوٹا اپس کا ایک کنوا
چٹ کرے یک قافلہ تو ہے روا

جل گئے غم سے ہزاروں جب ملک
تا لیا آدمؑ کی صورت نے جھلک

صد ہزاران خاک میں جب سر ہوئے
تا خلیل اللہ صاحب سر ہوئے

صد ہزاران جب ہوئے زنار بند
تا ہوئے مقصد سے عیسیٰ ارجمند

تا نوے کو قدر نا جو نا کو وہاں
کچھ تو تو قربان کر کچھ اے فلان

گر ہزاران جیو سے خالی ہوئیں تن
وہ سو اس دریا میں ہے شبنم نمن

جھڑ پڑیں گر انجم و افلاک سات
ٹیڑ سے سمجھو پڑا اک جھڑ کے پات

گر دو عالم ہو کے سب جاویں عدم
سنگریزہ جان ریگستان سے کم

یہ جہاں گر خاک میں ملجائے تو کیا
پشم سے جوں کسکی یک مو کم ہوا

ہو کے جاوے گم اگر یہ چرخ تند
سات دریا میں پڑا گویا کہ بند

حکایت اشارۂ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

یوسفِ ہمدان کہ مرد راہ تھے
سینہ صاف و پاک دل آگاہ تھے

تھا جو کچھ اور ہوئیگا خالی جو ہے
ذرہ ذرہ دیکھلے ہر ایک سے ہے

سخت تر وادی ہے یہ کچھ سہل نہیں
تو سہل گر سمجھا تو بس تو اہل نہیں

گر چلے تو راہ یہ ساری عمر
جان لے اول قدم اے بیخبر

سب عمر گو دوڑتا تو جائے گا
تا ابد بانگِ جرس نا پائے گا

تا کھڑے رہتے نہ چلتے بنکے آئے
تا تو کچھ مرنے سے نا جینے سے پائے

کام سارے چھوڑ کر یہ کام کر
کام میں تھوڑی بہت سی عمر بھر

ہر وضع رہ کام میں اے یار تو
خوب نہیں ہیگا رہے بیکار تو

جب تلک تو کام کو چاہتا نہیں
کیا تجھے حاصل جو پہچانا نہیں

وہ کہے ہیں گر تو جاوے عرش تک
پس اتر آوے زمین کی فرش لگ

کیا ہے یہ کل اس بحر کا بوند ایک
خواہ بد آوے نظر میں خواہ نیک

گر ازل کر ہووے دریا خونِ دل
نہیں گھٹی ہے بات تیری ایک تل

نا کسے اس راہ کا پایان دسے
نا کسے اس درد کا درمان دسے

گر تو ماندہ ہو پڑیگا راہ میں
ہوئیگا جوں یک پتھر اس کی راہ میں

پس یہاں سختی سے نا سر کو تو جھاڑ
رات دن رستے میں اپنا سر پچھاڑ

کام کرتا رہ جو کچھ بن آئے سو
دیکھ لے سیوٹ کو کیا ہو جائے او

کام سے مت بیخبر ہو راہ جان
جب تلک ہووے تجھے حاصل پچھان

بے نیازی دیکھتا رہ یہاں جنم
خواہ خوش ہو خواہ رہ دین میں غم

برق استغنا کی جب کر کڑک / جل اٹھے سو سو جہان یکدم بھڑک
تو نہ رکھ اس برق کا کچھ دل مین چاک / اک جہان جلکر گیا تو کیا ہے باک

حکایت کسے کہ اورا ہاتف آواز دادہ بود

جب نجومی پانزا کرنے منگے / خاک تختے پر چھپار لکھے اگے
پس کرے وہان نقش دھرتی اور فلک / چاند او سورج ستارے یک بیک
بعد ازان اُسپر لکھے بارہ بروج / کئی ستارونکا نزل کئی عروج
کہین نحوست کہین سعادت کر دکھائے / موت کا گھر کہین جنم کا گھر دکھائے
کچھ رہا نین جب حساب نحس و سعد / پس مگر تختے کو جھٹکے اُسکے بعد
ہو دو پل مین وہ نقش نت بے نشان / اس جہانکا نقش بھی ایسا ہی جان
نین ہے استغنا کی گر تیرے مین تاب / جا کنارہ بیٹھ کیا تجکو ثواب

حکایت مگس کہ شیرینی شہد را دید بطمع درخم شان در رفتہ بود

کسنے بولا از دل کوئی اہل راز / ہو گیا جب پردۂ اسرار باز
ہاتف غیبی کہا نت آ کے سنگ / اے فلان کیا مانگتا ہے تو سو منگ
پس کہا وہ کیا منگون جو انبیا / سب جنم سو سے ہین نت رنج و بلا
ہے جو کچھ رنج و بلا جگ بن جتا / انبیا پر اس سے اگلا تھا دتا
جب نبیونکو یہ بلا ہووے نصیب / پاؤنگا راحت کہانسے مین غریب
بس مین عزت نہ مین تجھ ار منگون / خوب ہے جی در سے لکے زنگون
جو کہ خاصون پر کھڑا ہے درد و رنج / کان ملے ہم عام لوگونکو یہ گنج
وہ جو تجھ خاصے سو اونکا حال این ن / مین بچارا تا بلا سکتا ہون کیون
یون کہا گر مین تجھے تو کیا نفع / نین کھڑا جب لگ ترے سر پر نفع
گرچہ ہیگا تو بھی در بحر خطر / ہے تے لے کف کے من پانی اوپر
پس اول دل مین اپسکے کر بچار / جا پڑا تو کب نکل سکتا ہے بھار
کان نہنگ قعر کا تجکو سمجھ / پائیگا تو راہ یہانتک کیون سمجھ
ایک مکھی بھرتی تھی چالے کو ولے / کہین وہ دیکھی شہد کی کوٹھی ولے
شوق نے مد کیا جب دل مین جوش / شاد شادان ہو لگی کرنے خروش
جو مجھے لیجائے اس کوٹھی بھیتر / مین اُسے دیتی ہون یک جو نقد زر
آر و کے جھاڑ کو گر آئے بار / شہد کی کوٹھی مجھے بہتر ہے ٹھار
از قضا پیدا ہوا کوئی ناگہان / لیکے زر اسکو پہونچایا جو وہان
جو مکھی خوش ہو گئی کوٹھی منجھار / بند ہو گئی شہد مین بسراپا سنوار
سست ہو گئی بند پھر پھڑنے منے / جیو لگا جانیکو نر بچھڑنے منے
پس لگی کہنے کو یہ کیا قہر ہے / شہد میٹھا مجھ پہ جانی زہر ہے
گرچہ یک جو زر دے مین آئی یہان / اب دو جو دون جو لیجاویگا وہان
کوئی اس وادی منے آسودہ نین / کون ہے جو دکھ منے آلودہ نین
تو سو غفلت مین پڑا ہے اے عزیز / کانسے اس وادیکی ہے تجکو تمیز
عمر بیجا حاصل کیا ہے صرف سب / کیا ابھی حاصل کریگا تو سواب
اٹھ کھڑا ہو کاٹ سودائی کی باٹ / جیو کی پڑا چھوٹنے اور دلکو آٹ
جب نکال اس جی کی ہر چھانسے منے / کٹ ہی ہے شرک کی پھانسے منے

حکایت عاشق شدن خرقہ پوشی بر دختر سگبان

کوئی تھا کہین شیخ مرد خرقہ پوش	دختر سگبان پہ کھویا عقل و ہوش	ہوگیا یون عشق مین اُسکے زبون	جو چلا دے سے اُبل کر موج خون
دیکھنے کو زن کو دیا مین چھوڑ ننگ	سو رہے شب کو کتونکے جاکے سنگ	مان کو جب دختر کی سن ہوئی یہ خبر	پس کہی آکر کے تو اک کام کر
ہیا تئین ہے جنون کر ایک سال	ند ہے گبرو سگبانی سنبھال	گر تو عاشق ہے تو کر یہ کام نقد	پس تجھے لڑکی دیونگی کرکے عقد
شیخ نے دن رات پڑیا بنت ندم	پس کہے سکا نہین ہے مجکو غم	وے چلے ڈورے کتونکے لیکے ہاتھ	خوش لگے کرنیکو خدمت دن و رات
تا ہار بازو مین کوئی وسندار	پس کہا اُن کیا کیا تو اختیار	زہد مردونکے نمن کر تیس سال	کیون ہوا سگبان گبر بد فعال
پس کہا عاشق نہ کر قصہ دراز	گر سمجھتا نہین تو ان ہے پردیکے راز	حکمت نقدیر سے چارہ نہین	جو ازل سے ہے سو سب ہوو نہین
کہ کہ ہے معلوم یہ علیم قدیم	عاقبت کیا ہوئیگا سوائے ندیم	گر خدا چاہے تو میرے ہاتھ سے	یہ گنے دیوی چھپڑا اس بات سے
کیا کہون دلکا تجھے مین درد آہ	خون ہوا لیکن ہوا نہین مرد راہ	رازدان اسرار کا جو ہوے سو	باتکو میری سمجھ مین لائے و
	گر کہو تمہین راہ کا دکھ آہ واہ	سو رہینگے جب ہین گم کرکے راہ	

حکایت مردے کہ از پیر خود ارشاد طلب نمود

پیر کو بولا اپسکے کوئی مرید	کچھ مجھے بول کہا جا اے پلید	دلکو اول دھو کے کر تو صاف خوب	پس کہونگا مین تجھے یک نکتہ خوب
	مشک کی بو پائیگا کب گندہ مغز	مست مجنون کب سنیگا نکتہ نغز	

دربیان وادی پنجم در حقیقت توحید

آئی وادی اب ازان توحید کی	منزل تجرید اور تفرید کی	ملکے سب اُسہی جنگل مین جائینگے	جمع ہوا آخر کو یک ہوجاینگے
بہت ہون اس ٹھار یا تھوڑے سنو	یک یکیس مین تب رہینگے ایک ہو	جو کہین اک ہووین ہو ویک گنے	فرق کرنے کس سے کسکو نا بنے
نہین ہے اک عجب کہ وہ کہنے مین آنے	بلکہ ایسا ہے کہ دوجا کوئی نا پائے	ایک ہے ایسا نہ از روئے عدد	تا ازل معلوم اُسکو نا ابد
جب ازل کو اور ابد کو کوئی نہ پائے	ہیچ ہین دونون منے کچھ بھی نہ آئے	جو ہمین سب ہیچ ہین اور ہیچ سب	ہیچ ہین کوئی اصل مین کیا پائے کب

حکایت مرد دیوانہ کسے از احوال جہان پرسید

کس دیوانے سے کہا کوئی یون عزیز	بول مجکو یہ جہان کیا ہے سو چیز	پس کہا وہ یہ جہان ہین نام و ننگ	یک درخت موم ہے سو بھانت رنگ
جب گرد اطلس مین اُسے یون لیکے ہات	ہوئیگا سب موم ملکر ایک ذات	جونکہ یہ سب موم ہے بھی کچھ نہین	جان وہان کس ذات کی خواہش نہین
	ہوئے جب یک سو کوئی کچھ نا رہے	یہان تو کوئی یہ کہے نا وہ کہے	

حکایت بو علی قلندر کہ پیر زن یک رقعہ نذر آوردہ بود

ایک بوڑھی بو علی کے پڑ گلے ۔ رقعۂ زر کر نذر بولی کہ لے
شیخ بولے کہ مجھے بے تھا یون ۔ جو خدا یا دے مگر کس سے نہ یون
بعد ازان بولی بوڑھی اے بو علی ۔ مین گئی تجھ سے ابھی تک اے ولی
مرد یہان ہرگز نہ جانے کسکو غیر ۔ ہے اگر کعبہ و گر ہے نقش دیر
جو کوئی ان تین پر دل نا رکھے ۔ ذات سے حق کی ہمیشہ مل رہے
وہ کبھی دیکھے نہ غیر از حق کسے ۔ وہ نہ جانے غیر حق مطلق کسے
وہ سو اُسکے ساتھ اُسے اِس مین جم ۔ اور جدا تینون صفت سے جیسے جم
بحر مین وحدت کی جو کوئی گم نہین ۔ شکل ہے مردم کی پر مردم نہین
عاقبت یکر زوہ خورشید غیب ۔ منہ دکھاوے گا اپسکا کھول جیب
جو ملا خورشید سے آپس کے سو ۔ نیک و بد سے اپنے فارغ ہے سو وو
جب تلک تو ہے تلک ہے نیک و بد ۔ گم ہوا تو نیک نا کوئی پائے بد
لے رہا ہے تو ہلاک راہ وجود ۔ نیک و بد ہوتا ہے سب تجکو نمود
کاش ہوتا تو عدم اول من ۔ تا نہ ہوتا تجکو کچھ یک ما و من
آ ابھی تو ہو صفات بد سے پاک ۔ بعد ازان کچھ یہان نہ کچھ ہوا کہ خاک
کیا سمجھ تجکو جو تن مین ای فلان ۔ کیا نجاست کیا بلا مین ہین نہان
سانپ بچھون کر ہین پر و اندر ۔ سوئے ہین خاموش ہو کر بیخبر
گر جگا و بگا تک انکو یک ملا ۔ زور دو وڑین ہو کے ہر یک بر بلا
سانپ بچھون مین ہر اک تو ہین ۔ خوب دیکھیگا تو دوزخ بیچ ہین
سانپ بچھون کر کے سب و رنو ۔ بعد ازان جا گو رہین آسودہ سو
مین تو یہ بچھو تجھے اور سانپ تم ۔ کاٹتے رہین گے قیامت تک جو تم
و جدا یا بیہودہ کیا بکتا ہے بول ۔ شیخ کی توحید کا اسرار کھول
مرد سالک آئے اس وادی مین جب ۔ نار ہین آپس مین آپ ہین وہ نسو جب
ہووے گم یہ جبکہ پیدا ہووے وو ۔ ہو گیا گم جو کوئی پایا ہے سو
جز سے کل ہو کر نہ جز تا کل رہے ۔ جان و تن جا کر صفت صورت رہے
دیکھ اس نکتے کا یہ سر عجب ۔ صد ہزاران عقل ہین یان خشک لب
یہان نگاہ عقل کو کچھ نہین دھندلا ۔ ہو کے مانگے پیٹ سے بہرا ندھا
جسکو یہ ٹک گر جھلک اپنا دکھائے ۔ وہ دو عالم سے بس کا منہ پھرائے
سب خودی اپنی گنوا خود ہو رہے ۔ سدھ سے اپنی جا کے بے سدھ ہو رہے
نیست ہو کر ہست کا لیتا ہے شان ۔ مین بھی ہی یہ نہین مطلق پہچان

حکایت حضرت لقمان کہ دعا از جناب کبریا کردہ بود

کرو دعا لقمان کہے ہین یا الٰہ ۔ مین بندہ بوڑھا ہون اور پر باوفا
بس لکھین بوڑھے بندیکو شاد کام ۔ کر گے آزاد اُسکو فرمائے ہین کام
ہین عبادت مین کیا ہون سر سفید ۔ مجکو بھی آزادگی کی ہے امید
بس کہا ہاتف کہ سن اے بندہ خاص ۔ بندگی سے جو منگے ہووے خلاص
عقل اُسکی ہووے گم تکلیف جائے ۔ چھوڑ کر دو تو نکو اس در گہ مین آئے
شیخ نے بولے کہ مین منگتا ہون کچھ ۔ عقل اور تکلیف نین در کار مجھ
بس یکایک ہو گئے دیوانہ شیخ ۔ عقل اور تکلیف سے بیگانہ شیخ
بس کہے کوئی یہ گرہ کھولو تمہین ۔ بندہ نین تو کیا ہوا بولو تمہین

یہان نہ بندگی اور آزادی رہے
دل منے کچھ غم نہ کچھ شادی رہے
پر صفت ہون اور نہین ہین بے صفت
مرد عارف ہون وہ لے نہین معرفت

نہین سمجھنا ہین جان یا تو یہی آ رہے
ہوگیا سب محو مین تو نا رہے

حکایت عاشق و معشوق گوید

کہین ہوا معشوق کسکا غرق آب
عاشق اسکا بھی پڑا جا کر شتاب
ڈوبنے دونون لگے پانی مین جب ان
تب کہا معشوق نے عاشق سے یون

مین تو یہان آکر پڑا تھا ناگہان
آپسے آکر پڑا تو کیون یہان
پس کہا مین یون پڑا ہون آنکر
آپسے مین ہین جدا نہ جان کر

کئی مدت سے مین ہون مل تیری سنگات
ہو رہا ہون ایک نین مین یونکہ بات

حکایت سلطان محمود و گفتگوئے ایاز

غزنوی محمود سلطان نامدار
دیکھنے لشکر کو نکلا ایک بار
جمع کر لشکر حشم کو ایک ٹھار
ایک بلندی پر ہوا شہ ایک بار

خاص تھے خلوت منے دو اہل راز
یک حسن پر دوسرا اور دویم ایاز
شاہ اپنا دیکھکر لشکر حشم
دل پہ دے لگ گھوڑے اٹھے سب یکدم

شادمان خاطر ہو بولا اے ایاز
تو سو ہے محبوب میرا دل نواز
ہے جتا یہ ملک اور لشکر سپاہ
اب یہ تیرا تو سو میرا بادشاہ

گرچہ یہ بولا شہ عالی گہر
چپ رہا سنکر ایاز نامور
پس حسن بولا دہان جب یا حضور
اے ایاز بے ادب اتنا غرور

شاہ نے تجکو نوازا تھا سو یون
تو ادب اسکا بجالایا سو کیون
پس ایاز اسکو دیا حالی جواب
نہین ہمین تو غافل ز راہ صواب

ایک تو یون ہے زمین کو چوم کر
عجز کیتا یا پڑا مین خاک پر
پس مقابل شاہ کے انعام پر
مین ہوا گویا برابر سر بسر

کون ہو مین تا برابر کر سکون
خود نمائی کا سخن مین کیون کرون
مین غلام اسکا ہون وہ مالک مرے
حکم اسکا ہے نہین ہین کچھ مرے

یہ سخن سنکر حسن بولا شاباش
آفرین ہے اے ایاز حق شناس
کیون نہ ہو روزی تجھے انعام شاہ
کیون نہ ہووے دمبدم پیغام شاہ

یہ سخن جو تو کہا سو ہے صواب
بول دیگر بھی ابھی جو ہے جواب
بعد ازان بولا ایاز ہوشیار
راز پنہان کیون کرون مین آشکار

شاہ سے خلوت اگر ہوتی تجھے
بات کی لذت وگر ہوتی تجھے
تو سو حالی راز کا واقف نہین
کیا کہون تجھسے جو تو محرم نہین

پس حسن کو شاہ فرمایا خطاب
حاضری لے فوج کی جا کر شتاب
جو ہوا خلوت کہا شہ اے ایاز
اس جواب خاص کا کر کشف راز

بعد ازان بولا ایاز نامور
شاہ جب کرتا ہے میرے پر نظر
روشنی سے اس نظر کی اے سخن
محو ہو جاتا ہے میرا تن بدن

شاہ کے پرتو سے میرا یہ وجود
گم ہو جاتا ہے کرون مین کیون سجود
تو کیا جو یک نوازش ہا ہزار
وہ نوازش جان تو اسکی بہار

بہانہ ہون کیتا کہ بندگی کر دکھاؤن
تو ہے جون خورشید مین ہون ہیچ چھاؤن
چھاؤن جون خورشید مین گم ہو کے جائے
چھاؤن کا نام و نشان ہرگز نہ پائے

جب بندہ ہووے غائب حق رہے ۔ باطل اُٹھ جاوے تو حق مطلق رہے

حکایت وادی ششم حیرت گوید

بعد ازان حیرت کی وادی پیش آئے ۔ مرد یہان حسرت سے اپنی منہ گنوائے
ہر نفس اُسکو ہووے کھانڈے کی دھار ۔ پھوڑ چھاتی روتے تلملا زار زار

آہ درد و سوز سے نت تلملے ۔ درد و غم سے شب ٹلے نا دن ٹلے
ہووے ہر اک موئے اُسکے نیشتر ۔ خون دل آئے اُبل کر بیشتر

مرد حیران کب وہان تک راہ پائے ۔ معرفت کی راہ حیرت سے گنوائے
جب اُسے توحید دلبر آئے سو ۔ پل مین گم ہو پل مین گم ہو جائے سو

گر اُسے پوچھین کہ تو بھی ہے کہ نین ۔ او کہے کچھ مین سمجھتا ہون سو مین
مرد عاشق ہون ولے کسکو کہون ۔ نا مسلمان ہون نہ کافر ہون اچھون

عشق ہیرے کی مجھے کچھ نہین خبر ۔ ہے ولیکن عشق کا دلمین اثر

حکایت دختر کسے بادشاہ کہ خوبصورت بود

تھا کہین کوئی بادشاہِ نامدار ۔ اُسکی دختر ایک تھی چنچل نگار
طرۂ شب رنگ جسکا دام دل ۔ رخ نورانی آفتابِ کام دل

حُسن مین تھی اسکو رشکِ پری ۔ ڈھونڈھتی پریون پنچھی وہ سروری
نوش لبے شیرین دہن شیرین سخن ۔ بے تکلف خضر کا چشمہ ذقن

غمزہ جادوگر تبسم دلفریب ۔ خوش نگاہِ دشمنِ صبر و شکیب
ہوشیاران دیکھ اُسکے نین مست ۔ ہوئین پل مین بیخود و بے پا و دست

دلبرِ نازک ادا شیرین مقال ۔ جلوہ گر سر تا قدم اُسکا جمال
از قضا اُس شاہ کا بھی یک غلام ۔ حسن مین تھا غیرتِ ماہِ تمام

یوسفِ ثانی کہا جاوے جسے ۔ جگ مین جوڑا کوئی اُسکا نا دسے
جس گلی بازار مین چلجائے او ۔ نار و نر حیرت سے جاوے دنگ ہو

ناگہان دیکھی اُسے چنچل کہین ۔ عقل و ہوش اپنا گنوائی سب وہین
جوش کھا کر گر پڑی یکبارگی ۔ تن مین جیو نے کیا آوارگی

عشق کے آنے سو گئی سب عقل ہاٹ ۔ سُدھ نکل گئی ہوئی صبوری سینہ پھاٹ
جب نپٹ ہوئی دلمین وہ زن بیقرار ۔ تب سہیلیو سے لگی کرنے پکار

از قضا اسکی سہیلان تھین جو دس ۔ تھین وے سب فن مین نپٹ ہو دسترس
خوش گلو گانے مین ہر یک پری ۔ ناچنے مین طاق ہر یک چند بھری

گیان مین او گن مین ہر یک سحر کار ۔ چاند کو آسمان سے لاوین اُتار
بعد ازان وہ شاہزادی آن سنگات ۔ راز دل ظاہر کری اور جیو کی بات

جیو مرے پر عشق نے لایا ہے زور ۔ ہوئی ہون یک ماہ سے مکھ کی چکور
عشق نے اُسکے کیا ہے مجکو زیر ۔ رنج و حسرت نے لیا ہے مجکو گھیر

وہ سو میرے باپ کا ہیگا غلام ۔ کیون کرو مین بخیہ سودائے خام
گر اُسے پھسلاؤ مین جو اپنے سنگ ۔ نا رہے ہرگز مرا ناموس و ننگ

صبر کرنیکی بھی نین طاقت مجھے ۔ درد سہنے کی کہان ہمت مجھے
تا کسی مین راز دل کا کہہ سکون ۔ تا بغیر از یار کے مین رہ سکون

کون ہے جو اُسکو مجھسے لا ملائے ۔ اور اُسے میری حقیقت کہہ سنائے
پس لگین کہنے کو وہ سب حور زاد ۔ جمع رکھ خاطر کو اور کر دلکو شاد

ہم اُسے اس رات لاوین اس وضع — جیتنہ سمجھے راز اُسکو کس وضع
نار سے جام و صراحی کر طلب — بزم کو خلوت کے کینی پرطرب
ہو گیا جب مست و بیخود وہ غلام — یہ سُنکر دلہین ہوئی بس شاد کام
لا رکھا اُس نازپرور کے حضور — وہ بہت دلہین ہوئی اپنے سرور
جو کہ تھی یک پاس جاتی جب رین — اس غلام مست نے کھولے نین
ہر طرف جلتی ہے شمع عنبرین — ریختہ گاتی ہین آگے نازنین
نازنین ہین مثل حوران با طرب — لے کھڑے ہین جام شیشے با ادب
عشق کی مَے سے ہین سرشار تھے — نرگس شاداب گوہر بار تھے
دلہین حسرت شوق کا سینہ مین جوش — جیسے کے خاموش لب ہی بادہ نوش
لگ رہی ہے چپک سی رخ با ناز ہے — کان موسیقار کی آواز ہے
دیکھنے اُسکو جوان حیران ہوا — فکر و اندیشہ مین سرگردان ہوا
راز کا بھی کچھ سرشتہ نا سمجھا — دیکھکر صورت پڑا پل ہین اُلجھ
قند سے لب سے شکر لینے لگے — بوسہ بادام پہ دینے لگے
چاند سے چہرے اوپر قربان جائیے — کب پریشان ہو نہ یہ لفو نہ جائیے
بعدازان سے وپر پکر سب نازنیان — لیگیان تھیان اُسکو جا نسے لا دھریان
دل منے اکر بسی اُسکے وہ نار — بہہ چلے چشمو نسے آنسو بیشمار
پھاڑ کر کپڑے کیا سب تن کے چاک — ڈالکر سر پر اپس کے گرد خاک
شب کو پھیرے ہین تھا یک آفتاب — ناگہان جا اُسکو بیداری خواب
مین جو کچھ دیکھا اپسکی کر نظر — خواب مین بھی کون دیکھیگا بشر
پس کہے لوگان اسے اے مرد نیک — بول آخر بات کچھ یا تو نسے ایک
تب کہے دیکھا ہوئیگا خواب تون — جس سے ہے دیوانگی تجکو اچھون

بعدازان اٹھکر سو یک ناری چلی — اُس غلام خوش لقا سے جا ملی
بعدازان دارو پی بیہوشی ملا — اسکو دو سہ جام بھر دیتے پلا
جھنڈ بھر بان ناریان اُسکو اٹھا — لا کے اُسکے پلنگ کو آگے رکھا
لیگئے بیٹھی اُسکو اپنے تخت پر — اور نثار اُسپر کئے دُرّ و گہر
دیکھتا کیا ہے کہ زر کا ہے محل — تخت پر بیٹھی ہے زر کی یک چنچل
فرش عالی ہے مصفّا جا بجا — قصر و ایوان جون بہشت دلکشا
اور آئین شاہزادی کامگار — مست ہوکر دیکھتی ہے روے یار
ہو گئی ہے محفل گم بیہوش جان — نین سمجھتی یہ جہان نا وہ جہان
بوئے سی عنبر کے ہے تر معطر سر — لذت مے سے جگر ہے باخبر
چونکہ دیکھا کھولکر چپ وہ غلام — اُس پری پیکر نے دینا بھر کو جام
خواب و بیداری کیا نہین فہم کچھ — بیخودی مین باخودی کا وہم کچھ
بعدازان وہ نازنین خود اپر مست — بلر کے دیدار سے ہو جا کے مست
شوق کے کب جوش سی چومے نین — ہاتھ مین لے بوسہ دیوی کب ذقن
ناگہانی صبح کا آیا پیام — ہو گیا آخر کو مستی سے غلام
آشکار اجب ہوا غوغائے روز — یہ غلام انکھیان نہ کھولی لگ ہنوز
حال سے شب کے پڑا حیرت منے — خون دل کھانے لگا حسرت سینے
پوچھنے کو آئے لوگان حال جون — پس کہا مین کیا کہون بولون سو کیون
خواب گر بولون تو مین تھا جاگتا — جاگتا بولون تو سپنا ہے آنا
حال گذرا ہے جو مجھپر آج رات — کیا کہون کہنے مین نہین آتی ہے بات
پس لگا کہنے کہ نہین مجکو خبر — مین نہ ایسا کوئی دیکھا ہون بشر
یون وہ بولا ہے مجھے معلوم نین — خواب و بیداری ذرا مفہوم نین

مین نجانون مست یا ہشیار تھا ۔ خواب مین تھا یا کہ مین بیدار تھا
نا مجھے یہ بات جاتی ہے بسر ۔ نا نظر آتا ہے اسکا کچھ اثر
کیا کہون کیسی تھی وہ صاحب جمال ۔ نہین کہین دنیا مین کوئی انکا مثال
یہ سورج اُسکے آگے یک ذرہ ہے ۔ ذرہ کب سورج طرف لیجاوے ہے
نہین کہا جاتا ہے اُسکا کچھ نشان ۔ گرچہ مین دیکھا ہون انکھیون سے عیان
ہو رہا ہون جانکر انجان مین ۔ مست ہون اے حیرت نتی حیران مین

حکایت دخترے کہ مادرش بر تربت او میگریست

گور پر دختر کے کوئی روتی تھی مان ۔ راہ کوئی شخص جاتا تھا وہان
پس کہا مردونسے بہتر تو ہے نار ۔ جو ہوا پنہان نکو سر آشکار
جانتی ہے تو پری جو کس سے دور ۔ کسکی خاطر اسو فنع ہے ناصبور
خوش ہے اُسکا حال جو سمجھا سچ ۔ کسپہ تو روتی ہے زار و زار ہو
وائے ہمری پر نہین مجکو سمجھ ۔ زار گریان کس سے ہون مت اٹھ سمجھ
بہ نہین مجکو خبر روتی ہون کیون ۔ دکھ سے نکلے گا نہ حسرت مین ہو یون
دل گیا ہے گم اسی منزل ستین ۔ بلکہ منزل بھی نظر آتی نہین
نا تو اس گھر کا مجھے دروازہ پائے ۔ نا سر رشتہ عقل کا کچھ ہاتھ آئے
جائے جو کوئی وہان تلک سر گم کرے ۔ چار دیواری کرا اور گم کرے
تب یک آ دہا شخص وہان جب بار پائے ۔ ایک پل مین سب سے اسرار پائے

حکایت صوفی کہ بر راہ میرفت

کوئی صوفی راہ سے جاتا تھا ۔ راہ سے آواز اُسنے یون سُنا
کسنے کبھی گھر کی میری پائی ہے ۔ دیو نہین مجکو تو مشکل آتی ہے
جو پڑا ہو نہین اپسکے گھر سے بہار ۔ اُسکے غم سے ہے مرا دل خار خار
پس کہا صوفی کہ در بند ہے اگر ۔ جمع رکھ خاطر نہین کچھ گھر کو ڈر
نہین تو دروازہ پکڑ کر بیٹھ رہ ۔ قفل کی بھی کوئی کھولے گا گرہ
ہے ولیکن مجکو مشکل سخت تر ۔ نہین مجھے کیلی پڑتی ہے نہ در
آ پڑا ہون وادی حسرت منے ۔ ہر نفس گذرے مجھے حیرت منے
حیرت و حسرت گئے تک دن حبرو ان ۔ گم گیا ہون و کہان ڈھونڈھا پھرون
ایک ذرہ گر تو حیرت مین پڑے ۔ دمبدم ہر لحظہ حسرت مین پڑے

حکایت مریدے کہ پیر خود را در خواب دیدہ بود

پیر کو کوئی خواب مین دیکھا مرید ۔ پس لگا کرنے کو جا گفت و شنید
مین تو تیرے غم سی اے شمع جہان ۔ رات دن جلتا ہون مت غم مین عیان
حال تیرا کس طرح ہی ہانسو بول ۔ گوہر معنی بیان اپنا سو رول
پس کہا اُس پیر نے حیرت سنگات ۔ کاٹتا ہون مین یہان حسرت سے ہات
ہے کیا اشہار مجکو قید و بند ۔ تم سے حیران ہون زیادہ چار چند
اس جہان کی مجکو حیرت ہی جوا ایک ۔ ایک ڈونگر ہے نہین سمجھو بیک

وادی ہفتم فقر و فنا

بعد ازان ہے وادی فقر و فنا ۔ یہان سو گنگے اور بہرے ہو رہنا
کیا ہے یہ وادی فراموشی محض ۔ بیخودی مستی و بیہوشی محض

شمس روشن جگ مین ہووے جب نمود | چھاؤنکا سر گزر ہووے کہین جو د
جب سمندر کی ہووری جوش کہائے | نقش کچھ ہرگز سمندر پر نہ پائے

کیا ہے یہ دنیا سراسر نقش آب | ہوئیگا یہ نقش یک پل مین خراب
اس سمندر مین جو کوئی گم ہوکی جائے | اسکو آسایش سو کم ہونے نپائے

دلکو اس دریائے آسایش اندر | ہے نہین ہوئے بن کم چارہ دگر
آئے جو گم ہو پھر آسایش کے بہار | جان اُسکو صنع حق کا راز دار

پختہ سالک وہ جو ہے مردانہ مرد | سیر کرنے جب منگے میدان درد
ہو دین گم اول قدم دہرتے نئے | پس قدم دوسر یکو جا کریون گنے

جب قدم پہلے منے گم ہووے تب | پھر کے آوے وہ تو دنیا ہے عجیب
لیکہ آتا ہے کبھی گم گشت وو | ہوئی جدا کیون بند ملا دیا مین سع

جسکو اُس عالم سے ہی یک مو اثر | اُسکو اس عالم مین ہین یک خبر

حکایت پروانہا را گوید

جمع آئے ایکدن سارے پتنگ | شمع کے طالب ہوئے سب ایکرنگ
پس لگے کہنے یہان سے کوئی جاے | ہے کہان شمع خبر جلدی سے لائے

بعدازان جاکر پتنگ یک دور سے | دیکھ آیا نور کو کہین شمع کے
جس طرح حاصل کیا تھا معرفت | شمع کی کرنے لگا سب سے صفت

بعدازان دوسر پتنگ وہانسے چلا | جا پڑا سو شمع پر کچھ کچھ جلا
وہ سیانا اُسکو بھی بولا وہین | کچھ خبر تحقیق اسکو بھی نہین

تیسرا بھی اُٹھکے خوش دوڑا گیا | شمع پر جاکر انگارا ہور ہا
دیکھکر اُسکو سیانا دورسون | شمع کے ہمرنگ سن دیکھ تو ہون

پس کہا اُسکو خبر ہے شمع کی | جو اگن باہر اندر ہے شمع کی
کیا سمجھتا ہے وہ شمع بے خبر | ہے جسے اک ذرہ ہستی کی خبر

ہووے جب یون بیخبر اور بے اثر | اسکو محبوب سے نکلا با خبر
جسم و جانسے بیخبر جب لگ نہ ہوئے | وہ خبر جانان کی بولو کیونکہ پائے

ہے تجھے یک بال بھر اپنی خبر | جیو مین تیرے آئین ہر دم سو خطر
دم گذرتا ہے سو مین محروم تھا | دوسرے کو سوز کب معلوم تھا

حکایت یکے صوفی کہ برراہ میرفت

کوئی صوفی راہ سے جاتا انتھا | پیٹھ سے کوئی رند بھی آتا انتھا
ناگہان اُس رند نے صوفی کی تین | کھینچ تکی ماری گردن پر وہین

سوس کر اُس تکی کا صوفی نے دیکھ | رند سے بولا اپس کا موڑ مکھ
اے فلان جسکو تو مارا ہے تال | ہو گئے ہین اسکو مرکر تیس۳۰ سال

رند بولا ہے مجھے آتا عجب | مرگیا جو بات یون کرتا ہی کب
تجکو یہ دم ہے جلک بیدم نہین | بال بھر تو ہے تلک محرم نہین

بال بھر گر ہے اضافت درمیان | ہے تجھے سو سو سافر درمیان
خواہش اس منزل کی ہے تجکو اگر | دکھ نکو آپس کی ہستی بال بھر

باس تیرے ہے جو کچھ سب دے جلا | سر پہ پاگڑی ہے اور کفش پا
منت اندیشہ کر کفن کا کچھ کبھی | جا اگن مین پر ہستی ہو کر ابھی

خاک ہوکر جائے تیرا رخت جب | ذرہ خودبینی تری گم ہووے تب
جو کہ پردہ ہے تجھے تیرا وجود | وہان کہان اس مال و دولت کو نمود

ہے جو کچھ نزدیک تیرے دور کر ۔ خلوتِ دل کو اپسکے نور کر
ہوئیگی جب دلکو تیرے بیخودی ۔ جائیگی گم ہوکے سب نیکی بدی
جب گئی نیکی بدی عاشق ہے تو ۔ بس فنائے عشق کے لایق ہے تو

حکایت بادشاہے کہ پسرش خوبصورت بود

بادشاہ کوئی تھا بڑا سا نامور ۔ اُسکو بیٹا ایک تھا رشکِ قمر
پاک سیرت خوش لقا یوسف مثال ۔ مکھ پونم کا چاند اور ابرو ہلال
کوئی نہ تھا خوبی منے کو اُسکے جوڑ ۔ چاند کو تو لین تو اسمین بھی ہی کھوڑ
رخ نورانی غیرتِ ماہِ تمام ۔ جگ کے خوبان سب دیکھین اُسکی غلام
کر سکے کوئی کس وضع اُسکی صفت ۔ جس صفت کو وہان تھی کچھ معرفت
رات کو آتا اگر پردے سے بہار ۔ آفتابِ تازہ ہوتا آشکار
چھوڑ دیتا مکھ پہ جب زلفِ سیاہ ۔ چھپ کے جاتا رات کی پردمین ماہ
جس طرف کرتا نگاہ نرگس نمن ۔ اُسطرف نرگس کے کھلتے صد چمن
ہنسکے اُسکے مکھ سے پھول جب کرتا نثار ۔ باغ کھلتے کئی ہزاران صد بہار
کہین نہ دکھتا تھا دہن کا کچھ نشان ۔ جو عدم ہے سو نشان اُسکا کہان
فتنۂ جانِ جہان تھا وہ جوان ۔ الامان فتنے سے اُسکے الامان
جب نکلتا باہر کہین ہوکر سوار ۔ ساتھ چلتے ہر طرف شمشیر دار
کوئی گر اسکی طرف کرتا نگاہ ۔ مار ڈالے اُسکو جانسے بیگناہ
ناگہانی از قضا درویش ایک ۔ نا اپس کا کچھ برا سمجھا نہ نیک
یک بیک اُسکے اُپر شیدا ہوا ۔ سوز دل مین عشق کا پیدا ہوا
غوطہ دل لگے خون مین کھانے لگا ۔ سرد آہین دمبدم کھانے لگا
گرچہ دلمین چُھپ نہ رہ سکتا تھا وہ ۔ کس سے آتا کچھ نہ کہہ سکتا تھا وہ
جان و دلمین نے رہا جب عشق غم ۔ دیکھنے ہر دم لگا رنج و الم
رات کو کوچہ پہ اُسکے کرکے ٹھار ۔ دمبدم روتا تھا وہ نت زار زار
کوئی نہ تھا محرم اُسے جز درد و غم ۔ درد و غم نت کھینچتا تھا اور ستم
نا رہا باقی تو کچھ مرنے منے ۔ دن گذرتے تھے سو دم بھرنے منے
اُس گلی مین جب کبھو شہزادہ جائے ۔ نیمجان درویش وہ پھر جان پائے
از قضا شہزادہ نکلا ایک روز ۔ پڑ گیا بازار مین غوغائے سوز
ہر طرف لوگو مین بھاگو بھاگ ہوئے ۔ چوک کے کل پھیرو بارا بات ہوئے
ساتھ کے جو تھے نقیبان راہزن ۔ کئی غریبونکو دئے خونی کفن
غل پڑا ہر ٹھار مارا مار کا ۔ شور محشر کا اُٹھا ایک بار کا
سنکے وہ درویش بھی یہ غلغلا ۔ دور سے دیکھا نظر اپنی چلا
ہوگیا بیہوش شہزادے کو دیکھ ۔ خون مارا جوش شہزادیکو دیکھ
گھبرا ہو کھا پچھاڑی نعرہ مار ۔ اُڑ گیا دلسے وہین صبر و قرار
بڑھ چلے انکھیونسے ہوکر اشک خون ۔ ہوگیا بیہوش یک پل مین یون
رنگ اُڑ جاکر پڑا منھ چوپٹک ۔ رہ گیا جیو آکی ہونٹھونمین اٹک
کوئی رقیب اُس راہ سے آگاہ ہو ۔ شاہ سے چغلی لگایا جا کے وہ
جو نرے نورِ بصر پر یک گدا ۔ عاشق جانی ہے اور جیوسے فدا
شاہ غیرت سے ہوا بیہوش وہین ۔ دل منے غصے سے لایا جوش وہین
بس کہا لیجاو اُسے سولی تلے ۔ رحم اُسکے حال پر کوئی نہ لے
سنکے دوڑے یہ نقیبان اور وزیر ۔ لے چلے حالی گدا کو کر اسیر

لیکے آئے جب اُسے سولی کنار / حیف کھا رویا جگت سب زار زار
نا اُسے وان کوئی شفا خواہ تھا / نا کوئی اس درد سے آگاہ تھا

جب اُسے سولی پہ وہ دینے لگے / تب گدا نے دو ہاتھ لوگاں کے آگے
عجز و زاری سے لگا کہنے کہ یوں / بیگنہ تم مارتے ہو مجکو کیوں

دیو مجھے فرصت تو بارے اتقدر / جو کروں میں سجدہ حق کو یاد کر
بعد ازاں فرصت دیا اسکو وزیر / تا کرے سجدہ خدا کو وہ فقیر

پس گدا سجدے میں بولا اے الٰہ / مارتا ہے شاہ مجکو بے گناہ
جب تلک اس تن کو جیو کا وصال / شاہزادیکا مجھے دکھلا جمال

تا دیکھوں دیدار اُسکا ایک بار / شوق سوں اس جیو کو ڈالوں اُسپہ وار
آئیگا وہ جس گھڑی میری نظر / ہوئیگا جیو مجکو دینا سہل تر

یا الٰہی کر اجابت یہ دعا / یو نہچہ ہے آخر کو میرا مدعا
میں سو تیرا ہوں بندہ با صدق و سوز / گرچہ عاشق ہوں نہیں کافر ہنوز

جوں دو عالم کا ہے تو حاجت روا / یوں الٰہی کر تو مری حاجت روا
جا نشانے پر لگا درحال تیر / یہ دعا یوں عجز سے مانگا فقیر

ناگہاں اس راز کا آواز کہیں / کان میں آیا وزیر شہ کے وہیں
وہ مناجات و دعا درویش کی / دردمندی زاری درویش کی

عرض کی وہ شاہ سوں جب سربسر / شہ کا دل بہی تیز ہوا زیر و زبر
پس کہا اب شاہزادیکو لیجاؤ / جاکے اُس درویش سے جلدی ملاؤ

تا کرے دلداری اُس درویش کی / نوش لب سے فکر اُسکے نیش کی
جو لگا ہے اسکو تیر نیشتر / لطف کا رکھہ اُسکا مرہم بیشتر

پس نزاد دیکھیا انکھیں سے بہت قہر / دے اُسے شربت کہ منہ کا ہے زہر
دلبری سے لے اُسے ہو تو یہیں اٹھا / آئیگا تو اسکو اپنے ساتھ لا

بعد ازاں شہزادہ یہ سنکر خبر / صدق سے لایا بجا حکم پدر
دلبری سوں جا کے اُس درویش پاس / دیکھتا کیا تو پڑا ہے وہ نراس

لوٹتا ہے خاک پر سولی تلہار / عالم اک روتا ہے اُسپر زار زار
اشک خوں سے اُسکے ہوئی خاک تر / نا اُسے کچھ تن کی سدھ ہے نا خبر

دیکھ شہزادے نے اُسکا حال جوں / بھر آئے آنکھوں میں اپنے نیر کوں
پس چھپانے کو لگا ہر چند انسو / نین سے بہنے سے نہ بند ہرگز انجھوں

جوش کھا دو لگے لہو سے بہہ چلے / قطرہ قطرہ لعل و گوہر ہو ڈھلے
عشق میں جو شخص یوں صادق ہووے / کیوں نہ معشوق اُس اُپر عاشق ہووے

عاقبت وہ شاہزادہ لطف سے / پاس جا بیٹھا وہ پھر درویش کے
جب کیا درویش نے بالا نظر / شاہزادے کو دیکھا وہ نین بھر

پس کہا اے شاہزادے نامدار / مار سکتا ہے اگر تو جیسکو مار
فوج و لشکر کیا تجھے درکار تھا / مجکو بس اتنا ترا دیدار تھا

بول کر یہ بات اک نعرہ کیا / جان شیریں یار شیریں کو دیا
یک نظر سے دیکھہ دلبر کا جمال / ہو گیا یک پل میں پانی کی مثال

بوند تھا سو جا ملا سمندر سے / ہو گیا نابود ذرہ شور سے
پائیگا تو کان سے ایسا لک خبر / جب تلک دل میں ہوا ہے پر خطر

جیو تیرا لذت سے تن آلودہ ہے / خواب و غفلت منے آسودہ ہے
چھوڑ دے غفلت کو ہشیار بیش ہو / خویش سے بے خویش ہو کر بیش ہو

ہوئیگی جسوقت بے خویشی تجھے / پائیگی اُسوقت درویشی تجھے
دل منے ہمت پکڑ مردانہ ہو / دے جلا کر عقل کو دیوانہ ہو

نہین تو ہمارے آشنا شا دیکھہ جا | کس طرح ہوتے ہین مردانہ فنا

حکایت شنیدن مرغان تمام بیان وادیہا

جب سنین پنکھیون نے یہ باتین تمام | ہفت وادی کا بیان منزل مقام
ہوش سب کا یک بیک جاتا رہا | جو اٹھا دکھ سکھ سے جا وبگا سہا

ہوگئے سب یک طرف سی بیقرار | مرگئے کتنے اسی منزل مین ٹھار
بیٹھہ رہے بعضے و بعضے اٹھہ چلے | کئی سو مارک مین بھی ہیبت سی گلے

کوئی ہمت سے لیا در پیش راہ | رنج و راحت پر کیا نہین وہ نگاہ
الغرض یون کئی برس لگ پے بہ پے | صرف کر کر عمر کیتنی راہ طے

رنج و سختی راہ مین دیکھے جو وہ | جانتا ہے کیا نہین دیکھا سو وہ
رہگیا کوئی راہ مین ڈوہ نگر پکڑ | کوئی سو پارے ٹھنڈ مین مٹھا اکڑ

کوئی گرمی کی نہ لاکر دلمین تاب | دھوپ مین جل بل کی ہوکر جیوں کباب
کوئی رستہ چھوڑ کر ہو گھا برا | باز و بحری کے پڑا پھر جنگل مین جا

کوئی پانی بن جنگل مین خشک لب | مرگیا رکھہ دلمین پانی کی طلب
کوئی بھوک سے مرگیا کھانے بنا | کوئی دکھی ہوکر ہوا جیو سے فنا

کوئی رستہ مین تماشا دیکھہ کچھ | رہگیا سنگا تیونکے سنگ بچ
عاقبت لاکھونسے کوئی یک جانور | شاہ کی درگاہ تک پہونچا مگر

تیس پنکھی دل شکستہ ناتوان | بے پر و بے بال سست و نیمجان
آئے جو سیمرغ کی درگاہ لگ | ہوش و طاقت سے جدا ہوکر الگ

دیکھکر سیمرغ کی درگہ بلند | ہوگئے حیرت سے ہر اک پائے بند
برق استغنا کی کڑکے یون وہان | جو پڑے تو جائے جلکر یہ جہان

کئی ہزاران خلق صاحب اعتبار | ہین کھڑے دیوار کا رکھہ انتظار
کئی ہزاران چاند تارے آفتاب | منتظر ہین و ہان نہین کسکا حساب

کل یہ سب ذرہ نمن حیران ہین | سب ہوا مین اُسکی سرگردان ہین
یہ پنکھیو دیکھکر وہانکا وصول | سب بکندر ہوگئے دلمین ملول

پس لگے کہنے کہ ایسے لوگ یہان | ہین پریشان تو ہمین جا گہہ کہان
ہے جہان ذرہ برابر آفتاب | کونسا ہمسے غریبونکا حساب

اوہین سمجھے انہے سو سب غلط | سب ہماری محنتین مو مو غلط
اے دریغا وہ ہمارے رنج راہ | ہوگیا ناچیز سارا اور تباہ

ہوگئے جب پنکھیو سب نراس | ٹوٹکر اُنپر پڑا گویا اکاس
سب یکایک دلمین بیدل ہورہے | جونکہ مرغ نیم بسمل ہو رہے

ناگہان سیمرغ کی درگاہ سے | یک بیک آیا جلال و جاہ سے
دیکھکر ان تیس پنکھیونکو نراس | بال و پر سے لچھ و پچھ ہوٹی کی سانس

پاؤنسے سر لگ سبھی حیرت منے | جان و دل سے رنج اور حسرت منے
بعد ازان پوچھا کہ اے قوم غریب | کیون ہوئی تمکو یہ حیرانی نصیب

کا نسے آئے ہو تمہین ہو سو کون | دُکھہ منے گلتے ہو جون پانی مین لون
کان تمہارا ملک اور کان گانو ہے | کیا تمہارا نام اور کان ٹھانو ہے

کیا سبب آئے ہین اس درگاہ مین | کیونکہ بچکے آئے ہین وے راہ مین
پس دیا اُس تیس پنکھیون نے جواب | دیکھنے آئے ہین یہ عالی جناب

ہے ہمارا بادشاہ سیمرغ جو ن | دیکھنے اسکو ہمین نا آئے کیون
ہین ہمین بندے سبھی درگاہ کے | خاکروب ہین ہم سبھی اس راہ کے

گئی مدت سے راہ چلکر سدا گنوائے | صد ہزاروں نے یہین یہان تئیں آئے
شاہ کے ملنے کی ہے دلمین امید | بیچاک ہوئی ہین انتظاری مین سفید

آئے ہین یہان لگ ولیکن ہم اگر | کسب ہالے پر کرینگا شہ نظر
پس کہا وہ پیک ہے بیحاصلان | شہ کی استغنا کے بالکل غافلان

یہان تو مشکل ہے بڑی لگوگی یار | پس تمن سے وہان غیرونکا کیا شمار
تم ہوئے یا نہین ہوئے تو کیا یہان | کان تمن کو کون گنتا ہے یہان

صد ہزاران عالم اس گاہ مین | ایک چیونٹی کی تمن ہے راہ مین
کان تمہارے ہاتھ وہ شہ آئیگا | کان تمہارے باج کم ہوجائیگا

یہ سخن سن پنکھیان امیدوار | ہوگئے سب دلمین اپنے بیقرار
پس لگے کہنے کو گر ہمنا کو شاہ | اس وضع دکھلائیگا خواری کی راہ

وہ نہین خواری مگر ہمکو شرف | مو شرف اسکے ہین ہمکو ہر طرف
کیا کہی ہے خوب یہ مجنوں نے بات | گر کہین مجھ آفرین سب کائنات

آفرین کسکی مجھے درکار نہین | شادمان لیلی کی گالی سے ہوتے ہین
اسکی گالی آفرین سے خلق کے | مجھکو شیرین تر ہو میوے سے لگے

یونہی ہم سب پنکھیونکی ہے تمیز | اسکی خواری سب سے ہے ہمکو عزیز
آگ سے ڈرتا ہو کب دلمین پتنگ | جب سے ہے اسکی محبت شمع سنگ

گرچہ استغنا ہے شہ کا بیشمار | ہین ہمین تو لطف کے امیدوار
جب کہا پنچھیوں نے یہ باصدق و نیاز | ہوگیا انپر شب تاریک روز

فضل ربانی ہوا فریاد رس | جو نرس تھا سو ہوا سب سر بسر
صدر قربت کے اوپر سکو بلائے | تخت عزت پر مکان سارون نے پائے

بعد ازان رقعہ دیا اسکے ہاتھ | پس کہے اسکو پڑھو تم غور ساتھ
چونکہ ان پنکھیوں نے وہ رقعہ اٹھائے | شرم سے ہرگز نہ اپنا سر اٹھائے

یہان جو کچھ فعل ان کئے تھے تمام | ایک بیک رقعہ سنے تھا السلام
سخت سب افعال سے تھا فعل یو | جو چلے ہے نفس کی خواہش لئے او

یوسف اپنے کو کوئین مین ڈالکر
بیچکر کھائے خدا سے کچھ نہ ڈر

حکایت حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف پیمبر حق پسند | جسپہ ہوتا تھا سنارونکا سپند
بیچ ڈالا اسکو دس بھائیوں نے جب | لکھہ لیا مالک نے اک خط آنسبب

از قضا یوسف ہوئے جب بادشاہ | انکے مالک سے رکھے رقعہ نگاہ
جب وہ بھائی مصر مین کنعان سے آئے | قحط سے روٹی بدل پانی گنوائے

نین پچھانے شاہ کو جو کون ہے | منہ پہ اسکے کس وضع کا لون ہے
پس کہا یوسف نے اے یاران مگر | خط عبری جانتے ہو یا پڑھ کر

ہے ہمارے پاس عبری ایک خط | گر تمہین بانچینگے تو ہے نیک خط
پڑھ سناؤگے اگر وہ خط ہمن | جو منگوگے سو دیونگا یہ سخن

بسکہ عبری خوان تھے سب یار او | پس کہے وہ خط کہان ہے لاؤ تو
خط پڑھنے کو جو یوسف سے لئے | شرم سے سب یار سر نیچے کئے

خاک ہوگئے آگ حسرت سے تمام | آب ہوگئے خوئی مین گلکر تمام
خوف سے نین پڑھ سکے از بس آئے | دل منے پنہزاران حیف کھائے

ہوگئی منہ مین زبان بھرنی سے بند | تن کے سارے سست ہوگئے بند بند
پس کہے یوسف کہ کیوں ہین سو تم | ہوگئے ہو کس سبب اس بہانت گم

بعد ازان بولے کہ ای شاہ جہان — خوب ہے اس سے کہ گردن مارنا / کیا سمجھتا ہے تو اے مرد دغل — جو نہ آویگا صباح تجھپر خلل

بیچتا ہے یوسف اپنے کو جو یون — ہوئیگا آخر کو تیرا حال کیون / ہوویگا جسدن وہ یوسف بادشاہ — کیا کریگا عذر تو اے روسیاہ

ایکدن تو بھی گداؤن کی نمن — جائیگا بھو کھانگا یوسف کے دھن / ہوئیگا آخر پشیمانی سے جفت — بس نہ تو یوسف کو اپنے بیچ مفت

حکایت خجل شدن ہمہ مرغان

ہوگئے پنچھی خجل خط دیکھکر — اشک حسرت سے لئے نینونکو بھر / آگ سے غم کی ہوئے جل بل کے خاک — دلمین دکھ سینے مین آہ دردناک

ہوگئے اس دھات نا امید جب — بحر کو بخشش کی آیا جوش تب / بہہ گئے سارے گنہ یک موج سے — سرفرازی کا لگا سر اوج سے

آفتاب قرب نے کیتا ظہور — محویت مین ہوگئے سب غرق نور / عکس سے سیمرغ کے سب ایکبار — چہرۂ سیمرغ دیکھے آشکار

جب اپس پرتھی کئے پنکھی نظر — صورت سیمرغ دیکھے یک دگر / ہوگئے حیران پنکھی دلمین یو — کیا اپن سیمرغ ہین کیا ہینگے وو

یکدگر آپس مین حیران ہو رہے — یہ سے سیمرغ بولے وہ اُسے / نین رہی ہرگز کسے کسکی پہچان — جو ہون وہ مین یا نہین آخر نہ مان

جب ہوئے سیمرغ سارے ایکرنگ — ہو رہا ہر ایک پنکھی حیران و دنگ / نین ہوا معلوم کسکو کسکا حال — پس کئے درگاہ عزت سے سوال

اے جناب پاک یہ کیا ہے سبب — جو ہمین ہوگئے ہین یہ سیمرغ سب / ایک ایکس کو نہین سکتے پہچان — بلکہ آپس کو نہین سکتے پہچان

بعد ازان درگاہ سے آیا خطاب — جو مثال آرسی ہے یہ جناب / ہوئیگی جسکو طلب جس چیز کی — شکل اسکی ہوئیگی اس چیز کی

اور اگر دیکھے اس آئینہ اندر — آئیگی اسکو وہی صورت نظر / تیس پنکھی تم جو یہانتک آئے ہو — تم اپس کو آپ ظاہر پائے ہو

گر تمھین چالیس ہوتے یا پچاس — یونہی کر لیتے اپس مین آپ شناس / اگرچہ گم پایا تیس تم سب آئے ہو — تم اپس کو آپ ظاہر پائے ہو

نین تو مجکو دیکھنے کا کسکو تاب — دیکھ سکتا کب ہے شپر آفتاب / او پنکھی اتنے جو آتے تھے ادھر — پس گئے ہین وے سبھی رستے سے پھر

ہر یکس کو صورت مقصود ہو — ہر یکس کو معنی معبود ہو / جو تمھین تیسون پنکھی سیمرغ کا کاج — آئے ہین یہانتک تمھین محنت سے باج

پس تمھین سیمرغ ہونا کیا عجب — محو ہو تم آپ اپسکے سب مین سب / اصل مین سیمرغ سمجھو مجکو تم — سایہ تھا سو ہو گیا سورج مین گم

حکایت حقیقت بقا بعد فنا

جو فنا مین گم رہے پنکھی خموش — پس کہین مدت کی پھر پائی ہوش / بیخودی مین جا کے با خود آئے پھر — سر فنا مین دے بقا کو پائے پھر

اس فنا اور اس بقا کا کچھ بیان — جو پوچھے تو نین دیا تھا کچھ نشان / جو کہ اسرار بقا بعد از فنا — نین سمجھتا ہے ہر ایک نا آشنا

مغز کو اسبات کے او پا سکے — جو دنیا سے ہاتھ دھو کر آسکے / ہے جلگ تو در وجود و در عدم — کب سکیگا رکھ تو اس رہ مین قدم

اس فنا اور اس بقا سے درگذر ۔ تا تجھے ہووے بقا کی کچھ خبر
دیکھ اول کیا تھا تو اور کیا ہے اب ۔ اب نہیں سمجھا تو سمجھیگا تو کب
اصل میں تھا تو سو نطفہ خوار و زار ۔ بعد ازاں عاقل ہوا اور ہوشیار
پس تجھے اسرار سے واقف کئے ۔ معرفت کی اسپہ آگاہی دئے
بعد ازاں دنیا سے کر ڈالے فنا ۔ اس فنا میں از نہاں ہو گھنا
اس فنا کے بعد گر بخشے بقا ۔ ہر صبح اُٹھ دیکھتا نیر الفت
گر نہیں کس بات سے تو راز دار ۔ فکر کر ہشیار ہو اور کچھ بچار
جب تلک یہاں نہیں ہوا بدل فنا ۔ پائیگا تو کس وضع عز و بقا
جب تلک دیکھا نہیں تو درد و رنج ۔ کان ملیگا تجھکو کیونکر سن یہ گنج
نیست ہوجا تا تجھے ہستی ملے ۔ جب تلک تو ہے تو ہستی کیوں ملے
نہیں ہوئی لگ محو خواری و فنا ۔ کانسے دیکھے گا تو منہ عز و بقا

حکایت عاشق شدن پسر وزیر بادشاہ

بادشاہ کوئی تھا جہاں میں بے نظیر ۔ ہفت کشور تھا جسے فرمان پذیر
جانتی تھی خلق اسکندر جسے ۔ آفاق سے تا قاف تھا لشکر اُسے
جاہ کا اسکے انتہا رخ ماہ پر ۔ ماہ کا رخ شاہ کے تھا جاہ پر
از قضا اس شاہ کا تھا ایک وزیر ۔ اُسکو بیٹا ایک جوان بدر منیر
آفتاب آسمانِ دلبری ۔ جگ کے محبوبوں پہ اسکو سروری
دن کو گر وہ ماہ نکلے گھر سے بھار ۔ جگ منے ہووے قیامت آشکار
منہ نورانی غیرت خورشید و ماہ ۔ اُسپہ کالی ابر کی چھتری سیاہ
نوش لب وہ چشمۂ آب حیات ۔ تسپہ خطِ سبز پر بالی صفات
نین اُسے دکھلاوے یوں افسونگری ۔ جسکے آگے خجل ہووے سامری
سیمتن سیمیں بدن سیمیں ذقن ۔ دام زلفاں عاشقوں کی صف شکن
فتنۂ جانِ جہاں خالِ سیاہ ۔ سو قیامت کے برابر یک نگاہ
شرح اُسکے حسن کا تانک کروں ۔ عمر اگر اس فکر میں ساری بھروں
الغرض شہ اُسکو اک دن دیکھکر ۔ ہوگیا بیہوش و بیخود بے خبر
نقد جان اُسکی محبت میں دیا ۔ آرزو سے عشق کا سودا کیا
رہ نہ سکا محبوب کے بن ایک تل ۔ گم ہوا سدھ بدھ گنوایا دین و دل
خلوت و جلوت منے اُسکے بغیر ۔ صبح کا غم سے کیا راحت سے سیر
رات دن اُسکو رکھے اپنے حضور ۔ تا کرے یک پل جدا نظروں سے دور
دن کو سووے تو اڑاوے نگس نور ۔ رات کو قربان ہووے جیوں چکور
صبح سے تا شام دیکھے بادشاہ ۔ دلکو الفت میں کیا اُسکی تباہ
حسن کی اُسکے کبھی دیکھے بہار ۔ کیا کرے رو رو گہر اسپر نثار
کب کئے کے دیکھ اسکے مست نین ۔ کب گنوائے دل سے اپنے خواب چین
ایکدم نہیں رہ سکے شہ اُسکے باج ۔ تا ہوا وہ بھی بچارہ لا علاج
شاہ کے ڈر سے کہیں نہیں جا سکے ۔ تا کبھی ماں باپ کے پاس آ سکے
باپ ماں فرزند کو ترسیں مدام ۔ کیا کریں وہ تھا ولیکن سخت کام
یونہی گذرا جو کتنے دن روزگار ۔ تا کہ اُس نوخیز کا آیا بہار
از قضا سی چار سو شہ کے نگر ۔ کوئی انگی خورشید سی ناری سُندر
لیکن سو دیکھا اسکو فرزند وزیر ۔ ہوگیا یکبارگی اُسکا اسیر
وہ سندر بھی اُسپہ ہوگئی مبتلا ۔ ایکدن ناگاہ اس اندر بلا

اتفاقاً ایک شب شہ مے پرست
جا کے نکلا شاہ زادے سے منے

شاہ کے دلمین پڑی غیرت سے آگ
پس لگا کہنے کو شہ ہین دل منے

مال و دولت جان و جیو اپنا نثار
اب مجھے واجب ہوا ہے بالضرور

تا کہ جاوین تن بدن سب پھاٹ پھاٹ
یونہی اینگے اُسکو جلدی کھینچکر

مارنیوالونکے تئین منت کیا
جائیگی جب کیف کی مستی اُتر

پس دئے وے مارنے ہاری جواب
پس بندیخانہ منے جا کر وزیر

شاہ دوسرے دن ہوا ہُشیار جب
بادشہ سنکر خوشی دل مین کیا

جب سُنی یہ شہر کے لوگان خبر
چند روز اس شہر مین ماتم ہوا

یاد کر باتون کو اُس دلدار کی
جوش مار اعشق غصہ کم ہوا

وہ محبت اور وہ بزمِ شراب
دلسے سب جانا رہا صبر و قرار

ترک آن پانی کیا یک بار کا
سو رہا تھا اُس بن ہو جا کے مست

اُٹھے بیٹھے جب ٹھار پر دونون جنے
پیچ کھایا تلخ ہو کر جونکہ ناگ

کیا کہون اپنا کیا مین کس کنے
ہاتھمین اُسکے دیا سب اختیار

جو کرون دنیا سے سکا نام ودر
بیسر ہوئی دھرتی سو جونکو چاٹ چاٹ

تا جدا کر کھال دیوین دار پر
ہر یکیس کو یک رتن بھاری دیا

بعد ازان پچتائیگا دلکے بھتر
یہ جو کچھ اب بولتا ہے نین صواب

ایک واجب قتل کے لایا اسیر
مارنے ہارونکو پوچھا حال تب

ہر یکیس کو نقد و زر خلعت دیا
دیکھنے آنے لگے وے سر بسر

دردسے اُسکے گھر و گھر غم ہوا
دلبرِ شیرین شکر گفتار کی

عیش جا کر درد و غم ہمدم ہوا
جائے سب تو کیون نہ ہووے شہ کباب

گلشنِ زیبا لگا سُنے کو خار
لے رہا سینے منے غم یار کا

جاگ اُٹھا وہ یار کو نا دیکھکر
دیکھتا کیا ہے کہ دونون لیرات

مست اور ناشتہ تھا اُسپر بادشاہ
ہٹ تو اس تو تیز کو کس ناز سے

وہ سو مجکو چھوڑ جورو ونکو سا تھنہ
بات ایسی بولکر وہ شہریار

پس کہا شہ نے کہ کوٹی مین لیجاؤ
یہ خبر سُنکر وزیر آیا وہین

پس کہا نہین بس جوانکا کچھ گناہ
پس جو اُسکو آج ماریگا کوئی

گر ابھی نین مارتے ہین ہم اُسے
کھال اُسکی کاڑھکر سولی دیا

سب نے بولا حکم جون تھا یون کئے
پس کہا شہ نے کہ رہنے دو اُسے

غرق خونمین دیکھکر اس گوشت کو مین
شاہ بھی آخر کو بعد از چند روز

دمبدم غصہ و غم کھانے لگا
بادشہ یہ عشق اور یہ یار وو

پس ہوا دلمین پشیمان بادشاہ
عاقبت کپڑے رنگا کر نیل سون

آخرش یک رات کو وہ شہریار
ڈھونڈھتا نا خوش ہو نکلا ہر کدھر

شاد بیٹھے ہین خوشی سے کامران
کیون کرے لبریز اُسکے کوئی نگاہ

پالکر کیتا ہون واقف راز سے
جیو لگایا ہے سو یہ کیسی ہے بات

بندکے مارو کہا خوب استوار
کھال اُسکی دور سولی پر چڑھاؤ

خاک پا تے پیٹتے رویا وہین
اسپہ ہیگا مست کیفی بادشاہ

جیو بچانا کسو صنع سے اُسکا ہوئی
بادشاہ جیو سے نہ چھوڑیگا کسے

بعد ازان بیٹے کی تئین پنہان کیا
پوست اُسکا کھینچکر سولی دئے

تا جہا نمین ہووے عبرت ہر کسے
حیف کھا رونے لگا افسوس سون

دل منے پکڑا پشیمان ہو کے سوز
دلسے آہِ آتشین لانے لگا

وہ محبت اور خوشی دلدار وو
خار ہو سلنے لگا سینے مین آہ

جا کے بیٹھا ماتمی ہو سرنگون
آپ آیا چلکے سولی کے کنار

دیکھ اُس ٹڈ بیخبر کو حیف کھائے
دُکھ سے رو رو سر پہ لینا خاک پائے

دلپہ اُسکے درد و غم بھاری ہوا
زخم شمشیر الم کاری ہوا

لوٹنے بھوئین پر لگا مچھلی نمن
خون سے ہو گئے ولے روز و نین

رات ساری ایکلا اور روز گون
شمع کے مانند جلتا سوز سون

پڑ کے رہتا ہر کہین پیاسا بھوکھا
بند کر رکھتا زبانکو جیون مونگا

اس طرح چالیس دن جب گئے گذر
سوکھ جا کانٹا ہوا شہ نامور

چاند سا چہرہ شفق مین غرق خون
غم سے لاے کے شل تھا سرنگون

تب کہا اُسنے کہ سن اے بادشاہ
جب سے تو مارا ہے مجکو بیگناہ

کیا کیا تھا مین نے جو تو یون کیا
کھال میری کر جدا سولی دیا

مین نہ چھوڑونگا قیامت مین تجھے
داد نا دیوے خدا جب تک مجھے

جب سنا دلبر سے شہ نے یہ جواب
تاب دلسے گئی نکل انکھیون سے خواب

ہو گیا دیوانہ سدھ کو کھوئے کر
زندگی سے ہاتھ اپنے دھوئے کر

ظلم سے میرے تجھے کھا ہے تو بھی دکھ
کیا دکھاؤنگا صباح مین حق کو مکھ

کون ایسا کوئی کرے جو مین کیا
پا پہ اپنے مار کر تیشہ لیا

کر تو اے دلبر مرے پر اب نظر
جو کیا ہو مین سو تو ہرگز نہ کر

مین تو یون غمناک ہون دن رات پاک
خاک پا تیری کو مجھ سر مین ہے خاک

کر گیا مین بیوفائی سے جفا
تو تو مجھسے بیوفا سے کر وفا

مست ہو کر مین کیا ہون یہ خطا
تو گذر جا اس خطا سے کر عطا

ہو رہا ہون مین تو غم سے جان بلب
تا یہ جیو دون خونبہا مین بول کب

موت کا کچھ ڈر نہین مجکو ابتا
ہے مجھے تیری جفا کا ڈر جیتا

کاش کے کوئی کاٹتا میرا گلا
تا بچنتا اس غم سے مین رہنا بھلا

بات یک یک اُس جو انکی یاد کر
درد سے رونے لگا فریاد کر

کاٹ کر لینے لگا دانتون سے ہاتھ
صد ہزاران آہ اور افسوس ساتھ

دیکھتا انجوا انکو اُسکے کوئی اگر
یاد ساون کی جھڑی کرتا مگر

جب فلک سر صبح کی چلتی پون
شاہ جاتا اُٹھ وہانسے گھر لگن

کسکو یہ قدرت نہ تھی جو شاہ سات
کچھ کہے اور پوچھنے کا لے منہ سے بات

از قضا اس سوز سے گرداب مین
اپنے دلبر کو دیکھا شہ خواب مین

بعد ازان شہ نے کہا اے دلربا
کیون ہوا تو غرق خون مین سو صفا

خون مین تیری آشنائی سے ہو مین
یون سو تیری بیوفائی سے ہو مین

یار سے یون یار کرتے مین کہین
جو کیا تو نے کرے کافر نہین

ہو ویگا دیوان محشر کا جبھی
مین اپس کا داد دشمن لونگا تبھی

جیو مین اُسکے سوز و غم زیادہ ہوا
درد دکھ حد سے زیادہ تب ہوا

پس کہا مجھ وا دکھیارے دکھی
ہو گیا ہے تو سو مرجا کر سکھی

نین کیا مین نے ظلم تیرے اوپر
ہے ستم میرا ظلم سب میرے اوپر

یہ نہ اپنے پر کیا ہون خوب مین
مار کر ڈالا ہون جو محبوب مین

گر کیا ہو مین جو تیرے سے بدی
تو بدی مجھسے نہ کر ہرگز کدھی

اب تجھے مین کس طرح ڈھونڈون کہان
رحم کر میرے اوپر تو جان جان

مین کیا گر خون تیرا ظلم سے
خون نکو کر دلکو میرے ہجر سے

تو گیا ہے چھوڑ کر مجکو جہان
مین یہان تجھ بلاج رہتا ہون کہان

نین ہا جاتا ہے مجھسے ایکدم
ایکدم اب ہے مرے پر صد ستم

عمر گر سب عذر خواہی مین بھرون
اس گنہ کا عذر آخر کیون کرون

نین ہا کچھ مجکو اب تاب فراق
جیو ہوا ہے تاب درد اشتیاق

جیو مرا اِ فضل سی ای داد گر / کچھ نہین مجھکو رہی طاقت مگر
یونہی بق بق کر ہوا خاموش جب / خاموشی مین ہوگیا بیہوش تب
شاہ کو وہ دیکھکر بیہوش و تاب / زود لایا شاہ کن بٹیا شتاب
لیگیا در حال اُسی اپنی مند پر / گئی خوشی سی بھر کے دونونکی سر
نین کسو وہانکی خبر ای راز جو / کیا کہی اور کیا سُنے آپس مین وو
کسکو طاقت جو کری کوئی بانگی بات / جو کری وہ سرگوشی جان و بات
وہانسو خاموشی بغیر از بات نین / بات کہنی کی رضا کس و ہات نین

کیا کرون مین کہ سو اب کتاب بھرون / جوش سی مین دل بہر رہا کیا کرون
پس ہوا اوسی مین فضلِ کردگار / تھا کہین پنہان وزیر نامدار
بعد ازان بھیجا اسی نزدیک شاہ / شہ نی انکھیان کھولکر دیکھا وہ ماہ
ایک اکیس سی ہوئی ہمراز وہین / ہوگئی آپس منی دمساز وہین
کوئی وہانکا واقف اسرار نین / راز دان اسٹھار کا اغیار نین
وہانسو عارف آپسے گنگا ہو آئی / بات ہو بہر اُسنی اندھا ہو جائی
ہوگئی باچا پکھی اب بیان تمام / کیا کہون مین اسی آگی والسلام

خاتمۃ الکتاب

اصل مین تھا یہ کلامِ فارسی / اہل معنی کو مثالِ آرسی
شیخ صاحبدل فریدِ نامور / خاص جنکا ہی لقب عطار کر
ہر سخن یک نافۂ اسرار ہی / مغز جانکو طبلۂ عطار ہی
فکر سی جو کے کری آمین نظر / مقصدِ دینی سی ہووی بہرہ ور

شکر کر وجدی کہ بر وجہ صواب / ختم ہوئی توفیق حق سی یہ کتاب
خوش تر تصنیف شیخ نامدار / پیشوائی عارفان روزگار
وہ نکالے ہین جو یہ عطر سخن / عطر پروردہ کئے ہین تو لگن
عارفون کے پاس وہ استاد ہی / طالبون کے حق منی ارشاد ہی

ضمیمۂ کتاب

حکایت شاہزادی کی جو بعد ترک مجاز کی حقیقت کو پایا

تھا کہین اک بادشاہِ کامگار / باطن و ظاہر ہنر مین استوار
خواب مین وہ شاہ دیکھا ناگہان / مرگیا فرزند اوس کا رائگان
دلمین یہ سوچا کہ شادی کا سبب / تھا وہی غم جو دکھایا مجکو رب
پس کہا شہ جبکہ وہ گذرا الم / چاہئی شادی کرین لڑکی کی ہم
جب کیا زاہد نے اسکی دوستی / عورتین اُس شہ کی پاہین آگہی
شرط کیفیت نہین لایا بجا / جا گدا کی گھر مین تو خوشی کیا
شہ کہا مت بول تو اُسکو گدا / جو کہ ہی صالح وہی ہی بادشاہ
بندۂ شہوت ہو جو شاہ و امیر / ہی حقیقت مین وہی بدتر فقیر

اُسکو یک فرزند تھا روشن جبین / حسن اُسکا رشک حسن حورِ عین
جب ہوا بیدار پایا یک نوید / دی ثمر گویا اوسے شاخِ امید
خواب مین خندہ اگر تم دیکھیو / اُسکو ماتم ہے کہا تعبیر کو
زاہد اک صالح جوانِ پاک تھا / اُسکی لڑکی نامزد اُسکو کیا
مادرِ شہزادہ سُنکر یہ خبر / شاہ سی بولی کہ ای والا گہر
وہ گدا ہم بادشاہِ نامور / تو بخیلی سے کیا ایسا مگر
جو کہ امرا مین اسیر حرص و آز / ہین وہ فقرا بسیرِ برگ و ساز
لیک بہ عکس اُسکو سلطان بولتے / جسطرح کافور زنگی کو کہے

بادشاہ کہنا نہین اسکو حلال
حسن مین تھی یک قیامت وہ پری
حسن اسکا پاک نیک اخلاق تھی
وہ نہین زن بلکہ تھی یک بھوتنی
بھوتنی قحبہ کی محبت کے سبب
شاہ پر عالم شب دیجور تھا
شاہ بیچارہ ہوا اس نادانی کہات
ایک جادوگر بڑا استاد کار
جب ہوا اس رنج بیماری سی چاق
جا ملا اپنی عروس خاص سے
شاہ بعد اک سال کی پوچھا کہ ہان
اب مجھی بخشا خدا دار السرور
جب ہوا مین طریقت آشنا
بھوتنی دنیا ہی جادوگر چھنال
اپنی جادو مین بہت ہشیار ہی
ڈھونڈھ لی کوئی راہبر عقدہ کشا
پس وصال دین ہی دنیا کا فراق
تو نہین دنیا سی ہو سکتا صبور
یہ جہان دیکھیگا تو گُہ سے بتر
جب تو اس رخسار کا دیکھی جھلک
عین دریا مین تو بیٹھا خشک لب

جو رہا پابند حسب و جاہ و مال
حور بھی اسکی کرے تھی چاکری
پھر شرافت مین بھی اپنی طاق تھی
شاہزادی کی کرے جو رہزنی
شاہزادہ ہو رہا تھا جان بلب
لیک شہزادہ نپٹ مسرور تھا
روز و شب دیتا تھا قربان و زکوٰۃ
شاہزادیکا کہین سن اشتہار
قحبہ بڑھیا کو دے بیٹھا طلاق
دل لگایا اُس مہ ممتاز سے
وہ تیری معشوقہ ویرانہ کہان
ہو گیا ہون اُس بلاے بد سی دور
نور پایا ترک ظلمت کو کیا
مرد کو جادو سی کرتی پائمال
عقل وسکی مکر سے لاچار ہے
راز دان یَفعَلُ اللّٰہُ مَایَشَاء
جان ہی بیمار جبلگ تن ہی چاق
حیف ہی گر ہو خدا سی اپنے دور
جب تو دیکھا قرب حق کا کر و فر
پھر تجھے سجدہ کرین جن و ملک
دھوپ سے کرتا ہی ماہی کو طلب

پس کیا شادی بڑی ترتیب سے
چہرہ اوسکا آفتاب صبح گاہ
شاہزادہ دیکھیہ یک بوڑھی چڑیل
بھوتنی جادوگری مین طاق تھی
یک برس تک شاہزادہ بیخبر
شاہ روتا دیکھکر بیٹے کا حال
راتدن فریاد اور زاری کیا
چلکے آیا دور سے شہ کی حضور
بھوتنی غصہ سی کھا کر پیچ و تاب
بعدہٗ پھر باپ کی خدمت مین آ
شاہزادہ تب کہا انکار سے
اب مجھی بخشا خدا آب حیات
ای پسر مشتاق وہ شہزادہ ہی تو
رنگ و بو مبتلا کی وہ قحبائی پیر
عقل اُس مشکل کو حل کرتی اگر
جبتلک تو ہی اسیر پیر زال
جب تجھی دنیا کی دوری سخت ہی
ایک دم دیکھے اگر نور خدا
جہد کر ہستی کو اپنی بھول جا
کر طلب ہر دم فروغ حسن یار
گر نہین تو دور سی دیکھا سراب

مشتری کو لا ملایا ماہ سے
پھر ملاحت سے نمک مانگے پناہ
عشق مین اوسکے ہو پڑا تھا کر ذلیل
زن نہین یک قحبۂ آفاق تھی
پاؤن پر اوسکے ملے تھا اپنا سر
باپ پر ہنستا تھا بیٹا بی ملال
حق مناجات اُس دکھیا ریکا سنا
شاہزادی سے کیا وہ سحر دور
مر کے دوزخ کو گئی لینی عذاب
معذرت چاہا زمین بوسی کیا
مین ہوا بیزار اُس مردار سی
اُس بڈھی قحبہ سی پایا ہون نجات
بھوتنی دنیا نہ مل اُس سی کبھو
مکر سے کرتی ہی مردونکو اسیر
انبیا کو حق نہ کرتا راہبر
وہ عروس دین تجھی ملنا محال
دین سی جو دور ہی بدبخت ہی
جان و تن کو آگ دیویگی جلا
تب تجھی ہاتھ آویگا حق کا لقا
ہان نہو قانع بحکم مستعار
اسکو پانی بوجھ کرتا اضطراب

تشنہ لب پانی مین ہے تو نا امید
آب اقرب منہ من حبل الورید

بادشاہی ہے غلامی دوست کی
بندگی حق کی ہے شاہی سے بھلی

دیو ہے تو گر انا خیر کہے
خود نمائی شان شیطان بوجھیے

گر خودی کا ہے تجھے سودا ہے خام
تو خدا سے دور تر ہے والسلام

پس ہو مغرور اپنی بود پر
ڈھونڈھلے جلد سے کوئی اک آہ

سوزہ دوز سے اگر ہے تجھکو عار
ہان مبادا تو نہو آگے چمار

بندگی پیرونکی کمتر بوجھ مت
عشق حق تو کر طلب شیطان صفت

تو تکبر مین غلو اتنا نہ کر
یہ تکبر دل مین ہو زیر و زبر

جو ہوا انجام مین مسعود وار
عشق سے اسکو نہو یکدم قرار

خاک پا کو اونکی تو سرمہ بنا
تاکہ چشم دل کو تیرے ہو جلا

وہ بزرگی تجھکو بخشے گا خدا
تا کرے اہل جہان شیوہ تیرا

حق دیا ہے خاک کے پتلے کو تاب
ہے جہانگیر مین وہ جیون آفتاب

رکھ خدا سے التجا ہر بات مین
تا نہو تنزل تیری درکات مین

مناجات بیچ تنبیہ نفس کے

بول اپنے ہاتھ اوٹھا اے کردگار
معصیت سے مجکو مت رکھ شرمسار

تجھ سوا ہم اے خدا کس پاس جائین
تو نہین چاہا تو ہم کسکو کہائین

اس خودی مین ہے تجھے ستی حلال
جسمین ہین عکس صفات ذوالجلال

بندگی مین حق کی باندھ اپنی کمر
تاکہ ہو فربہ ولے با کر و فر

نفس سے فرعون اے کر سیرت
تا نہو مغرور وہ کافر صفت

گرچہ رووے یا پکارے زار زار
وہ نہو آخر مسلمان ہوشیار

تن کو تو فربہ نہ کر بکری مثال
تاکہ نا ہو جاوے خون تیرا حلال

خواب غفلت ہے یہ دنیا سر بسر
اسمین تو غافل نہو اے بیخبر

گر رہا ایک شہر مین ساری عمر
جو رہے پر اسکو جاتا بھول کر

خواب مین جب شہر دوسرا دیکھتا
بوجھتا شہر قدیمی ہے میرا

شہر کا اپنے نہین کرتا خیال
خواب مین ایسا ہے ہر ہر کا خیال

روح ایسا ہی مقام اپنے کو بھول
کیا عجب اس خواب مین گر ہو ملول

بیان آدمی کی پیدائش کی منزلونکا ابتدا سے

آدمی تھا اصل مین اول جماد
پھر نباتی مین گئے اسکے نہاد

سالہا وہ جھاڑ تھا یا گھانس پات
بھول بیٹھا سب جمادی پن کی بات

پھر نباتی سے ہوا حیوان جب
وہ نباتی پن بھلایا اسکو سب

لیک تھوڑی رغبت اسکو رہ گئی
باغ و بستان کے تماشے سیر کی

جسطرح مائل ہے کودک طرف
پھر نہ بوجھا سیر رغبت یکطرف

جز و کل اسکو دیا وہ عقل کل
وہ مثال سایہ ہے یہ شاخ گل

سایہ جب فانی ہو شاخ گل کے بیچ
پس کرے معلوم وہ سیر بیچ

پھر وہ حیوانی سے انسانی لیا
خلعت انسان اوسے خالق دیا

اسطرح ہر ہر مراتب سے گذر
اب ہوا ہے عاقل و دانا مگر

کچھ خبر اسکو نہ ان احوال سے
پھر بدلتا ہے عقل و حال سے

جسطرح سویا تو بھولا اگلی بات
اسکو اس نسیان سے ہوگی نجات

جائے جب یہ عقل پر حرص طلب
سو ہزاران عقل دیکھے بوالعجب

خواب سے پھر اسکو تم جبکو اٹھینگے — پھر اوسے تب کے کام یاد آئینگے
مر گئے کے بعد جانِ مستمند — اپنے قالب پر کریگا ریش خند

کیا سبب یہ ہین خواب مین مدہوش تھا — اس تنِ فانی سے ہم آغوش تھا
کیا سبب اسکو نہین جانا خیال — وہ سراسر خواب تھا اور تھا خیال

زندگی تیری خیال و خواب ہان — خواب کو وائم تو ہرگز مت پچھان
ناگہان جب آئیگی صبح اجل — جائینگے یہ سب خیالاتِ دغل

یاد کر اپنے تئین کو ہنس پڑے — جب نظر اپنی ٹھکانے پر کرے
خواب کے افعال تیرے سر بسر — جبکہ تو جاگے تجھے آوین نظر

زندگی کی خواب مین جو کچھ کیا — حشر مین تجکو بتاویگا خدا
خوابِ دنیا مین کیا جو کام تو — جاگنے سے آوین وہ سب روبرو

پس ترا خندہ ہے رونے سے بتر — اس جہان سے تو گیا ہے بد اگر
اس جہانکی گریۂ و زاری تیری — جاگنے پر بوجھ ہے وہ سب خوشی

گرچہ مارا ہے تو یوسف کو یہان — بھیڑیا ہو خواب سے جاگیگا وہان
یک بیک افعال تیرے گرگ ہو — پھر سے پھاڑینگے تیرے ہر عضو

قتل ناحق بعد مرنے کے تیرے — مت سمجھ گردن پہ تیرے نا رہے
یہان قصاص اُس قتل کا آسان ہے — وہان اگر ہو تو بلائے جان ہے

کیونکہ اس عالم کا جیسا ہے اودھار — زندگی ہے آخرت کی پائدار
حق کہا دنیا مثالِ لعب ہے — انتقام اس آخرت کا صعب ہے

عیب کہ اپنے پہ مت رکھ دین پر — دین کا سب کام حکمت ہے مگر

بیان یہ کہ بیچ مقام جمع کے تفرقہ باقی نہین

جبتک تو دور خالق سے رہا — تب تلک ہی جان پر تیرے بلا
جب ہوا نزدیک تو دولت ملی — عشق مین خفگی نہ کر تو کاہلی

تخت پر جب بیٹھتا ہے بادشاہ — چوطرف گھیرے کھڑی رہتی سپاہ
نیزۂ و شمشیر اور تیر و تبر — دیکھکر پھٹتا ہے شیرون کا جگر

پھر کے جب عشق ہے انکو بزم خاص — کب وہان ہووے مہابت یا قصاص
بلکہ حلم اور لطف رحمت ہے بجوش — وہان نہین غیر از صلائے نائے و نوش

شمع کب دیکھے ہے یا آفتاب — شمع پروانسے کب دیکھے عذاب
تفرقہ اوٹھ جائے اور شرکِ دوئی — عالمِ وحدت ہے وصلِ معنوی

موسیٰ و ہارون رہین زیر زمین — ایک ہو مانند شیر و انگبین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ ان ایام مسعود و ساعت محمود مین یہ کتاب مستطاب ترجمۂ منطق الطیر المسمّٰی بہ پنچھی نامہ حسن اہتمام سے حسن وقع [illegible] عظیم، مالک مطبع کریمی و فتح الکریم یعنی قاضی عبد الکریم ابن المرحوم قاضی نور محمد صاحب تاجر کتب کے باضافۂ (ضمیمۂ کتاب) مطبع نامی کریمی واقع بمبئی بھائیکھلہ ڈلائل روڈ قاضی بلڈنگ نمبر ۱۰۸×۱۱۰ مین زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر سنہ ۱۳۲۶ھ تو باشاعت مالک مذکور اوسی مطبع سے شایع ہوئی